اسلامی پروپیگنڈے کی بنیاد پر قائم ہونیوالی ایرانی حکومت کا اصلی چہ

خمینی ازم اور اسلام

قرآن، بغض صحابہؓ و خلفاء راشدینؓ اور اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ایک گروہ کی نقاب کشائی

تالیف
ابوریحان فاروقی

ناشر اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان

فَبَشِّرْ عِبَادِ ٱلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ ٱلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُۥٓ
زمر ۱۸-۱۷
کتابخانه عقیده
www.aqeedeh.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

یہ کتاب، عقیدہ لائبریری

(www.aqeedeh.com)

سے ڈانلوڈ کی گئی ہے۔

من گھڑت اسلامی پروپیگنڈے کی بنیاد پر قائم ہونیوالی ایرانی حکومت کا اصلی چہرہ

خمینی ازم اور اسلام

تحریف قرآن، بغض صحابہؓ و خلفاء راشدینؓ اور اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے والے ایک گروہ کی نقاب کشائی

تالیف
ابوریحان فاروقی

ناشر: اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان

نام کتاب :- خمینی ازم اور اسلام
نام مولف ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی
ناشر ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد
قیمت پچیس روپے -/۲۵
طبع اوّل گیارہ سو -/۱۱۰۰
طبع دوم " " "
طبع سوم -/۲۲۰۰

انتہائی قابل غور

خمینی صاحب کے عقائد کے مطالعے کے بعد ہر ناظر پہ یہ بات واضح ہو جانی چاہیئے کہ شیعہ مذہب اور اسلام دو علیحدہ علیحدہ نظریئے ہیں۔ ان کی حقیقتیں اور بنیادیں جدا ہیں۔ اساسی عقائد سے لیکر فروعی مسائل تک ہر مسئلہ میں شیعہ کا نظریہ اسلام سے یکسر مختلف ہے کم علمی اور خمینی ازم سے عدم واقفیت اس کے کفر اور زندقہ کو ختم نہیں کر سکتی۔ جس جماعت کا نظریہ تحریف قرآن بغض صحابہؓ اور تقیہ و متعہ کی غلاظتوں سے اٹا ہوا ہو۔ اسلام کے امینوں پاسداروں اور عہدِ زریں خلفاء راشدین کیساتھ عداوت اسکی تحریر کے ہر لفظ سے ٹپک رہی ہو اسے اسلام اور اہل اسلام کیساتھ نتھی کرنا بہت بڑا دھوکہ اور فریب ہے۔ اب وقت آچکا ہے کہ ہم تجاہل عارفانہ اور حکمت و مصلحت کے بت پاش پاش کر دیں اور حقیقت حال کا واشگاف اظہار کریں۔

ایرانیوں کا کلمہ طیبہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل

از ماہنامہ وحدت اسلامی تہران (جون ۱۹۸۴ء)

خمینی صاحب کی طرف سے حضرت عمرؓ فاروق پر کفر کا فتویٰ

کتاب کشف الاسرار صہ ۱۱۹ (اصل فوٹو) تفصیل و ترجمہ صہ ۱۴۳

۴۔ در آنموقع که پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله درحال احتضار و مرض موت بود جمع کثیری در محضر مبارکش حاضر بودند پیغمبر فرمود بیائید برای شما یك چیزی بنویسم که هرگز بضلالت نیفتید عمر بن الخطاب گفت (هجر رسول الله) واین روایت را مورخین و اصحاب حدیث از قبیل بخاری و مسلم واحمد با اختلافی در لفظ نقل کردند وجملهٔ کلام آنکه این کلام یاوه از ابن خطاب یاوه سرا صادر شده است و بقیمت برای مسلم غیور کفایت میکند الحق خوب قدردانی کردند از پیغمبر خدا که برای ارشاد و هدایت آنها آنهمه خون دل خورد و زحمت کشید تا سنلع باشرف دیده فرو بست و روح مقدس این ورباته باچه حالی بس از شنیدن این کلام از ابن خطاب این دنیا رفت و این کلام یاوه که از اصل کفر و زندقه ظاهر شده مخالف است

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب مرض الموت لاحق ہوئی اس موقع پر بہت سے لوگ حاضر تھے آپؐ نے فرمایا کہ غذ قلم لاؤ کہ تمہارے لئے ایسی چیز لکھ دوں جس کے باعث تم گمراہ نہ ہو سکو گے، عمر بن خطاب نے کہا: آپ کو ہذیان ہو گیا۔ روایت مورخین اور امام بخاریؒ و مسلمؒ جیسے محدثین سے منقول ہے ان کے الفاظ میں اختلاف ہے لیکن اس کلام کا مفہوم ایک ہے یہ بیہودہ کلام عمر بن خطاب سے صادر ہوئی ...

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت تکلیف میں تھے۔

اس کلام کے سنتے ہی آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور عمر کی بیہودہ کلام سے اس کا کفر اور زندقہ ظاہر ہو گیا۔

نا صحیح ہے یہ روایت کسی ثقہ محدث سے ثابت نہیں ایک غیر مستند

خمینی صاحب کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی کا اعلان (معاذ اللہ)

" اب تک کے سارے رسول، جن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں دنیا میں عدل وانصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے، حتیٰ کہ نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کرنے آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کرسکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بد دیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے امام مہدی کی ہستی ہے اور " مہدی موعود ضرور ظاہر ہوں گے۔"

"تعمیر حیات" لکھنؤ ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء

TEHRAN - Imam Khomeni inaugrating National Television second network delivered yesterday a message marking the birth day of the 12th Imam, Hazrat Mehdi, the Imam Zaman (Imam of the entire human race).

"The Imam Zaman will bear the message of social justice for transforming the entire world, a task that even the Holly Prophet Mohammad was not wholly successful in achieving", Imam Khumeni said.

"The celebration for our Holy Prophet is the greatest for Muslims, the celebrations for the Imam Zaman is the greatest for all humanity. I cannot call him leader because he was more than this, I cannot call him first because there is no second", the Imam declared.

عکس تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۸۰ء

TEHRAN TIMES 29 JUNE 1980

یہ اعلان تہران ریڈیو سے ۳۰ جون ۱۹۸۰ء کو نشر ہوا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایرانیوں کی قربانیاں زیادہ ہیں

" خمینی صاحب " نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ ایران عراق جنگ میں ایرانیوں کی جرأت تاریخ ساز ہے، ایرانی افواج کا مقابلہ دنیا کی کوئی فوج نہیں کرسکتی روح اللہ خمینی نے واضح کیا کہ شوق شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں اس کی کوئی مثال نہیں عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی افواج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صحابہ نے بھی ایسی قربانی پیش نہیں کی، کیونکہ کفار کیساتھ لڑائی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کو بلاتے تو حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہے۔"

خطبہ جمعہ قم ایران بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ نومبر ۱۹۸۲ء

خطاب بہ نوجوانان

جناب خمینی کی ایک تقریر پر مشتمل یہ رسالہ فرانس کی خود ساختہ جلاوطنی کے دوران فرانس ہی سے فارسی زبان میں طبع ہوا اس تاریخی خطاب میں خمینی صاحب کا ایک یادگار جملہ ملاحظہ ہو۔

مکّہ اور مدینہ پر قبضہ

"دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکّہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا چونکہ یہ علاقہ مہبط الوحی اور مرکز اسلام ہے۔ اس لیے اس پہ ہمارا غلبہ و تسلّط ضروری ہے . . . . . . میں جب فاتح بن کر مکّہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہو گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بتوں (ابوبکرؓ و عمرؓ (معاذ اللہ) کو نکال باہر کردوں گا۔

عالم اسلام کا ہر فرد اس وقت ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے جب ہر سال حج کے موقع پہ اسے اخبارات کی شہ سرخیوں میں بات نظر آتی ہے۔ کہ

(۱) دس ہزار ایرانیوں کا خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ۔

(۲) کئی ہزار ایرانی خواتین اور مردوں نے مسجد نبوی کے سامنے امریکہ مردہ باد کے نعرے لگائے۔

(۳) تین سو ایرانیوں کو حج کے موقع پر نعرہ بازی کے جرم میں سعودی عرب سے نکال دیا گیا۔

(۴) ایک لاکھ ایرانیوں نے خانہ کعبہ کے سامنے مظاہرہ کیا۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۸۴ء جنگ۔

ء انشاء اللہ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں "خطاب بہ نوجوانان" کا اصل فوٹو شامل اشاعت ہوگا۔

پاکستانی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا جائے

"ایرانی انقلاب کے قائد آیت اللہ روح اللہ خمینی نے پاکستانی عوام پہ زور دیا ہے کہ پاکستان کی موجودہ حکومت چونکہ امریکی مفادات کی علمبردار ہے اس لیے عوام کو چاہیے کہ وہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت کا تختہ الٹ دیں"

از: تہران ٹائمز

بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی

قادیانیوں کو دینی فرائض سے روکنا ظلم ہے

ایرانی رسالہ الجہاد کا اداریہ

پاکستان میں ۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت کی طرف سے قادیانیوں کے لیے خود کو مسلمان کہلانے اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا گیا ہے حکومتی آرڈی نینس کے مطابق قادیانی جو کہ غیر مسلم ہیں امت مسلمہ کو اسلامی اصطلاحات کے ذریعے دھوکہ دے رہے ہیں جس کا انہیں کوئی حق نہیں رہا مگر ایرانی رسالہ الجہاد کے اداریہ میں قادیانیوں کے خلاف اس آرڈیننس کی مخالفت کر کے قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں شامل رکھنے پر اصرار کیا گیا ہے بلاشبہ خمینی صاحب کی سرپرستی میں نکلنے والے اس رسالے کی اس تحریر ختم نبوت کے بارے میں ایرانیوں کے عقائد کی قلعی کھل گئی ہے۔

العدد ١٤٦ - ١٥ ذی‌قعدہ ١٤٠٤ھ
١٣ آب ١٩٨٤

الجهاد

صوت الحركة الاسلامية
في العراق

اسلامية سياسية
اسبوعية

تصدر عن مؤسسة
الجهاد للصحافة والنشر

صاحب الامتياز
سعيد توفيق

المراسلات
الجمهورية الاسلامية
في ايران
طهران ص.ب
١١٣٦٥/٦١٦
هاتف ٨٢٦٩١

مضايقة المتدينين في الباكستان

هرب خلال الاسبوعين الماضيين ... من المسلمين الباكستانيين الى السويد وطلبوا حق اللجوء السياسي فيها.

وقال هؤلاء اللاجئون انهم جميعا مسلمون من الفرقة الاحمدية وقد لجأوا الى السويد لعدم تمكنهم من اقامة الفرائض الدينية في بلادهم بسبب مضايقات النظام العسكري القائم فيها ومطاردته للاسلاميين.

الجهاد الاثنين ١٥ ذي القعدة ١٤٠٤هـ ١٣ آب ١٩٨٤م

(ایرانی رسالہ الجہاد ۱۳ راگست ۱۹۸۴ء کی اصل عبارت کا فوٹو)

فہرست

عنوانات	صفحہ
عرض مؤلف	۱۴
تقدیم	۱۷
باب (۱) حصّہ اوّل	
یہود کی تاریخ	۲۷
یہود کی اسلام دشمنی کے چند واقعات	۳۱
فتح خیبر کے بعد آنحضرت کا احسان عظیم	۳۲
باب ــــ ۲	
شیعہ کا تاریخی پس منظر	۳۴
حضورؐ کی آخری وصیت	۳۵
شیعہ مذہب کا بانی	۳۶
عبداللہ بن سبا کی کارگذاری	۳۷
ایران کے مجوسی اور سبائیوں کا گٹھ جوڑ	۳۹
تاریخ شیعیت پر اجمالی نظر	۴۲
باب ــــ ۳	
شیعہ کے عقائد	۴۴
ذات توحید پاک رب العزت میں شرک و شراکت	"

عنوانات	صفحہ
سیدنا علی کی الوہیت	۴۴
تخلیق جن وانس کا مقصد خدا کی عبادت نہیں امام کی معرفت ہے	۴۶
ایک رافضی کے بدلے میں ایک لاکھ ناصبی جہنم میں	۴۶
عرش و کرسی پر آسمانوں اور جنت جہنم میں ائمہ کا تسلط ہے	۴۷
وہی زمین کے مالک ہیں	۴۸
آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کے خزینہ دار علی ہیں	۴۹
ذات پاک پر ولایت کا قبضہ	"
خمینی صاحب اور توہین رسالت	۵۱
اقامت علی کے اعلان سے حضورؐ کا خوف	"
رسول خدا کامیاب نہیں ہوئے	۵۲
رسول خدا مہدی کی بیعت کریں گے	۵۳
حضرت علیؓ کی توہین	۵۴
جنت میں سب سے پہلے علی داخل ہونگے	"

عنوانات	صفحہ
شیعہ اور حضور ایک [illegible] سے پیدا ہوئے	۵۵
باب ——— ۴	
شیعہ اور قرآن عظیم	۵۶
شیعہ کا [illegible]	۵۷
ایک حقیقت	۵۸
شیعہ کے [illegible] حضرت علی کا قرآن	
تحریف قرآن	۶۰
[illegible] قرآن	۶۱
تحریف [illegible] کی روایات متواتر [illegible]	۶۲
[illegible]	[illegible]
باب ——— ۵	
شیعہ اور مسئلہ ختم نبوت	۶۵
[illegible]	۶۷
[illegible] اور [illegible]	
باب ——— [illegible]	
[illegible] شیعہ مذہب [illegible]	[illegible]
[illegible] شیعہ مذہب [illegible]	
[illegible]	

عنوانات	صفحہ
باب ——— ۷	
شیعہ کے مختلف فرقے	۷۵
سبائیہ	۷۶
امامیہ اثنا عشریہ	"
کیسانیہ	۷۷
مخطوریہ	۷۸
امامیہ	۷۹
ناؤسیہ	"
قرامطیہ	"
سلیمانیہ	"
المنصوریہ	
نزاریہ [illegible]	
[illegible]	۸۰
[illegible]	۸۱
[illegible]	۸۳
[illegible]	۸۴
[illegible]	

عنوانات	صفحہ
باب ——— ۹	
ایران میں اہل سنت پر مظالم کی داستان	۹۲
تیس ہزار اہل سنت کردوں کا قتل	۹۴
ایرانی بلوچستان میں اہلسنت پر کیا گزر رہی ہے	۹۷
حصہ دوئم باب (۱)	۱۰۳
جناب خمینی کے عقائد و نظریات	"
ایرانی انقلاب خمینی صاحب شیعت (تعارفی جائزہ)	۱۰۴
ایرانی انقلاب کی نوعیت	۱۱۱
عقیدہ امامت کا اجمالی بیان	"
الحکومۃ الاسلامیہ کی بنیاد پر ایرانی انقلاب کی بنیاد	۱۱۴
باب ——— ۲	
خمینی صاحب اپنی تصانیف میں	۱۱۷
اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی صاحب کے معتقدات	۱۱۸
کائنات کے ذرہ ذرہ پر ائمہ کی تکوینی حکومت	۱۱۹
ائمہ کا مقام ملائکہ انبیاء مرسلین سے بالاتر	"
ائمہ غفلت اور سہو سے منزہ ہیں۔	۱۲۰
ائمہ کی تعلیمات قرآن کی طرح واجب الاتباع ہیں	"
صحابہ کرامؓ خاصکر شیخینؓ کے بارے	۱۲۱

عنوانات	صفحہ
میں خمینی صاحب کا عقیدہ	۱۲۱
اس عقیدہ کے خطرناک نتائج۔	۱۲۹
خمینی صاحب بعض فقہی مسائل کی روشنی میں	۱۳۲
باب ——— ۳	
خمینی صاحب اپنی کتاب کشف الاسرار کے آئینے میں	۱۳۴
چرا قرآن صریحاً اسم امام را نبردہ	"
خمینی صاحب کے جوابات	۱۳۵
یہ کن بدبختوں کا ذکر ہے	۱۳۶
حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے بارے میں	۱۴۶
اب رہ گئے بس حضرت علیؓ	۱۴۸
باب ——— ۴	
حضرات شیخینؓ نا ذوالنورینؓ عام صحابہ کرامؓ اور اہل سنت کے بارے میں خمینی کے فرمودات	۱۵۱
خمینی کے ان فرمودات کے لوازم و نتائج	۱۵۳
قرآنی آیات اور احادیث کی متواتر کی تکذیب	
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ۔۔	۱۵۵
قرآن مجید قطعاً ناقابل اعتبار از روئے عقل	
[illegible] بیان ناممکن ...	۱۵۶
خمینی صاحب کے فرمودات کے	
سلسلہ میں آخری سنگین ترین باب	۱۵۰
ایک نیازمندانہ اور مخلصانہ عرضداشت	۱۵۹
سنت کی طرف سے خمینی کے مداحوں کی خدمت میں	

عرضِ مؤلف

اس عہدِ پُر آشوب میں چاروں طرف فتنوں کا طوفان بپا ہے غلط پروپیگنڈے اور ذرائع ابلاغ کی دھما چوکڑی کا ایسا نمونہ ہے کہ کفر وطغیان بھی حق وصداقت کے لباس میں افقِ عالم پر جلوہ گر ہو رہا ہے۔ جس جماعت کے عقائد وافکار سے اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں اس کی طرف سے اسلامیت کے ایسے ایسے دعوؤں کا شور برپا ہے کہ اسلام کی پوری چودہ سو سالہ میں کبھی ایسا نہیں ہوا، منافقت وچالبازی دجل وتلبیس کمینگی و دوں ہمتی، تصنع وبناوٹ اور غیر حقیقت پسندانہ سوچ وفکر نے ایسے ایسے گل کھلائے ہیں کہ حقائق کی چیخ وپکار اور اصلیت کی صدائیں کذب بیانی کے شور تلے دب گئی ہیں۔ شیعہ مذہب کی تاریخ سے عام طالب علم تو واقف تھے مگر سبائیت ورافضیت کے نئے روپ سے بڑے بڑے زیرکوں کو شناسائی نہیں،

۱۱۔ فروری ۱۹۷۹ء کو جناب خمینی صاحب نے ایران میں ایک امریکی مہرے رضا شاہ پہلوی کا تختہ الٹ دیا ـــــ امریکی استعمار کے مخالفوں نے تو گھی کے چراغ جلانے ہی تھے لیکن مذہب کے نام پر برسرِ اقتدار آنے کے باعث عالمِ اسلام

کئی حلقوں کی جانب سے خمینی صاحب کے انقلاب کو اسلام کا آئینہ دار قرار دیا گیا، کچھ ہی عرصہ بعد جب خمینی صاحب کے عقائد کا باب کھلا اور ایرانی اہلِ سُنت پر مظالم کی داستانیں سامنے آئیں تو پُوری دنیا کا مسلمان انگشت بدندان رہ گیا ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کی جگہ نئی مذہبی ڈکٹیٹر شپ جگہ لے لی حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ جیسی اسلام کی اولالعزم اور سربرآوردہ شخصیات کے خلاف ایسے کفریہ کلمات ایران کی گلیوں کوچوں میں عام کئے گئے ـــــ کہ مسلمان دم بخود ہو گئے جدید سبائیت کا کفر اور نئے ذہن کے رافضیوں کی تعصب پرستی عام ہونے لگی اب جب کہ خمینی صاحب پوری طرح اپنی کتابوں اور پیغامات کے ذریعے اپنی اصلی صورت میں سامنے آ گئے ہیں تو ہم نے بھی مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو عالمِ اسلام کے اس عظیم فتنہ کے تعارف کے طور پر ایک دستاویز خود انہی کی کتابوں سے اخذ کر کے ناظرین کے سامنے رکھدی ہے۔

کتاب مذکورہ دو حصّوں پر مشتمل ہے پہلا خمینی کی تمام معتمد کتب اور ائمہ کے پیش کردہ عقائد پر مشتمل ہے اس کے ۹ باب ہیں جبکہ دوسرا حصّہ مشہور اسلامی مفکر حضرت منظور احمد نعمانی کے رسالہ الفرقان کے ایک وقیع مضمون پر مشتمل ہے بلاشبہ اس کتاب کے مطالعہ سے جدید سبائیت یعنی خمینی ازم کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

چودھویں صدی ہجری میں عالم اسلام کے اتحاد کے سب سے بڑے داعی اور علمبردار
سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل کے حالات زندگی
پندرھویں صدی کے آغاز پر پاکستان میں شائع ہونے والی بین الاقوامی کتاب

فیصل اک روشن ستارہ

(اردو ایڈیشن)

اردو۔ عربی۔ انگریزی
انتہائی خوبصورت طباعت
سائز ۲۰×۲۶
تقریظ
السید مصطفےٰ اعقیل
سعودی سفارتخانہ۔ اسلام آباد

تالیف
ابوریحان
ضیاء الرحمن فاروقی
ابواب ۵۳
صفحات ۶۰۰

اس کتاب کے سرسری مطالعے سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ سعودی عرب کے بارے میں شائع ہونے والی کتاب میں اتنی معلومات جمع نہیں ہوئیں
علامہ سعید الرحمن علوی
ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین۔ لاہور
قیمت مجلد ۷۵ روپے
قیمت غیر مجلد ۶۰ روپے

ابواب

۱۔ تاریخ عرب
۲۔ تاریخ اسلام
۳۔ اقوام عرب کی جدید تقسیم
۴۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب
۵۔ شیخ الاسلام کے افکار و تعلیمات
۶۔ دعوت شیخ کی عالمگیر اشاعت
۷۔ شیخ الاسلام کی تالیف
۸۔ خاندان فیصل کا اجمالی تعارف
۹۔ امیر سعود بن عبدالعزیز
۱۰۔ امیر عبدالعزیز بن فیصل
۱۱۔ سلطان عبدالعزیز بن سعود
۱۲۔ ابن سعود کے اوصاف و کمالات
۱۳۔ سلطان کی تاریخی شخصیت
۱۴۔ معمولات
۱۵۔ تحریک اخوان کا قیام
۱۶۔ فتح حجاز کے بعد امن و امان
۱۷۔ فیصل بن عبدالعزیز
۱۸۔ اوصاف و کمالات
۱۹۔ فیصل کے نجی امور
۲۰۔ وجاہت
۲۱۔ فیصل کے لیل و نہار
۲۲۔ فیصل کی اہم جنگی و قومی خدمات
۲۳۔ فیصل وزیر خارجہ
۲۴۔ فیصل کی ولی عہدی
۲۵۔ فیصل کا سعودی عرب
۲۶۔ فیصل بحیثیت بادشاہ ایک نظر
۲۷۔ فیصل کے بادشاہ منتخب ہونے کے بعد اپنوں اور غیروں کے خطوط
۲۸۔ فیصل کا دستور مملکت
۲۹۔ فیصل کا طرز حکومت
۳۰۔ فیصل کی خارجہ پالیسی
۳۱۔ فیصل کی تعلیمی اصلاحات
۳۲۔ شہری ترقیات اور داخلی اصلاحات
۳۳۔ معاشی اور اقتصادی اصلاحات
۳۴۔ سعودی محکمہ دفاع
۳۵۔ شاہ فیصل اور عالم اسلام
۳۶۔ عالم اسلام کے اتحاد کے سب سے بڑا علمبردار
۳۷۔ فیصل اور مسئلہ فلسطین
۳۸۔ فیصل خادم الحرمین
۳۹۔ فیصل اور تیل کا ہتھیار
۴۰۔ مصر اور اسرائیل جنگ فیصل کی نظر
۴۱۔ عالم اسلام کی دو شخصیات ناصر اور فیصل
۴۲۔ فیصل اور مسئلہ ختم نبوت
۴۳۔ پاکستان اور سعودی عرب
۴۴۔ عالم اسلام کا غمگسار حکمران
۴۵۔ فیصل کے تاریخی اقوال
۴۶۔ فیصل کا اسلامی جذبہ
۴۷۔ فیصل کے غیر ملکی دورے
۴۸۔ فیصل کی اولاد
۴۹۔ شاہ فیصل کی شہادت
۵۰۔ فیصل کے بارے میں اپنوں اور غیروں کی رائے
۵۱۔ سربراہان مملکت کی رائے
۵۲۔ فیصل کے تاریخی اقدام
۵۳۔ فیصل کے خصوصیات

اشاعت المعارف ریلوے روڈ چارٹرڈ بنک فیصل آباد

تقدیم

ایران کے حالیہ انقلاب کے لیڈر جناب خمینی صاحب مذہباً اثنیٰ عشری رافضی ہیں۔ ان کے عقائد کا سرسری جائزہ زیر نظر کتاب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جن لوگوں نے شیعہ کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں اثنیٰ عشری شیعہ تحریف قرآن اور نبوت کے مقابلہ میں عقیدہ امامت کو اپنے عقیدہ کی اساس قرار دیتے ہیں۔

عقائد شیعہ کے مطابق جناب خمینی اس دور میں ایت اللہ العظمی اور نائب امام مہدی ہیں۔ شیعہ کے مطابق امام مہدی ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۴/۵ سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے۔ اور پھر قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ اندریں صورت پاکستان میں جو مسلمان بھی جناب خمینی کا آیت اللہ یا امام کے لفظ سے ذکر کرتا ہے وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر رافضیت کا پرچار کر رہا ہے۔

شیعہ مذہب کی بنیاد کتب اربعہ اصول کافی، تہذیب، استبصار اور من لا یحضرہ الفقیہ پر ہے۔

خمینی صاحب کی تمام کتابوں کی بنیاد بھی یہی کتابیں ہیں۔ ان کے نزدیک اصول دین پانچ ہیں (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت (۵) اور قیامت۔ یہیں سے اہل سنت کے ساتھ شیعہ کا اصولی اور بنیادی اختلاف شروع ہو جاتا ہے۔

امام الہند حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوئیؒ نے تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت قاضی ثناء اللہؒ نے سیف المسلول میں اور مولانا عبدالشکورؒ لکھنوی نے اپنی جملہ کتب میں ایسی شرح و بسط کے ساتھ شیعہ کے عقیدہ امامت

اور امام معصوم ، مختار کل ، مامور من اللہ ہونے اور اسی طرح کے جملہ بے بنیاد عقائد کی ایسی دھجیاں بکھیری ہیں کہ صرف اسی عقیدہ امامت کی بنیاد پر قرآن و حدیث کی روشنی میں شیعہ کا قطعی کفر ثابت کیا ہے ۔

شیعہ کے اسی عقیدہ امامت کے بارے میں جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی رائے گرامی ملاحظہ ہو ۔

"امام معصوم کا عقیدہ جس نے شیعوں میں رواج پایا اور جس پر درحقیقت مسلک تشیع کی بنیاد قائم ہے ۔ اپنی اصل کے اعتبار سے نہ صرف یہ کہ بے اصل ہے بلکہ شیطان کا ایک بڑا دھوکہ ہے جس سے اس نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کے لیے خصوصاً اور اس کے مطالبات اور اس کی مہمات کو عملاً معطل کر دیا ہے ۔ اس نے امامت کے لیے معصومیت کی ایسی شرط لگائی ہے کہ جس کا محقق ہونا اور دائماً اور مستقلاً محقق ہونا غیر ممکن تھا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قرون حاضر میں بھی جبکہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ائمہ معصومین ظاہر ہوتے رہے ۔ ہر امام کی وفات کے بعد کئی فرقے بنتے رہے ۔
اور بعد میں جب آخری امام معصوم غائب ہوئے تو کئی صدیوں تک اسکے دین کے تمام تر مہمات بلکہ وہ سارے کام جو دین کی اصلی روح ہیں آج تک معطل چلے آرہے ہیں ۔ کیونکہ یہ سب کام امام معصوم پر منحصر ہیں اور امام معصوم غائب ہیں اگر اس پر شیعہ متنبہ نہیں ہوتے شیطانی دھوکہ میں مبتلا رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے اس کے سوا کیا چارہ ہے کہ ہم صبر کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

(ترجمان القرآن مارچ تا جون ۱۹۴۵ء)

مولانا مودودی صاحبؒ کی اس رائے کے مطابق جب کہ شیعہ حضرات ایک بڑے شیطانی دھوکے میں مبتلا ہیں ۔ آج کس طرح ان کی جماعت کے

موجودہ سربراہ اسی عقیدہ کے علمبردار جناب خمینی کو اسلامی انقلاب کا علمبردار قرار دے رہے ہیں ۔

کم علمی ، کم مائیگی اور جہالت نے کیا کیا گل کھلائے ہیں کہ بڑے بڑے اسلام کے بہی خواہ خمینی صاحب کے پر فریب نعروں اور دجل و تلبیس سے آلودہ لٹریچر کی سطحی غوغا آرائی سے ایسے متاثر ہوئے کہ اصحاب ثلٰثہ کے اس دشمن اعظم کی اپنی تصنیف کردہ کتابوں کو چھوڑ کر پاکستان کے ایرانی سفارت خانے میں نہایت عیاری اور مکاری سے تیار ہونے والے لٹریچر کو خمینی کی اصل آواز قرار دے کر اسے اسلام کا ٹھیکیدار قرار دینے لگے ۔

آپ حیران ہوں گے کہ دنیا بھر کے ایرانی سفارت خانوں کے ذریعے اتحاد اسلامی کے پر فریب نعروں پر مشتمل جو لٹریچر پھیلایا جا رہا ہے جناب خمینی کی تصانیف کے ساتھ اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ۔

ایرانیوں کے پروپیگنڈے کا رُخ امت مسلمہ کی طرف ہے اس میں سر فہرست اسلامی اتحاد کی دعوت اور لاشیعۃ ولاسنیۃ اسلامیہ اسلامیہ کا دلکش اور پر فریب نعرہ ہے ۔

اتحاد اسلامی کے اس نعرے میں فریب اور جھوٹ کو بڑا دخل ہے اس کے دجل کے شواہد کی فہرست بہت طویل ہے ۔ زیر نظر مجموعہ اسی کی نشاندہی کے لیے منظر عام پر لایا گیا ہے ۔

عالم اسلام میں کوئی گروہ جناب خمینی کے اقتدار کو اسلامی انقلاب قرار نہیں دیتا ۔ تاہم پاکستان میں خمینی صاحب کی حمایت پر تین طبقے برسر عمل ہیں ۔ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لوگ خمینی صاحب کے عقائد و نظریات سے بھی متفق ہیں یا سرے سے انہیں اس کے عقائد سے بحث ہی نہیں فقط منہ کا ذائقہ تبدیل کرنے یا پھر سال بھر میں ایک آدھ مرتبہ ایران کی کسی تقریب میں شرکت کی دعوت ان کا مطمع نظر ہے ۔

مجھے دنیا کے ہر ملک بشمول پاکستان میں پھیلے ہوئے ہزاروں کمیونسٹوں اور سوسلشٹوں پر کوئی گلہ نہیں جو خمینی صاحب کی امریکہ دشمنی کی بنا پر ان کے مداح ہیں۔ تاہم افسوس اس اسلام پسند طبقہ پر ہے۔ جو خلافت صدیقی رضؓ اور عدل فاروقی رضؓ کو اسلامی مملکت کی بنیاد تو قرار دیتے ہیں اور خلافت راشدہ کے دور کو پوری اسلامی تاریخ کا نہایت سنہرا دور گردانتے ہیں۔ مگر ان کے ایک ایسے شخص کی تعریف میں رطب للسان رہتے ہیں جس کے قلم سے شیخین کو غدار اور ملعون تک الفاظ نکلے ہیں۔ جو خلافت راشدہ سے اس قدر بغض اور عناد رکھتا ہے۔ "الحکومت الاسلامیہ" نامی اپنی کتاب میں نہایت مکاری کے ساتھ اس کے اس سنہرے دور سے صرف نظر کر جاتا ہے جس عیار نے غیر مسلم اقوام سے کہیں آگے اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا کہ شاید باہر دنیا کے بڑے بڑے غیر مسلم سکالروں، دانشوروں، اور مستشرقین کی بے شمار انگریزی اور فرانسیسی کتابوں میں انسانیت کے حقوق کے حوالے سے اسلام میں جس شخصیت کے ترانے گائے گئے ہیں وہ آں حضرت کے بعد حضرت فاروق اعظم رضؓ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

مذہب تعصب کی آگ میں جلنے والے ایرانی خمینی صاحب کی کتاب "اسلامی حکومت اور ولایت فقیہہ کی عبارت کا ایک پیراگراف ملاحظہ فرمائیں

فقد ثبت بضرورة الشرع	شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات
والعقل ان ما کان ضروریًا	ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی
تام الرسل وفی عهد	اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی
امیر المومنین علی بن	بن ابی طالب علیہ السلام نے زمانے
ابی طالب من وجود الحکومت	میں حکومت کا وجود جس طرح ضروری
لایزال ضروریا الی یومنا	تھا اسی طرح ہمارے زمانے میں
هذا۔ (الحکومت الاسلامیہ ص)	ضروری ہے۔

اس جگہ اور اس کے علاوہ بھی کئی دوسرے مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلے میں عہد نبوی کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضؓ ہی کے عہد حکومت کا ذکر کیا ہے۔ دور شیخین رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے۔ یہ رویہ اس نے اس لئے اختیار کیا کہ اگر وہ خلفاء ثلثہ رضؓ کی حکومت کو بھی اسلامی حکومت قرار دے کر یہاں ذکر کرتے جیسا کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جو ان کی اصل طاقت ہیں ان کو ولائت فقیہہ کے منصب کے لیے نااہل قرار دے کر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے اور اگر خمینی صاحب اپنے عقیدہ اور مسلک کے مطابق ان کے بارے میں یہاں بھی کشف الاسرار کی طرح رائے زنی کرتے تو جو غیر شیعہ طبقہ اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں ان کی ہمدردی اور ان کا تعاون ان کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بلاشبہ زیر نظر کتاب میں شیخین رضؓ کے بارے میں خمینی کی کتاب "کشف الاسرار" کی پوری عبارتیں اپنے مقام پر موجود ہیں۔ تاہم اسلامی حکومت کی اس مذکورہ کتاب سے بھی ان کا باطن شیخین رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے بارے میں پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔

اگر خمینی صاحب کی تعریف کوئی طبقہ صرف اس وجہ سے کہ وہ امریکہ کا مخالف ہے تو امریکہ کے بڑے مخالف روس کی اس سے بھی زیادہ تعریف بلکہ صحیح معنی میں روسی ایجنٹ بن کر اس کو اس کا حق نمک خواری ادا کرنا چاہیے۔ اور اگر اسی طبقہ کے خیال میں ایران میں پردہ کا شرعی نفاذ اس کی تعریف کا سبب ہے تو اسے شیعہ کے بوہری فرقہ کا سب سے زیادہ مداح ہونا چاہیے۔ کیونکہ پردہ کی پابندی میں یہ گروہ مشہور ہے۔

حیرت ہے کہ ایک شخص کے عقائد و نظریات صریح اہل اسلام کے مخالف ہیں۔ جس کے قلم سے خلفاء راشدہ رضؓ کے خلاف بغض و عناد اس طرح

آشکار ہے۔ جس طرح سورج روشن ہے۔ اس کا کلمہ، قرآن، نماز، زکوٰۃ، اذان، عشر الغرض کوئی اصول اہل اسلام کے مطابق نہیں ہے۔

صرف تقیہ کے گورکھ دھندے کی آڑ میں ان کی اپنی کتابوں سے تجاہل عارفانہ کے تحت صرف نظر کرکے قرآن کی صحت سمجھے اقوال، اسلام کے آفاقی نظام کی دعوت کے نعرے اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹوں اور رسائل کے ذریعے بعض سادہ لوح مسلمانوں کے قلوب واذہان کو غلط فہمیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔

زیر نظر معلوماتی گلدستہ اسی سادہ لوحی کے خلاف ایک جہاد کا آغاز ہے تاکہ امت مسلمہ کی ایک بہت قلیل اور بیمار ذہن رکھنے والی آبادی کو کفر و شرک اور صحابہ دشمنی کی یلغار سے بچایا جاسکے۔ جو عہد حاضر میں ایرانی سورماؤں کے بے بنیاد ہتھکنڈوں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔

ٹکے ٹکے کے عوض جو علماء سو ہر دور میں اپنے ضمیروں کا سودا کرتے رہے سرمائے کی جھنکار نے جن کے قلوب کو پژمردہ کردیا۔ وہ ایرانی سفارتخانہ کے ذریعے اپنا قد کاٹھ بڑھانے کے لیے دشمن اصحاب رسول کی تعریف کرکے روسیاہی کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔

کئی ایرانی مبلغ، آیت اللہ، آغا موسوی، روح اللہ، المنتظری، حجۃ اللہ وغیرہ کے القاب سے مزین ہوکر زرق و برق جبے زیب تن کرکے عالم اسلام کے کئی ملکوں میں اتحاد اسلامی کے راگ الاپتے نظر آتے ہیں۔ ان کے ساتھ چند ضمیر فروش ملاؤں اور بالخصوص پاکستان کے مفاد پرست مشائخ کا جب رابطہ قائم ہوتا ہے۔ تو ایرانی مبلغ بزعم خویش بہت بڑی فتح حاصل کرتے ہیں حالانکہ ان کالی بھیڑوں اور شکم کے بندوں کے پیچھے ایک فیصد مسلمان بھی نہیں ہوتے۔

۱۹۷۹ء فروری کے ایرانی انقلاب کے بعد خمینی صاحب نے اعلان کیا کہ پاکستانیوں کو چاہیئے کہ فوری طور پر اپنی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔

کچھ عرصہ کے بعد خمینی صاحب کے تربیت یافتہ ایرانیوں نے ایک جتھہ کی صورت میں حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں پوری دنیا کے مسلمانوں کے سامنے ہلڑ بازی کرکے عالم اسلام کے سب سے بڑے مرکز کی بے حرمتی کی۔ حرم شریف مکہ اور حرم نبوی میں اللہ اکبر اور خمینی رہبر کے نعرے لگائے گئے۔ خمینی کے فوٹو مسجد نبوی کے ستونوں پر نصب کیئے گئے۔

ایام حج میں جس ہستی پر ساری توجہ مرتکز ہونی چاہیئے۔ اور جس کے لیے لبیک اللھم لبیک کہا جاتا ہے۔ اس کے بالمقابل اگر اپنے اپنے لیڈروں کی تصویریں حرم شریف کے گرد پھیلادی جائیں اور ان کے ساتھ ان کے اپنے نعرے گونجیں تو کیا حج کی ساری فضا تباہ نہیں ہوگی سعودی فرمانروا شاہ خالد (مرحوم) نے جب اس ہنگامہ آرائی پر سخت اعتراض کیا تو اسلام کے اس نام نہاد ٹھیکیدار نے سعودی حکومت کو امریکہ کا ایجنٹ قرار دیا۔ اس موقع پر خمینی صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ عالم اسلام کے اس مرکز میں انتشار پیدا کرکے شعوری طور پر وہ امریکہ اور روس دونوں کے ایجنٹ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اور خود جس کا خلافت راشدہ پر ایمان نہ ہو اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ دوسرے ملکوں سے امریکہ یا دوسرے کسی ملک کی دشمنی کا سرٹیفکیٹ مانگتا پھرے۔

میں نے اپنی کتاب "فیصل اک روشن ستارہ" کے طویل مقدمہ میں بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ بعض لوگوں کی یہ ذہنیت کہ امریکہ دشمنی ہی اسلام ہے۔ سراسر ناانصافی پر مبنی ہے۔ عقل و فہم سے عاری ان لوگوں کو یہاں تک شعور نہیں ہے کہ اس جملہ کے مطابق روس اسلامیت کا سب سے بڑا علمبردار ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے دو سامراج ملکوں "امریکہ اور روس" میں کسی ایک کی مخالفت اور دوسرے کی حمایت احساس کمتری اور اسلامی

تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

اسلامی تاریخ پر غائرانہ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں روما اور ایران کی دو طاقتیں دنیا میں جلوہ گر تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اتحاد نہیں کیا اور نہ ہی کسی ایک کے ظلم کو دوسرے کے ظلم سے کمتر سمجھا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیک وقت دونوں کا مقابلہ کیا۔

عہد حاضر میں روس اور امریکہ کی دونوں طاقتوں اسلام دشمنی میں ایک دوسرے سے آگے ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے مفادات کے مطابق پوری دنیا کے مسلمانوں کو کھلونا بنا رکھا ہے۔ بعض سادہ لوح مسلمان خواہ مخواہ شعوری یا غیر شعوری طور پر کسی نہ کسی کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جو لوگ پاکستان میں افغانستان کے مجاہدین کی لڑائی میں مظلوم مسلمانوں کو مجرم قرار دے رہے ہیں وہ بھی شعوری طور پر روس اور ببرک کارمل کے ایجنٹ اور پیروکار ہیں۔ اگر نظر غائر سے ان لوگوں کو مشاہدہ کریں تو انہیں میں کئی افراد جناب خمینی کی حمایت میں آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔ پاکستان میں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے۔

شیعہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گروہ یہودیت عرب سے اخراج کے بعد انہی کی جگہ پر عرب میں نمایاں ہوا چنانچہ عبداللہ بن سبا یمن کا رہنے والا نسلاً یہودی تھا حضرت عثمانؓ کے زمانے میں یہ بظاہر مسلمان ہوا۔

اسی نے شیعہ مذہب کی بنیاد رکھی۔ سب سے پہلے اسی نے عقیدہ امامت کا مسئلہ گھڑا۔ اور صحابہؓ کے متعلق ایسا ایسا زہر اگلا کہ بڑی بڑی جلیل القدر اسلامی شخصیات کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لا کر کھڑا کر دیا۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ

حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی شہادتیں ایک ہی سلسلے کی کڑی تھیں۔ ان کے پیچھے یہود و مجوس کا گٹھ جوڑ اور شیعہ عبداللہ بن سبا کی سازشیں کارفرما تھیں۔

مذہب شیعہ کی بنیاد ہی اسلام کو بنیاد سے اکھاڑنے کے لیے ہی رکھی گئی ہے۔ بنو عباس اور بنو امیہ کی لڑائیوں میں شیعہ کا شاطرانہ کردار نہایت گھناؤنا رہا۔

سانحہ بغداد کا ذمہ دار ابن علقمی، سلطان صلاح الدینؒ کی فوج کا جاسوس ابن جرف، نور الدین زنگی کا قاتل، تاتاری فتنہ، قرامطی اور باطنی فتنے، فلاسفہ اور مناطقہ کے اسلام پر حملے۔

عہد حاضر میں سلطان ٹیپو کے ساتھ غداری کرنے والا میر صادق۔ نواب سراج الدولہ کا غدار میر جعفر سب کے سب شیعہ تھے۔

اسلامی تاریخ کے بڑے سے بڑے جس سانحے کو آپ کرید کر دیکھیں اس کی تہہ میں آپ کو شیعیت و رافضیت کی مکارانہ ذہنیت نظر آئے گی۔ فاطمیوں نے مغرب اقصیٰ اور مصر میں اہل سنت پر کس قدر مظالم ڈھائے۔ عباسیہ، عثمانیہ اور مغلیہ دور میں انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ نوابان اودھ نے کونسی کسر باقی چھوڑی۔ پھر حسین طباطبائی نے ترکستان اور ایران کا راستہ تاتاریوں کو دکھایا خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ابن علقمی نے بغداد میں وہ قتل عام کرایا کہ دجلہ کئی روز تک پہلے تو لاشوں اور خون کا دریا بنا رہا اور آخر علمی ذخیرے جب دریا برد کئے گئے تو کتابوں کی سیاہی سے سمندر تک دریا بھی سیاہی کا دریا بن گیا۔ شیعہ کی فاطمی حکومت نے مصر میں ہر اس مسلمان کی گردن اتار دی جس نے حضرت علیؓ کی امامت و حمایت کے خلاف زبان کھولی۔

آصف خان نے دہلی کے نادر شاہ کو بلاکر قتل عام کرایا۔ ملتان میں ابوالفتح داؤد نے مسلمانوں کے خون سے کتنی بار ہولی کھیلی۔

رضیہ کے زمانے میں دہلی کی جامع مسجد میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو عین جمعہ کی نماز میں مشغول پاکر تمام نمازیوں کو تلوار کی دھار پر رکھ دیا۔

مجھے ازحد افسوس ہے کہ ہند و پاک میں علماء اہل سنت کی شیعہ کے خلاف جس قدر تنظیمیں قائم ہیں ان کے اکثر مبلغین شیعہ کے عقیدہ ماتم، تعزیہ داری، مرثیہ خوانی، متعہ اور تقیہ ہی کو آئیڈیل بناکر اسی کو اپنی تحقیق و ریسرچ کا محور بناتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ کے ماتمی جلوس ایک بہت بڑی سیاسی طاقت کا مظاہرہ ہوتے ہیں۔ پوری دنیا میں اسلام کی اصل روح کو مسخ کرنے کے لیے اسلام ہی کے نام پر قائم ہونے والے اس گروہ کی سازشوں اور مکاریوں سے اسلام کا سینہ چھلنی ہے۔

اس کی سازشوں سے قرونِ اولیٰ اور وسطیٰ کی پوری تاریخ زخمی ہے۔

پوری دنیا کے اسلامی ملکوں کو چاہیے کہ ایران جیسے ملک کو جس کی موجودہ حکومت اسلام اور اس کی تعلیمات سے یکسر دور ہے سوائے پروپیگنڈہ اور بے بنیاد لٹریچر کے اس کے اساسی عقائد میں قرآن اور خلافت راشدہ کا صریح انکار ہے۔ نبوت کے مقابلے میں متعہ اور امامت کے عقیدہ کی بنیاد کے باعث یہ گروہ ضروریات دین سے یکسر علیحدہ ہوچکا ہے۔ اس لیے پوری اسلامی دنیا کو چاہیے ایسے ملک کو اسلامی مملکت کے دائرے سے نکال دیا جائے۔ اگر آج کوئی عیسائی، یہودی اور دہریہ ملتِ اسلامیہ کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی مملکت کو اسلامیت کا نام دے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہ ہوگا بلا توقف اسے اسلامی وحدت میں شمار کیا جائے۔

ناظرین کرام خمینی کے شیعہ مذہب کا مطالعہ کرکے خود محسوس کریں گے کہ اسلام اور خمینی ازم میں کس قدر واضح فرق ہے۔

حصۂ اوّل

باب - ۱

یہود کی تاریخ

حضرت یعقوب علیہ السلام کو قرآن عظیم کی اصطلاح میں اسرائیل کہا گیا ہے۔ آپ کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے پیروکار اپنے آپ کو بنی اسرائیل یا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودا کی اولاد کی طرف نسبت کرکے قوم یہود کہلاتی ہے۔ اس قوم کی پیہم نافرمانیوں اور بے پناہ ستم کاریوں سے ہر دور کے انبیاء ان کی تیشہ زنی کا شکار رہے۔

یہود کی فطرت و سرشت معصیت و کفران اور شرارت و خباثت کے اسی خمیر سے گوندھی گئی جو روز ازل سے ان کی طبائع میں ودیعت کی گئی تھی۔ قرآن عظیم کا بیان ہے۔

یقتلون النبین بغیر حق (القرآن) پ۱

تاریخ طبری کے مطابق ۴۰ ہزار انبیاء قتل کیے گئے۔ ان تمام کو یہود ہی کی جفا کاریوں کا نشانہ بننا پڑا۔ ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی کا برا ہو انبیاء کے انذار و ترہیب پر یہود کہتے۔

وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ ط

یہود کا یہ زعم باطل قرآن عظیم دوسری جگہ بیان کیا ہے

نحن ابناء اللہ واحباؤہ (القرآن) ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں۔

خود موسیٰ علیہ السلام کو اس قوم نے دھوکہ دیا۔

فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ط

ہزاروں نہیں تو سینکڑوں قرآنی آیات اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ دنیا کی پوری تاریخ میں یہود سے زیادہ فتنہ ساماں، دھوکہ باز، شریر اور فسادی قوم پیدا نہیں ہوئی۔

قرآن کریم کی چند شہادتیں ملاحظہ ہوں

(۱) فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم الخ

پس صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا

(۲) يحرفون الكلم من بعد مواضعه ط

وہ کلام اللہ کو اس کی (حقیقی مفہوم) اصل جگہ سے بدل دیتے ہیں۔

(۳) وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه الخ (بقرہ۔ رکوع ۹)

ان (یہودیوں) سے کچھ لوگ ایسے تھے جو کلام اللہ کو سنتے تھے اس کو بدل دیتے تھے۔

(۴) من الذين هادوا يحرفون الكلم عن مواضعه (سورہ نساء ع ۷)

یہودیوں میں بعض لوگ کلام اللہ کو اس کے مواقع سے بدل دیتے تھے

حاصل یہ نکلا کہ کلام اللہ میں تحریف و تبدیلی یہود کی عادت اور شرارت تھی جس کی نسبت قرآن کو متعدد مقامات پر نہایت صراحت کے ساتھ اس تحریف کا ذکر کرنا پڑا۔

یہود نے کذب و افترا اور بہتان باندھنے تک سے گریز نہ کیا۔ فتنہ پردازی اور شر انگیزی میں اس قوم کا کوئی ثانی نہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے قبل کی تاریخ یہود کے بعد آپ کے مبارک عہد کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

قرآن عظیم کا بیان ہے۔

(۱) لتجدن اشد الناس عداوة للذين آمنوا اليهود والذين اشركوا (سورة مائدہ رکوع ۱۱)

اور سب لوگوں میں سے مسلمانوں کے ساتھ زیادہ دشمنی کرنے والا یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو اس وقت مدینہ کی تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ زیادہ تر آبادی اوس و خزرج کے دو قبائل پر مشتمل تھی۔ ان کی آخری خون ریز جنگ جنگ بعاث نے انصار کا زور توڑ دیا تھا۔ نتیجۃً یہود کا زور پہلے کی نسبت زیادہ ہوگیا۔ مدینہ کے اطراف میں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ تین بڑے بڑے یہودی قبائل آباد تھے۔ ان کے بڑے مضبوط اور مستحکم قلعے تھے۔ یہ لوگ مدینہ کے کاروبار پر چھائے ہوئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے ہجرت کے پانچ ماہ بعد[1] مدینہ کے تینوں قبائل سے تحریری معاہدہ فرمایا۔

معاہدہ کے امور درج ذیل تھے۔

(۱) بوقت جنگ یہود کو جان و مال سے مسلمانوں کا ساتھ دینا ہوگا۔

(۲) مدینہ پر اگر کوئی دشمن حملہ کرے گا تو یہود پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد لازمی ہوگی[2]۔ لیکن بعد میں مشہور یہودی ابو رافع کو جو اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے اور ہجو میں اشعار کہنے کے جرم میں عبد اللہ بن ابی عتیک نے قتل کیا[3]

(۳) بنو قریظہ نے بھی بنو نضیر کی طرح عہد شکنی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] تاریخ ابن ہشام ص ۳۹۱ ج ۱ بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۱ سید نور الحسن شاہ

[2] سیرت ابن ہشام ص ۴۸۰ ج ۱۔ [3] طبقات ابن سعد ص ۵۷ ج ۲۔

ایک معاہدہ کے سلسلہ میں ان کے یہاں تشریف لے گئے انہوں نے آپ کے قتل کی سازش کی۔ ایک شخص عمرو بن دُدّ کو مکان کی چھت سے آپ پر پتھر گرا کر شہید کرنے کے لیے مقرر کیا۔ آپؐ کو بذریعہ وحی اطلاع ہوگئی آپ واپس تشریف لے گئے۔ (زرقانی صفحہ ۹۳ ج ۲)

(۴) یہود مدینہ نے دوسری مرتبہ دوسری مرتبہ آپؐ کو دعوت دی اور پیغام بھیجا کہ آپ بھی تین آدمی لے کر کے آئیں۔ ہم بھی تین عالم لے کر آتے ہیں تاکہ باہمی گفتگو کے بعد اسلام لائیں۔ آپ کو ایک صحیح ذریعہ سے معلوم ہوا کہ یہودیوں نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔ آپؐ کو معلوم ہوا تو آپ صحابہ کرامؓ کو ان پر حملہ کا حکم دیا۔ محاصرہ ۱۵ روز تک جاری رہا۔ آخر وہ ترک وطن پر آمادہ ہوگئے۔ قرآن کریم میں بنو نضیر کی جلا وطنی کا ذکر سورۃ حشر میں موجود ہے۔

(۵) بنو نضیر جلاوطنی کے بعد خاموش نہیں بیٹھے۔ ان کے بڑے بڑے سردار مکہ معظمہ پہنچے اور مشرکین مکہ کے بڑے بڑے سرداروں کو ساتھ لے کر ایک ایک بستی میں پہنچے اور تمام عرب کا دورہ کر کے کئی ہزار کی تعداد میں مشرکوں کو جمع کر کے جنگ پر آمادہ کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے یہود کا علمی اور مالی تفوق غارت ہونے لگا۔ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ان کا جھوٹا اقتدار کب باقی رہ سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روز افزوں ترقی سے ان کی آتش حسد و عناد بھڑک اٹھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے جب مشرکین مکہ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بدر کے مقام پر نبرد آزما ہوئے اور فتح و نصرت نے آنحضرتؐ اور آپ کی جماعت کے قدم چوم لیے۔ مورتوں کے پجاری بارگئے اور شرک کے بہی خوار غارت گر جہنم ہو کر شکست و ریخت سے دوچار ہوئے۔ تو یہود مدینہ آتش زیر پا ہوگئے۔

سب سے پہلے بنو نضیر نے عہد شکنی کی بدر کی لڑائی کے موقع پر اس قبیلہ کی بے وفائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر گہرا اثر ڈالا۔ آپ نے شوال میں ان پر حملہ کر کے دس دن تک محاصرہ کئے رکھا۔ بالآخر یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ آپ نے سب کو جلا وطن کر دیا۔

یہود کی اسلام دشمنی کے چند واقعات

(۱) کعب بن اشرف یہود عرب کا سردار تھا بہت بڑا شاعر تھا اسلام دشمنی میں اپنی مثال آپ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے دلی بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اپنے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی اور بدگوئی اس کا مشن تھا۔ غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کے سرداروں کی ہلاکت پر اس کو اس قدر قلق اور صدمہ ہوا کہ دانت پیس کر رہ گیا۔ چالیس آدمی لے کر مکہ گیا۔ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکین مکہ کو انتقام پر برانگیختہ کیا۔[1]

اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک مرتبہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی سازش کی بالآخر آپؐ کے حکم سے محمد بن مسلمہ نے اسے ربیع الاول ۳ھ میں قتل کر دیا۔[2]

(۲) ابورافع بن ابی الحقیق بھی یہود کا سردار تھا۔ کعب بن اشرف اس کا نواسہ تھا۔

(۳) یہودی عورتوں کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ ایک موقع پر ایک یہودیہ ظالمہ نے مکان کی چھت سے پتھر گرا کر آنحضرتؐ کے ایک انتہائی محبوب صحابی کو شہید کر دیا اسے قصاص میں قتل کیا گیا۔ احادیث کی کتب سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ عورت جب قصاص میں قتل کی گئی تو

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۳۲ ج ۲)۔ [2] سیرت النبی صفحہ ۳۷۳ ج ۱)۔

اسے اپنے کیئے پر کچھ پشیمانی نہ تھی۔ (بحوالہ کشف الحقائق ص ۱۹)

(۸) حیّ بن اخطب ، سلام بن ابی الحقیق ، کنانہ بن ربیع (سرداران یہود) نے کئی مرتبہ مدینہ پر حملے کرنے کے منصوبے بنائے۔ (سیرۃ النبی ص ۴۴۹ ج ۱)

(۹) یہود خیبر، بنو غطفان ، بنو فزارہ وغیرہ کے حملے کی پیش بندی کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴ سو صحابہؓ کے ہمراہ بیس ہزار یہودیوں کا مقابلہ کر کے[1] خیبر کے دس قلعے فتح کئے۔

فتح خیبر کے بعد آنحضرتؐ کا احسان عظیم

فتح خیبر کے بعد آپ یہود کو قتل یا جلاوطن کر سکتے تھے۔ مگر آپ نے خیبر کی زمین علاقہ کی وفاداری کی یقین دہانی پر عطا کر دی۔ ان کی زمینوں اور باغات کو برقرار رکھا۔ فتح و غلبہ کے بعد قتل نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد ایک یہودی عورت نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ آپ نے ایک لقمہ تناول فرما کر کھانا چھوڑ دیا۔ حضرت بشر ابن برار نے زیادہ کھا لیا وہ شہید ہو گئے۔

چنانچہ یہودیہ زینب کو قصاص میں قتل کیا گیا۔

صحیح بخاری میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہؓ کی روایت ہے یہودیوں نے حضورؐ کے خلاف ایک لشکر تیار کیا۔ اس طرح مشرکین مکہ اور تمام عرب قبائل کا لشکر ذی قعدہ ۵ھ مدینہ منورہ چڑھ آیا۔

مشہور تو یہ ہے کہ اس لشکر کی تعداد دس ہزار تھی مگر بخاری کی شرح فتح الباری میں تصریح کی گئی ہے کہ ان کی کل تعداد چوبیس ہزار سے زائد تھی۔ اسی لشکر کے مقابلہ کے لیے آپؐ نے مدینہ منورہ کے اطراف میں خندق کھودنے کا حکم دیا اسی وجہ سے اس لڑائی کو جنگ خندق کا نام دیا گیا۔

(۱۰) یہود بنو قریظہ کی اسلام دشمنی ملاحظہ ہو کہ خندق کی لڑائی کے موقع

[1] طبقات ابن سعد ص ۶۵ ج ۲

پر صحابہ کرامؓ نے اپنی عورتوں اور بچوں کو قلعہ بند کر لیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ سابقہ معاہدہ کی رو سے بنو قریظہ مشرکین کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ساتھ دیتے مگر انہوں نے عورتوں کو نہتا سمجھ کر ان کو زک پہنچانا چاہی۔

یہ قلعہ یہود کے قبیلہ سے متصل تھا۔ انہوں نے رات کے وقت قلعہ پر حملہ کر دیا۔ ایک یہودی قلعہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ حضرت صفیہؓ (آنحضرت کی پھوپھی) نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ لی اور یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا۔ اس کا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دیا۔ یہودیوں کو یقین ہو گیا کہ قلعہ میں فوج کا ایک دستہ بھی متعین ہے۔ اس خیال سے پھر انہوں نے حملہ کی جرأت نہ کی۔

۲۳ ذی قعدہ ۵ھ کو آپ جنگ خندق سے واپس آئے تو اللہ کے حکم سے اسی وقت بنو قریظہ پر چڑھائی کا حکم ملا بالآخر بنو قریظہ کو عہد شکنی کی عبرت ناک سزا دی گئی[1] جس کی تفصیلات کا یہاں موقع نہیں۔

[1] زرقانی ص ۱۲۹ ج ۲

باب ۲

شیعہ کا تاریخی پس منظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کے بعد یہودیت کا مستقبل سرزمین عرب میں تاریک ہوگیا۔ ایک طویل عرصہ تک یہودیوں کی ستم کاریوں، عہدشکنیوں اور تیشہ زنیوں سے اسلام کا سینہ چھلنی ہوتا رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدنی زندگی میں یہودیت کی جفاکاریوں کا شکار رہے۔ آپ کو مشرکین مکہ کی واضح دشمنی اور کھلے عام عداوت سے وہ دکھ نہ پہنچا جو یہود کی خلاقی سازشوں، من گھڑت قسم کی پھیلائی ہوئی افواہوں اور آئے دن کے تعصب و عناد سے آلودہ چالبازیوں سے آپ کو ذہنی کوفت قلبی صدمہ، پریشانیوں کی ٹیس اٹھانا پڑی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فتنوں کا آغاز ہوا۔ کئی قبائل زکوٰۃ سے منحرف ہوگئے یہود کی ایک آبادی جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی پیروکار بن گئی۔ اگر نظر غائر سے ان تمام بستیوں اور قبیلوں کا جائزہ لیا جائے تو واضح طور پر ان کے درپردہ یہود کی کارستانی ہی نظر آتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قریب تھا کہ گلشن رسالت خزاں آلود ہوتا۔ مگر ساقی بزم افروز کی مے وحدت اور باد بہاری نے صدیق اکبرؓ ایسا اولوالعزم مدبر ورثہ میں چھوڑ دیا تھا جس کی

ان تھک روزگار کاوش اور بے مثال استقلال نے اسلام کے جہاز کو طوفانوں، عداوتوں، سازشوں اور ابر سیاہ بن کر اٹھنے والی مخالف ہواؤں کے تھپیڑوں سے ساحل مراد پر پہنچا دیا۔ یہودیت دم بخود ہوکر رہ گئی۔

عہد فاروقی میں اسلام کی شوکت و حشمت چاردانگ پھیلی تو یہود و مجوس دانت پیس کر رہ گئے۔ اسلام کا نیر اقبال اوج ثریا کی بلندی پر پہنچ گیا۔ تو یہود نے دسیسہ کاریوں زیرزمین سازشوں اور خفیہ سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کو زک پہنچانے کا منصوبہ بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں فرماتے تھے "عائشہ میں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا میں اس کا اثر برابر محسوس کرتا رہا۔ اسی زہر کے اثر سے میں اپنی رگ کٹتی دیکھتا ہوں[1]۔

آنحضرت کے مبارک عہد میں حضرت عائشہ پر تہمت کے پس پردہ انہی یہودیوں کی سازش کارفرما تھی۔

ایک یہودی سردار کنانہ بن ربیع نے دھوکے سے حضرت محمود بن مسلم کو شہید کیا[2]۔

وادی القریٰ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک تیر سے آپ کے خادم خاص حضرت مدعم شہید ہوئے۔

حضور پر نور[3] کو السلام علیکم کی بجائے السام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے ایک دن پہلے جفینہ یہودی اور فیروز ابو لولو مجوسی کو ایک ساتھ مدینہ منورہ دیکھا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیتوں میں ایک وصیت یہ تھی!

۱؎ صحیح بخاری باب مرض النبی ... ۲؎ سیرت ابن ہشام ص ۱۵۹ ج ۲ ۳؎ سیرۃ النبی ص ۴۵۳ ج ۲۔

أَخْرِجُوا الْيَهُودَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ ۔

یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دو۔[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان واضح اور غیر مبہم ارشادات پر عمل کرنے کا فخر و اعزاز حضرت عمرؓ کو حاصل ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے خیبر، فدک، وادی قراد وغیرہ سے تمام یہود کو عرب سے شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

شیعہ مذہب کا بانی

جزیرۃ العرب کے جنوب میں یمن ایک ملک ہے۔ صنعا اس کا مشہور دار الحکومت ہے۔ یہاں یہودیوں کی کثیر آبادی تھی۔ عبداللہ بن سبا اس خاندان کا ایک فرد تھا۔ نہایت شاطرانہ ذہنیت اور عیارانہ فطرت کا مالک تھا۔ اس کا دل اسلام کے خلاف جوش و خروش اور غیظ و غضب سے لبریز تھا۔ اس کا دماغ سازش و منصوبہ بندی، جوڑ توڑ اور پروپیگنڈے میں اپنی مثال آپ تھا۔

چھوٹے سے قد کا یہ یمنی یہودی اپنی فطرت اور صلاحیت کے بل بوتے پر۔ بڑی سے بڑی قوم میں باہمی نزاع و اختلاف و انشقاق، عداوت و شقاوت پیدا کرنے میں ید طولی رکھتا تھا۔ اسلام کے خلاف بڑی بڑی جنگوں سے جب نقصان نہ پہنچایا جا سکا تو یہ شخص فریب کاری اور فتنہ سامانی کے اسلحہ سے لیس ہو کر از خود مدینہ منورہ چلا آیا۔ اس نے اسلام کی تخریب کا یہ پروگرام مرتب کیا کہ مسلمان بن کر اسلام افتراق اور مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر کے اندر ہی اندر اسلام کی جڑیں کھودی جائیں۔ اور اسلام سے یہود نے جو چرکے کھائے ہیں۔ ان کا

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد۔

انتقام لیا جائے۔

عبداللہ بن سبا کی ابتدائی کارگذاری

ابن سبا کی اسلام دشمن تحریک کے بغور مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دین اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں میں تفریق کا بیج بونے کے لیے دو محاذ منتخب کئے ایک سیاسی اور دوسرا مذہبی۔ پاکستان کے مشہور مورخ اور سکالر علامہ سید نور الحسن بخاریؒ جنوری ۱۹۸۴ء میں ملتان میں جن کا انتقال ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی بلند پایہ تصنیف "کشف الحقائق" میں ابن سبا کے دونوں محاذوں کا تجزیہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

سیاسی محاذ اس طرح قائم کیا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ اور انکے امراء و عمال (گورنروں) کے خلاف جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈہ کر کے عوام کے دلوں میں ان کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات اس حد تک مشتعل کئے کہ انہیں معزول کر دیا جائے۔ .... نظام مملکت کے اضمحلال کے بعد اسلامی سلطنت کمزور ہو جائے گی۔ مسلمانوں میں باہمی انتشار و تفرقہ پیدا ہو گا۔

مذہبی محاذ اس طرح قائم کیا کہ سیدھے سادھے دین فطرت کے صاف اور واضح عقیدوں میں تبدیلی پیدا کی جائے۔ توحید و رسالت پر حملہ کیا جائے۔ اسلام کے بنیادی حقائق کو مسخ کر کے عوام کو گمراہ کیا جائے۔ اس طرح مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے اور ان میں اعتقادی تفرقہ ڈال کر فرقہ بندی کا بیج بویا جائے۔ تاکہ یہ علیحدہ علیحدہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ جائیں۔ (کشف الحقائق ص ۲)

ناموَر مؤرخ امام ابن جریر طبریؒ (متوفی ۳۱۰ھ) کے الفاظ میں ابن سبا کا مختصر تعارف اور اس کی مکارانہ ذہنیت کے چند شاہکار ملاحظہ ہوں۔

عبداللہ بن سبا صنعا (یمن) کا رہنے والا ایک یہودی تھا اس کی ماں حبشن تھی۔ وہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں (بظاہر) اسلام لایا۔ پھر مسلمانوں کے شہروں میں گھوم پھر کر ان کو گمراہ کرنے لگا۔

اس نے اپنی مہم کا آغاز حجاز سے کیا پہلے بصرہ، کوفہ اور پھر شام آیا۔ اہل شام میں سے کوئی شخص بھی ان کے جھانسے میں نہ آیا۔ بلکہ انہوں نے اسے شام سے نکال دیا۔

پھر وہ مصر آیا یہاں اس نے کافی عمر گذاری وہاں کے لوگوں سے کہنے لگا۔ اس شخص پر تعجب آتا ہے جو کہتا ہے یا گمان رکھتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ واپس آئیں گے۔ لیکن حضرت محمدؐ کے واپس آنے کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔ پس حضرت محمدؐ (حضرت) عیسیٰؑ کی نسبت اس دنیا میں دوبارہ آنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اس نے رجعت کا عقیدہ وضع کیا جسے بعض لوگوں نے مان لیا۔ پھر اس نے کہا ہزار نبی ہو گزرے ہیں ہر نبی کا وصی (جسے وصیتیں کی جائیں اور خفیہ ہدایات دی جائیں) ہوتا ہے۔ اور حضرت علیؓ (حضرت) محمدؐ کے وصی ہیں پھر کہنے لگا۔ (حضرت) محمد خاتم الانبیاء ہیں اور (حضرت) علی خاتم الاوصیاء ہیں۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ جو شخص رسول اللہؐ کی وصیت کو نہ مانے اور (حضرت) علیؓ (وصی رسول) پر غالب آکر امت کی زمام کار

اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا؟

اس کے بعد ان سے کہنے لگا۔ (حضرت) عثمانؓ نے خلافت بغیر حق کے لی ہے۔ اور (حضرت) علیؓ رسول اللہؐ کے وصی ہیں تم اس معاملے میں اقدام کرو اور حضرت عثمانؓ کو اس منصب خلافت سے ہٹا دو اور اس مہم کا آغاز اپنے حکام اور گورنروں پر طعن و اعتراضات سے کرو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرو پس اس نے (تمام ممالک میں) اپنے داعی اور ایجنٹ پھیلا دیئے۔ (طبری صفحہ ۳۷۸/۳)

ایران کے مجوسی اور سبائیوں کا گٹھ جوڑ

ان لوگوں کے دلوں میں کینہ کی پہلی چنگاری اس روز بھڑکی جب نبی کریمؐ نے ۶ھ میں باقی بادشاہوں کو دعوت نامہ ہائے مبارک لکھتے وقت پرویز شاہ ایران کو بھی نامہ لکھا۔ پرویز نے بغیر پڑھے اسے چاک کر کے اپنے گورنر کو جو یمن کا عامل تھا لکھا کہ محمدؐ کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کرے۔ مگر جب باذان کے فرستادہ حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج شب تمہارے بادشاہ پرویز کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے۔ اور پرویز کے نامہ چاک کرنے پر آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ پرویز نے میرا نامہ (رقعہ) مبارک نہیں چاک کیا بلکہ اپنی سلطنت کو چاک کیا ہے۔

آپ مشہور شیعہ مؤرخ حسین کاظم زادہ کی زبان سے سنیئے۔۔۔۔

جس دن سعد بن ابی وقاصؓ نے خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا۔۔۔۔۔۔ ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے

...... یہاں تک کہ شیعہ فرقہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے۔ صاحبان واقفیت و اطلاع اس بات کو بخوبی جانتے اور مانتے ہیں۔ کہ شیعیت کی بنیاد ابتدا میں اعتقادی مسائل، نظری و نقلی اختلافات کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی تھا۔ آگے چل کر اس سیاسی مسئلہ کو یہی مصنفؒ واضح کر کے لکھتا ہے۔ کہ ایرانی ہرگز اس بات کو کبھی نہ بھول سکتے تھے نہ معاف کر سکتے تھے۔ اور نہ قبول کر سکتے تھے۔ کہ مٹی پر ننگے پاؤں پھرنے والے عربوں نے جو جنگل و صحرا کے رہنے والے تھے۔ ان کی مملکت پر تسلط کر لیا ہے۔ ان کے قدیم خزانوں کو لوٹ کر غارت کر دیا ہے۔ اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مدائن اور اس کے مفتوح ہزاروں ایرانی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اس طرح تمام قیدی آزاد ہو گئے۔

ایرانیوں کی نفرت کا ایک اور واقعہ بھی اسی حسین کاظم زادہ صاحب کی زبانی سنیئے۔

ہرمزان ایرانی کو جو خوزستان کا سابق والی اور دودیکے از بزرگ زادگان و صاحب افسران تھا۔ مع ایک اور شخص کے قتل کر دیا۔ کیونکہ ابو لؤلؤ اکثر ہرمزان کے پاس جاتا رہتا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے سیاست کو عدالت پر ترجیح دے کر خون بہا اپنے پاس سے دے کر عبید اللہ کو آزاد کر دیا۔ حالانکہ حضرت علیؓ نے عبید اللہ کو قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا۔

مصنف یہ واقعہ لکھنے کے بعد اس پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ اس معاملے نے ایرانیوں کے دلوں میں عمرؓ و عثمانؓ کے خلاف غصہ اور کینہ کو بھڑکا دیا۔ اور حضرت علیؓ امیر المومنین کے ساتھ ان کی محبت

کو اور زیادہ کر دیا۔

ایرانی جو اپنے بادشاہ اور سرپرست سے محروم ہو گئے تھے۔ اس دن سے حضرت علیؓ کو اپنا حامی اور مہربان سمجھنے لگے۔ ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں اپنے اخلاص و محبت کا اظہار کرنے لگے۔

حالانکہ یہ سب جھوٹ اور فریب ہے۔ حضرت عثمانؓ نے عبید اللہؓ کو ہرمزان کے بیٹے تبازآن کے حوالے کیا تھا۔ ہرمزان بظاہر مسلمان تھا۔ مگر در پردہ پکا اسلام دشمن مجوسی تھا۔ اور اس کا بیٹا قبا اذان پکا مسلمان تھا۔ اور اپنے باپ کی سازش سے بھی واقف تھا۔ اس عبید اللہ کو فی ترکہ للہ یعنی اللہ کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

طبری اس واقعہ پر الگ عنوان قائم کر کے تبصرہ کرتا ہے (طبری ج ۵ ص ۲۲)
حضرت عثمانؓ نے اپنے پلے سے کوئی خون بہا نہیں ادا کیا تھا یہ صرف عجمی سازش سحر کاری ہے۔ اور لطف یہ کہ بڑے بڑے محققین اور مؤرخین نے اسے درست تسلیم کر لیا۔

اس طرح لونڈی اور غلام بنانے والا پہلا واقعہ بھی سرتاسر غلط ہے۔ صرف اہواز کے مقام پر بغاوت ہوئی تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے بغاوت کچل کر وہاں کے لوگوں کو گرفتار کیا۔ مگر حضرت عمرؓ کے حکم سے سب چھوڑ دیئے گئے۔

مدائن کی فتح کے وقت بھی سب نے جزیہ دینا قبول کیا۔ اور ذمی بنکر رہنا قبول و منظور کیا۔ اور وہ بدستور اپنی جائیدادوں اور املاک پر قابض رہے صرف جلولا کی جنگ میں مال غنیمت کے علاوہ غلام اور لونڈیاں مسلمان لشکریوں کے ہاتھ میں آئیں۔ ان میں اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں بھی تھیں۔ حضرت عمرؓ سبایا الجلولات سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

(ماخوذ از ملخص طبری ج ۲ ص ۱۱۳ ۔ تاریخ الامم اسلامی ج ۲ ص ۲۹ ۔ اخبار الطوال ص ۱۲۸)

ایک دفعہ عبداللہ بن سبا نے حضرت ابوالدرداءؓ کے سامنے بھی بڑے محتاط انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ تم مجھے یہودی معلوم ہوتے ہو۔ (حقیقت مذہب شیعہ ص۶۳)

عبادہ بن صامتؓ سے اس قسم کی گفتگو کی تو انہوں نے پکڑ کر دمشق میں حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا۔ انہوں اس کو شام سے نکال دیا۔

تاریخ شیعیت پر اجمالی نظر

بلاشبہ شیعہ مذہب کا بانی ٹھگنے قد اور کالے رنگ والا یمنی یہودی عبداللہ بن سبا تھا۔ تاہم اس مذہب کی ابتدائی کارگذاری سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہود و مجوس اور عیسائیت کی اسلام دشمنی اور غیظ و غضب نے شقاوت کی جو آخری شکل اختیار کی اور تین غیر مسلم طاقتوں کی ستم کاریوں سے جو مرکب اور ملغوبہ تیار ہوا اسی کا نام شیعیت یا سبائیت ہے۔ بعض لوگوں نے انہیں کو رافضیت کا نام دیا۔

اس وقت دنیا میں تقریباً ۷۰ ستر سے زائد مختلف الخیال اور مختلف العقائد گروہ اپنے آپ کو سچا شیعہ کہلانے کے مدعی ہیں۔

چنانچہ مشہور مستشرق ہنرلامن اپنی مشہور تالیف (اسلام ۔ معتقدات و آئین) میں لکھتا ہے۔

"حضرت علیؓ کے جاہ طلب اور کثیر التعداد اوصاف نے تھوڑے ہی دنوں میں شیعہ جماعت کو بہت سے ایسے فرقوں میں منقسم کر دیا جو برابر ایک دوسرے پر سب و شتم کرتے تھے یہ لوگ سیاسی فہم و فراست سے عاری، رشک و حسد میں مبتلا اور منصب امامت کے بارے میں آپس ہی میں جو شدت کے ساتھ لڑتے جھگڑتے تھے۔ وہ حکومت کے خلاف حزب مخالف کی عقیدت رکھتے تھے۔ ان لوگوں کی سازشوں

اور ایسے لوگوں کی بغاوتوں کے حالات سے جو ناقص طور سے منظم کی گئیں پہلی دو صدی کے واقعات ان سے بھرے پڑے ہیں۔

(ترجمہ: سرڈینس ڈائریکٹر شعبہ السنہ شرقیہ لنڈن یونیورسٹی ص۱۴۳)

لندن کی مشہور لیوزک کمیٹی نے سلسلہ مذاہب مشرق کی چھٹی کتاب "مذہب تشیع" کے نام سے ۱۹۳۳ء میں شائع کی۔ اس کے مؤلف ڈوائٹ ایم ڈونالڈسن ہیں یہ صاحب (۱۶) سولہ برس مشہد (ایران) میں رہے۔ موصوف اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۱ پر رقمطراز ہیں۔

"خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کے دعاوی کو ان کے دوست محض سیاسی نصب العین نہیں بلکہ قضاء قدر کی طرف سے ان کا مقرر کردہ حق تصور کرتے تھے.........

حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک پرجوش واعظ عبداللہ بن سبا نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے ساری مملکت میں سیاحت کی تھی۔

باب ۳

شیعہ کے عقائد

۱۔ توحید

۱۔ ذات پاک رب العزت میں شرک و شراکت

علامہ کشی سبائیہ کے بہت بڑے عظیم و جلیل عالم فاضل اور فن رجال میں سند کا درجہ رکھتے ہیں ان کا سال وفات ۳۴۰ھ ہے ان کی رجال میں کتاب "معرفت اخبار الرجال" جو رجال کشی کے نام سے مشہور ہے۔ فن رجال میں سب سے پہلی کتاب ہے۔

سیدنا حضرت علیؓ کی الوہیت

اسی رجال کشی میں ہے کہ ابن سبا لعین نے سیدنا حضرت علیؓ کی الوہیت کا دعویٰ کردیا۔

۱۔ پوری سند کے ساتھ ـــــ سیدنا حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ:۔

ان عبد اللہ بن سبا کان یدعی النبوۃ	عبداللہ بن سبا اپنے لیے نبوت کا
ویزعم ان امیر المومنین علیہ	دعویٰ کرتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ
السلام ھو اللہ تعالیٰ	حضرت علیؓ ہی اللہ تعالیٰ ہیں۔

یہ خبر حضرت علیؓ کو پہنچی تو آپ نے اسے بلایا۔ اور اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے اس کا اقرار کیا اور کہا نعم انت ھو ہاں تو وہی (اللہ) ہے میرے دل میں القا ہوا ہے کہ انک انت اللہ وانی نبی۔ بلاشبہ آپ اللہ ہیں اور بالیقین میں نبی ہوں۔ حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا تو ہلاک ہو۔ تیرے ساتھ شیطان نے مسخ کیا ہے۔ تیری ماں تجھے روئے اس (عقیدہ باطل) سے رجوع اور توبہ کر۔ اس نے انکار کیا۔ پس آپ نے اسے قید کردیا اور تین دن تک اس سے توبہ کا مطالبہ فرماتے رہے۔ مگر اس نے توبہ نہ کی

فاحرقہ بالنار پس آپ نے اسے آگ میں جلادیا۔ (رجال کشی ص۱)[1]

اسی کے ساتھ دوسری مختصر روایت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ سے بھی اسی مضمون کی ہے۔

۲۔ سیدنا حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ سے سند کے ساتھ روایت ہے، فرمایا:۔

خدا عبداللہ بن سبا پر لعنت کرے۔ اس نے حضرت علیؓ کے متعلق ربوبیت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قسم امیر المومنین اللہ کے بندے تھے۔ ہلاکت ہو اس پر جو ہم پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اور لوگ ہمارے بارے میں وہ کچھ کہتے ہیں جو ہم اپنے بارے میں نہیں کہتے۔ ہم بارگاہِ الٰہی میں ان لوگوں سے اپنی برأت (کا اعلان) کرتے ہیں۔ (یہ دو دفعہ فرمایا)

وَاِنَّ قَوۡمًا یَقُوۡلُوۡنَ فِیۡنَا مَا لَا نَقُوۡلُہٗ فِیۡ اَنۡفُسِنَا نَبۡرَأُ اِلَی اللّٰہِ مِنۡہُمۡ نَبۡرَأُ اِلَی اللّٰہِ مِنۡہُمۡ[1]

۳۔ سیدنا حضرت زین العابدین رحمۃ اللہ سے روایت ہے۔ فرمایا:۔

جس نے حضرت علیؓ پر اقرار کیا اس پر اللہ لعنت کرے، میں عبداللہ بن سبا کو یاد کرتا ہوں تو میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، بلاشبہ اس نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا۔ اور اللہ اس پر لعنت کرے۔

کَانَ عَلِیًّا وَاللّٰہِ عَبۡدُ اللّٰہِ صَالِحًا	خدا کی قسم! حضرت علیؓ اللہ کے
اَخُوۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ مَا نَالَ الۡکَرَامَۃَ مِنَ اللّٰہِ	صالح بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِلَّا بِطَاعَتِہٖ لِلّٰہِ وَلِرَسُوۡلِہٖ[2]	کے بھائی تھے آپ کو بارگاہِ الٰہی سے جو بھی

کرامت و بزرگی ملی۔ خدا اور رسول کی اطاعت ہی سے ملی۔

ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ دین کے چشمۂ شفاف اور عقاید کے آب زلال کو اس لعین نے میلا اور گدلا کردیا۔ آج سیدنا علیؓ کے متعلق عقائد و تصورات میں جو غلو پایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے وہ عبداللہ بن سبا اور اس کے حواریوں کی کارستانی ہے جس سے حضرت علیؓ نے برملا برأت کا اعلان کیا ہے۔

اب دیکھئے یہ لوگ کس طرح اپنے ائمہ کو الوہیت اور الوبیت کا درجہ دیتے ہیں۔

[1] "معرفت اخبار الرجال" (رجال کشی) ص ۱، [2] ایضاً ص ۱۔

۲۔ تخلیق جن وانس کا مقصد خدا کی عبادت نہیں "امام" کی معرفت ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (ذاریات) بقول سیدنا جعفر صادق رح سیدنا حسین رض نے ارشاد فرمایا۔

خدا تعالیٰ نے بندوں کو صرف اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ اس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ جب معرفت حاصل کرلیں گے تو اسی کی عبادت کیا کریں گے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ معرفتِ خدا کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا ہر زمانہ کے لوگوں کا اپنے زمانہ کے امام کا پہچان لینا۔

(ص ۴۳-۱) عبادت خدا موقوف ہے معرفتِ خدا پر، اور معرفت خدا موقوف ہے معرفت امام پر! تو تخلیق جن وانس کا اصل مقصد خدا کی عبادت کیا ہوئی؟ معاذ اللہ! حالانکہ ان کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ کا مطلوب شرعی اللہ کی عبادت ہے۔

۳۔ مسلمین خدا کے نہیں بلکہ "ائمہ" کے! ایک رافضی کے بدلے ایک لاکھ ناصبی جہنم میں

وَاتَّقُوْا یَوْمًا (البقرہ۔ رکوع ۵)[۱] تفسیر امام میں جناب جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ[۲] سے منقول ہے کہ قیامت کے دن.... ایک شیعہ ہمارا ایسا لایا جائے گا جس نے اعمالِ صالحہ کچھ بھی نہ کئے ہوں گے۔ مگر ہماری دوستی اس کے دل میں موجود ہوگی۔ اور اس کو ایک لاکھ ناصبیوں[۳] کے مابین کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس سے یہ کہا جائے گا۔ کہ چونکہ تو امامت کا قائل تھا۔ اس وجہ سے یہ ناصبی تیرے عوض جہنم میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

۱ اس ترجمہ میں حاشیہ پر سورہ اور رکوع کا حوالہ نہیں۔ نہ وہاں ضرورت تھی۔ ہم نے ہر موقع پر حوالہ ساتھ لکھ دیا ہے تاکہ قارئین کرام کو سہولت ہو۔ ۲ یہ روایات کسی "امام" سے درحقیقت نہیں ہیں۔ عموماً چالاک سبائیوں نے خود گھڑ کر کسی "امام" کے نام منسوب کر دیں۔ تفصیل اپنے موقع پر آجائیگی۔ ۳ ناصبی سے ان لوگوں کی مراد سُنی ہوتی ہے۔ یہ اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں۔

یعنی بہت سے منکرین (ولایت) آرزو کریں گے کہ کاش وہ بھی امامت کے تسلیم کرنے والوں میں ہوتے (حاشیہ ترجمہ قرآن مجید از مولوی مقبول احمد ص ۳۱)

غور فرمائیے! یہاں کیا سارے قرآن میں "امامت" مصطلحہ کا کہیں ذکر تک نہیں۔ یہاں ذکر ہے رب العزت کے "کفار" و "مسلمین" کا۔ مگر سبائیہ نے خدا کے مقام پر "ائمہ" کو بٹھا دیا۔ پھر کہانی کیا وضع کی۔ کہ ایک بدکار سبائی کے عوض ایک لاکھ اہل سلام کو جہنم میں ڈال دیا جائیگا کیوں کہ ان کا ایمان بھی صحیح تھا۔ اور ان کے اعمال بھی صالحہ تھے۔

اور پھر طرفہ تماشا یہ کہ سب کچھ خدا کے کلام قرآن کریم سے ثابت ہے، انا للہ.... آل سبا نے دین کے نام سے دین کی تخریب۔ اعمالِ صالحہ کی عدم ضرورت اور بدی و بدکاری کی ہمہ گیری و اشاعت کا کیا حسین "جال" بچھایا ہے۔ بھلا اب کون احمق سبائی ہے جو نیکی کے قریب بھی پھٹکے یا سیہ کاری سے اپنا منہ کالا کرنے میں ذرہ بھر تامل کرے!

۴۔ عرش و کرسی پر اور آسمانوں اور جنت جہنم میں ہر جگہ ان کا تسلط ہے

لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ (بقرہ، رکوع ۶)۔ تفسیر امام میں ہے کہ جس وقت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم[۱] کی نبوت اور علی و اولادِ علی کی امامت کا اقرار لینا چاہا۔ تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لیں۔ ہم باور نہ کریں گے کہ یہ خدا کا حکم ہے اسی گستاخی کے سبب سے کہنے والوں پر بجلی گری جو باقی رہے تھے ان سے موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ ان پر کیا گزری، آپ دعا کیجئے خدا ان کو زندہ کردے تاکہ ہم ان سے دریافت کرکے اطمینان کرلیں۔ چنانچہ (حضرت) موسیٰ کی دعا سے وہ زندہ ہوئے اور انہوں نے ان لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ ہم نے آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر کرسی پر، جنت میں دوزخ میں کسی کا وہ تسلط نہ پایا جو محمد ؐ و علی و فاطمہ و حسن و حسین و ائمہ اولاد

۱ یہ نبی کریمؐ کا نام نامی تکلفاً برائے "وزن بیت" لیا جارہا ہے ورنہ اصل شان حضرت علی رض واولادِ علی کی بیان کرنا مقصود ہے۔ آگے آپ دیکھیں گے کہ یہ تکلف برطرف ہوگا اور بلی تھیلے باہر آجائیگی

حسین کا ہے چنانچہ جب ہم کو جہنم کی طرف لے چلے۔ تو منجانب محمدؐ و علیؓ آواز آئی کہ ان لوگوں پر ابھی عذاب نہ کرو کہ یہ ایک سائل کے سوال پر زندہ کئے جائیں گے۔ اور ان سے ہمارا اور ہماری آل کا شرف دریافت کیا جائیگا (ص ۱۳۵ حاشیہ)

تو یہ سارا کچھ آل کا شرف بتانے کے لیے کیا گیا۔ اور انہوں نے بتلا دیا کہ آسمانوں میں حجاب قدس میں عرش پر علی و اولادِ علی کا تسلط ہے۔ حتیٰ کہ عرش و کرسی بھی اللہ رب العزت سے فارغ کرا کر ان کے تسلط میں دیئے گئے ہیں پھر کمال یہ ہے کہ جنت تو جنت دوزخ میں بھی انہی کا تسلط ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو بحکم خدا دوزخ کی طرف لیے جا رہے ہوں تو ان کو عذاب سے بچا لینے کا اختیار ہے تاکہ یہ زندہ ہو کر دنیا کو آل کا شرف بتا سکیں۔

۲۔ پھر یہ حقیقت نظر انداز نہ فرمایئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل سے علیؓ اور اولادِ علیؓ کی امامت کا اقرار نہ کرنے پر ان پر یہ گزری تو امت محمد مصطفٰے اگر ان حضرات کی امامت کا انکار کریگی تو ان پر کیا پیش آئے گی؟

۵۔ وہ زمین کے مالک ہیں۔ انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور اسے سکون ہے!

یَقُوْلُ الْكٰفِرُ یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا (خاتمہ النباء) علل الشرائع میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ کی کنیت ابوتراب کیوں قرار دی فرمایا اس لیے کہ وہ زمین کے مالک ہیں کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے زمین کو سکون ہے (۱۶۳) جن سبائی بے ایمانوں کو رسول کریم کی ذات پاک پر کذب وافترا میں تامل نہ ہوا انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم پر بہتان باندھنے میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے؟

ہم تو قرآن کریم میں اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ (اعراف ع۱۵) اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ (عنکبوت ع۶) وغیرہ آیات پڑھ کر آج تک یہی سمجھتے رہے کہ زمین کا اصل مالک اللہ رب العزت ہے یہ اب آ کر "حقیقت" کھلی کہ زمین کے مالک حضرت علیؓ ہیں اور انہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور اسے سکون ہے چنانچہ جس دن حضرت علیؓ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ نہ زمین باقی

رہی اور نہ اس کا سکون جب مالک ہی نہ رہے تو مملوکہ چیز میں سکون و بقا کیا رہیگی؟

قرآن کریم سے تو یہاں تک ہے کہ مشرکین مکہ بھی جانتے اور مانتے تھے کہ زمین اللہ کی ہے۔ ارشاد فرمایا:-

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ (سورۂ مومنون رکوع ۵)

آپ پوچھئے کہ زمین کس کی ہے اور جو کچھ اس میں ہے، اگر تم جانتے ہو؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کی ہے۔

مشرکین مکہ بھی مانتے ہیں کہ زمین اللہ کی ہے۔ مگر یہ سبائی بے ایمان ان سے بھی گئے گزرے، یہ کہتے ہیں کہ زمین امام کی ہے۔ اور زمین کے مالک حضرت علیؓ ہیں اور پھر اپنے اس کذب بطلان اور بہتان وافترا کی نسبت کرتے ہیں۔ مفسر قرآن حبر الامت سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس پر رضی اللہ عنہ وعنہم۔

۶۔ آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز کے خزینہ دار علیؓ ہیں

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (شوریٰ) جناب سیدنا محمد باقرؒ نے فرمایا کہ صراط اللہ سے مراد علی مرتضیٰؓ ہیں جن کو خدائے تعالیٰ نے اپنے آسمانوں کی اور زمینوں کی کل چیزوں پر خزینہ دار و امین مقرر فرمایا ہے (ص ۹۰۶) علی صراط اللہ تو ہوتے تھے نقل کفر کفر نباشد اللہ بھی بن بیٹھے۔ زمین و آسمان کی کل چیزیں تو اللہ ہی کی ہیں۔ صراط کی کب ہیں؟ جب علیؓ زمین و آسمان کی کل چیزوں کے خزانہ دار بن گئے تو معاذ اللہ اللہ ہو گئے۔ گو وہ ان تمام اشیاء کے خزانہ دار ذاتی نہ تھے عطائی طور پر ہو گئے خدا نے یہ سارے خزانے ان کی مٹھی میں دے دیئے۔ اور یہ شان صرف خدا کی ہے —

سیدنا علی ہوں یا محمد باقرؒ رضی اللہ عنہما۔ وہ تو اللہ کے سچے بندے تھے۔ یہ شرارت سبائیوں کی ہے کہ انہیں مسند الوہیت پر بٹھا دیا۔ معاذ اللہ

ذات پاک رب العزت پر ولایت کا قبضہ (معاذ اللہ)

اب آپ دیکھیں گے کہ قرآن کریم میں جن مقامات پر ذات پاک باری تعالیٰ سے متعلق ترک یا

کفر وغیرہ کا ذکر ہے۔ سبائیہ نے وہاں ولایت مراد لی ہے اور اس طرح (معاذ اللہ) خدا کی ذات پاک پر" ولایت" کو قبضہ دے دیا گیا ہے۔ اور توحید باری تعالیٰ پر یہ کھلا حملہ ہے۔ اور شرک عظیم ہے۔ اور یہ تو عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ ساتھ ہی یہ قرآن کریم کی صریح تحریف (معنوی) ہے۔

لیجئے! اب آپ سبائیہ کی بے باکی و بے ایمانی نہیں، بلکہ یہودیت کے اسلام سے انتقام لینے کے چند مناظر بطور نمونہ مشتے از خروار دیکھئے!

پہلے ترجمۂ قرآن مولوی مقبول احمد سے مثالیں پیش کی جاتی ہیں:-

۱- اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (سورہ نساء ع ۷)

تفسیر عیاشی میں جناب محمد باقرؒ سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہرگز اس شخص کو نہ بخشے گا جو علی کی ولایت کا منکر ہو۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ سے مطلب ہے کہ جو علی کے دوستدار ہیں ان کو بخش دیگا (ص ۱۰۰) حاشیہ ترجمہ قرآن از مولوی مقبول احمد۔

سبائیت کی جسارت و بے باکی یا بے ایمانی کی داد دیجئے کہ خدا کے مقام پر حضرت علیؓ کو بٹھا دیا۔

۲- اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا۔ (نساء ع ۲۰)

تفسیر عیاشی میں جناب جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ مراد ان سے وہ دونوں ہیں اور ان کا تیسرا اور چوتھا یا (یعنی ابو عبیدہ بن الجراح اور سالم مولائے حذیفہ) اور ثالث اور عبد الرحمٰن اور طلحہ سب ساتھ ساتھ تھے، اس حدیث کے آخر میں ان کے ایمان اور کفر کے مراتب کا بھی ذکر ہے۔ اور جناب جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ یہ فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب وہ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے اس کو تو خدا نے فرمایا اٰمَنُوْا پھر جب ولایت انہیں جتلائی گئی اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔ تو اس وقت ان کے دلوں نے انکار کیا اسے پھر جب آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؓ کو میرا جانشین اور امیر المومنینؓ تسلیم کرنے کی بیعت کر د۔ تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔

اور بیعت کی۔ اسے خدا فرماتا ہے ثُمَّ اٰمَنُوْا پھر جب رسول خدا کا انتقال ہوا اور وہ اس بیعت پر قائم نہ رہے اسے خدا فرماتا ہے، ثُمَّ کَفَرُوْا بلکہ ان لوگوں نے جو بحکم رسول خدا فرماتا ہے۔ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان کا کوئی جزو تو کہاں باقی رہتا کفر بھی معمول سے کہیں زیادہ بڑھ گیا۔ (ص ۱۹۸)

خمینی صاحب اور توہین رسالت

یوں تو خمینی صاحب کے عقیدہ کے مطابق توحید، قرآن، اور تمام ضروریات دین کے متعلق جملہ تصریحات اہلبیت سے جدا ہیں۔ تاہم ان کی تصانیف میں جو باتیں واشگاف طور پر سامنے آئی ہیں ان میں صرف اصحاب ثلثہ کی توہین نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے نشانہ قلم سے محفوظ نہ رہ سکے خود حضرت علیؓ کو خمینی صاحب نے معاف نہیں۔ ان کے مختار کل معصوم اور قادر ہونے کا عقیدہ رکھنے کے باوجود ان کی بیچارگی اور بے بسی سے متعلق ایسی ایسی روائتیں نقل کر دی ہیں کہ ہر انسان حیران رہ جاتا ہے۔

اپنی معرکۃ الآرا کشف الاسرار میں خمینی صاحب رقمطراز ہیں۔

اقامت علی کے اعلان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف

"خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت علی کی امامت کے اعلان کرنے سے ڈرتا ہے چنانچہ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱)

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کے تحت شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی آیت بلغ ما انزل الیک من ربک کے تحت لکھا ہے کہ یہ احکام سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم سے خوفزدہ ہوئے کہ ایسا نہ ہو کہ اہل شقاق ونفاق پراگندہ ہو جائیں اور اپنی جاہلیت اور کفر کی طرف پلٹ جائیں کیونکہ آنحضرتؐ جانتے تھے کہ ان کو علیؓ سے کس درجہ عداوت ہے۔ اور ان کی طرف سے ان کے دلوں میں کس قدر کینے بھرے

ہوئے ہیں لہٰذا جبریلؑ سے فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے سوال کریں کہ مجھے منافقوں کی شر سے محفوظ رکھے۔ وہاں پھر جبریلؑ نازل ہوئے لیکن حفاظت کی آیت نہ لائے تو حضرتؐ نے کہ اے جبریل میں اپنی قوم سے ڈرتا ہوں۔ کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ الخ (حیات القلوب مترجم جلد ۲ صـ۴۰۶ ناشر امامیہ کتب خانہ موچی دروازہ لاہور۔ لکھتے ہیں:۔ ازیں آیت بواسطہ این قرائن ونقل احادیث کثیرہ معلوم مشہود کہ پیغمبر در تبلیغ امامت خوف از مردم داشتہ واگر کسے رجوع بتواریخ واخبار کندمی فہمد کہ ترس پیغمبر بجا بودہ۔ ولے خداوند اورا امر کرد کہ باید تبلیغ کنی ووعدہ کرد کہ اورا حفظ کند اونیز تبلیغ کرد ودربارہ ان کوشش کرد تا آخریں نفس ولے حزب مخالف نگذاشت کار انجام گیرد (کشف اسرار صـ۱۶۵)

(ترجمہ) ان قرائن اور احادیث کثیرہ کی بنا پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پیغمبرؐ (حضرت علیؓ کی) امامت کی تبلیغ (واعلان) میں لوگوں سے ڈرتے تھے اور اگر کوئی شخص تاریخی کتب اور روایات کا مطالعہ کرے تو وہ سمجھ جائے گا کہ پیغمبرؐ کا خوف بجا تھا مگر خدا نے آپ کو حکم دیا کہ آپ کو حکم دیا کہ آپ ضرور یہ حکم پہنچا دیں اور آپ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا اور آپؐ نے یہ حکم پہنچا بھی دیا اور آخری دم تک کوششیں بھی کیں (کہ میرے بعد حضرت علیؓ کو خلیفہ بنایا جائے لیکن حزب مخالف نے یہ کام پورا نہ ہونے دیا۔

رسول خدا نے ڈرتے ڈرتے بمشکل جان کی حفاظت کے وعدہ خداوندی کے بعد حضرت علیؓ کی امامت کا اعلان کیا لیکن صحابہ کرامؓ کے حزب اختلاف نے جو کثیر تعداد میں تھا (یعنی حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمر فاروق کی پارٹی) اس حکم میں مخالفت کی اور بجائے حضرت علیؓ کے زبردستی خود خلیفہ بن بیٹھے یہ ہے خمینی صاحب کے نزدیک "امامت علیؓ" اور نبوت محمدی کی حیثیت تو پھر خمینی کی امامت کی شان کی ہوگی۔

رسولِ خدا کامیاب نہیں ہوئے

تہران ٹائمز ۲۹ رجون ۱۹۸۰ء میں خمینی صاحب کا ایک پیغام شائع ہوا تھا۔ جو انہوں نے نیشنل سٹیڈیم میں

لے۔ بحوالہ دعوت اتحاد کا جائزہ صـ۲۵ (از قاضی مظہر حسین صاحب)

دوسرے حصے کے افتتاح کے موقع پر دیا تھا اس امام مہدی کے متعلق اس نظریہ کا اظہار کیا تھا کہ امام زماں سماجی بہبود اور انصاف کا پیغام لائیں گے جس سے تمام دنیا کی کایا پلٹ جائیگی ایک ایسا کام ہے جس کو حاصل کرنے کے لیے حضرت محمدؐ بھی مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئے تھے اگر رسول اللہ کے لیے مسلمانوں کو بہت خوشی ہے تو امام زمان کے لیے تمام انسانیت کو بہت خوشی ہونی چاہیئے۔ میں اس کو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ تھے۔ میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ تھے میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ اس کا کوئی دوسرا نہیں (ماخوذ از پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ۔ ار اگست ۱۹۸۰ء) اور تعمیر حیات نے یہ پیغام کویت کے روزنامہ الرأی العام سے نقل کیا ہے۔

رسولِ خدا مہدی کی بیعت کریں گے۔

خمینی صاحب کا یہ پیغام ان کی ان مذہبی روایات کی بنیاد پر ہی ہے۔ چنانچہ شیعہ المحدثین علامہ باقر مجلسی لکھتے ہیں۔

ونعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقرؑ کہ چوں قائم آل محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیروں آید خدا اورا یاری کند بملائکہ واوّل کسیکہ با او بیعت کند محمد باشد و بعد ازاں علیؑ (حق الیقین فارسی صـ۳۴۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ نعمانی نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے خدا ملائکہ کے ذریعے ان کی مدد کریگا اور سب سے پہلے جو آپ کی بیعت کریں گے وہ محمد ہونگے اور وہ آپؐ کے بعد علیؓ۔

یہ ہے عقیدہ امامت کا نتیجہ کہ آخری امام مہدی کی امامت کبری کے تابع العیاذ باللہ خود امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ہونگے اور ابو الائمہ علی خلیفہ بلا فصل بھی۔

حضرت علیؓ کی توہین

خمینی صاحب نے تو یہاں تک تسلیم کیا ہے کہ باوجود ظالم اور شقی ہونے قاضی شریح کو حضرت علیؓ منصب قضا سے ہٹا نہیں سکے۔

ملاحظہ ہو۔

"حضرت امیر نے شریح کو خطاب کیا کہ تم ایسے منصب پر بیٹھے ہو کہ جس پر سوائے نبی وصی نبی یا شقی کے کوئی نہیں بیٹھ سکتا اور شریح چونکہ نبی یا وصی نبی تھا لہذا شقی مصرحاً جو منصب قضاوت پر بیٹھا تھا شریح وہ شخص ہے جو پچاس ساٹھ سال کوفہ میں منصب قضاوت پر رہا ہے اور ان علماء کے فتووں کے مطابق جنہوں نے معاویہ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرسکنے باتیں کی ہیں اور فتوے صادر کئے ہیں اور حکومت اسلامی کے خلاف کام کیا ہے حضرت امیر اپنی حکومت کے دوران بھی اسے معزول نہ کرسکے لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا اور اس عنوان سے کہ شیخین نے اسے نصب کیا ہے اور آپ ان کے خلاف عمل نہ کیجئے اسے آنحضرتؐ کی حکومت عدل پہ لاد دیا گیا[1]"

یہی روایت من وعن فروع کافی ص ۲۳۳ پر بھی مرقوم ہے۔

آپ نے دیکھا حضرت علیؓ کو مشکل کشا اور مختار اور قادر مانا جاتا ہے وہ برسر اقتدار آکر بھی ایک قاضی کو برطرف نہیں کرسکے پس اس عبارت میں خمینی صاحب نے اپنے بھی عقیدہ کی دھجیاں کس طرح بکھیری ہیں ـــــ اس پر ہمیں کلام کرنے کی ضرورت نہیں۔

جنت میں سب سے پہلے علیؓ داخل ہوں گے

توہین رسالت کا ارتکاب کوئی نئی بات نہیں اس بارے میں ان کے مزعوم ائمہ کی

[1] حکومت اسلامی یا ولایت فقیہ، ص ۱۱۶

کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب ہیں کہ انسانی عقل ان کے ذکر پر ماتم کرنے لگتی ہے۔

شیعہ مصنف علامہ سید عبداللہ کا قول ملاحظہ ہو۔

"صدوق نے عیون میں حضرت رضا کاظم سے انہوں نے اپنے آبا سے اور انہوں نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا عَلِیُّ اَنْتَ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ[1] اے علی جنت میں سب سے پہلے تو داخل ہوگا۔

شیعہ اور حضورؐ ایک نور سے پیدا ہوئے

شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی کتاب الحجہ کی ایک روایت ملاحظہ ہو۔

اَمَرَنَا اللهُ تَبلِيغَ فَبَلَّغْنَا عَنِ اللهِ مَا اَمَرَنَا تَبلِيغَهُ فَلَمْ نَجِدْ لَهُ مَوْضِعًا وَلَا حَمَلَةً يَحْمِلُونَهُ حَتّٰى خَلَقَ اللهُ لِذَالِكَ اَقْوَامًا خُلِقُوا مِنْ طِينَةٍ خُلِقَ مِنْهَا مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم وَذُرِّيَّتُهُ وَمِنْ نُورٍ خَلَقَ اللهُ مِنْهُ مُحَمَّدًا۔

اللہ نے ہمیں تبلیغ کا حکم دیا بس ہم نے تبلیغ کی مگر ہم نہ اس کا کوئی محل ملا نہ کوئی اس کا متحمل نظر آیا حتیٰ کہ اللہ نے ایک قوم پیدا کی وہ اس شیعہ کی مٹی سے پیدا کئے گئے اور آپ کی آل و اولاد کو اس نور سے پیدا کیا گیا۔

باب ۴

شیعہ اور قرآن عظیم

۱۴ سو سال سے امت مسلمہ کے تمام فرقوں ائمہ مجتہدین ، اولیاء اقطاب اور جمیع مسلمانان عالم کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم ، کتاب اللہ کلام اللہ اور نور مبین ہے ۔ سابقہ کتب اور قرآن میں وجہ امتیاز یہی ہے کہ اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک سطر جوں کی توں ہے ۔ کیوں نہ ہو خود باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون ﴿

ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کو جملہ فعلیہ کی بجائے جملہ اسمیہ کے ساتھ بیان فرمایا اور علم بلاغت کے مطابق جملہ اسمیہ استمرار کے لیے ہوتا ہے ۔ یعنی ہم قرآن کی ہمیشہ ہمیشہ حفاظت کرتے رہیں گے ۔

حفاظت قرآن کے سلسلہ میں دوسری آیات سورہ السجدہ (پارہ ۲۴) سورہ قیامت (پارہ ۲۹) وغیرہ میں موجود ہیں ۔ ان آیات قرآنی سے یہ حقیقت ثابت ہوگئی کہ قرآن مجید ہر قسم کی تحریف و تبدل اور تغیر و ترمیم سے محفوظ ہے ۔ اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق اس کی زیر ، زبر ، پیش میں بھی کوئی تبدیلی ممکن نہیں پھر اس کی آیات اور سورتوں کی ترتیب بھی مخصوص ہے ۔ الغرض آج کا یہ قرآن بعینہ وہی ہے جسے اللہ کے آخری

رسول معصوم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا ۔

شیعہ کا مذہب

شیعہ کے اصول و ارکان میں توحید باری تعالیٰ کے انحراف کے بعد قرآن کریم کی تحریف کا نمبر ہے ۔ اہل اسلام کے اجماعی عقیدہ کے خلاف دنیا بھر کے تمام[1] شیعوں موقف یہ کہ قرآن کریم موجودہ شکل میں کلام ربانی نہیں صحیفہ عثمانی ہے یہ صحابہ کی تالیف ہے اس کی ترتیب وغیرہ میں صحابہؓ نے تغیر و تبدل کر دیا ہے ۔ ملت شیعہ کا ایمان ہے کہ تحریف کی جتنی قسمیں ممکن تھیں سب اس قرآن میں ہوئی ہیں اس میں کمی ہوئی ہے بعض آیتیں اور سورتیں تک نکال لی گئی ہیں اس میں زیادتی بھی ہوئی ہے ۔ انسانی کلام اس میں جا بجا شامل کر دیا گیا ہے ۔ پھر اس کے الفاظ اور حروف میں بھی تبدیلی ہوئی ہے ۔ اور اس کی ترتیب تو مکمل طور پر بدل دی گئی ہے ۔ ترتیب کی چار قسمیں ہیں سورتوں کی ترتیب آیتوں کی ترتیب ، الفاظ وکلمات کی ترتیب اور حروف کی ترتیب ۔ یہ چاروں قسم کی ترتیب بگاڑ دی گئی ہے ۔

تحریف قرآن کا بانی ابن سبا ہے ۔ اسے کلام کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے ، غلط باتیں منسوب کرنے ، من گھڑت افواہیں اڑانے میں خاص ملکہ تھا ۔ سیدنا جعفر صادق کس دلسوزی کے ساتھ اس محرف قرآن کا ذکر فرماتے ہیں ۔

[1] راقم نے یہاں تمام شیعوں کا لفظ لکھا کہ تحریف قرآن کے تمام شواہد شیعہ کے مزعومہ (۱۲) اماموں کی کتابوں میں موجود ہیں اور ہر شیعہ ان ائمہ کا پیروکار ہے ۔ اب اگر کوئی شیعہ قرآن موجودہ کو صحیح کہتا ہے تو پہلے اسے بارہ اماموں سے انحراف کرنا پڑے گا ۔ ورنہ وہ اہل اسلام کو دھوکہ دے کر تقیہ کے طور پر کلام کر رہا ہے ۔

"انا اهل بیت صادقون لا نخلو من کذاب"
ہم اہل بیت سچے ہیں مگر ہمارے ساتھ کذّاب ضرور لگا رہا۔
عبداللہ بن سبا، حضرت علیؓ اور اولاد علی پر بھی جھوٹ بولتا تھا۔

ایک حقیقت

علامہ سید نور الحسن بخاریؒ اپنی معرکت الآرا تالیف "کشف الحقائق" میں رقمطراز ہیں "اس حقیقت کو کبھی نہ بھولنا چاہئے کہ حق و صداقت کے خلاف سیدنا علیؓ اور اولاد علی کا جو بھی قول نظر آئے یقین کر لیجئے کہ وہ مکذوبہ قول آل سبا نے خود اختراع کر کے اُن حضرات کی طرف غلط طور پر منسوب کر دیا ہے۔ وہ حضرات اس سے بری ہیں"[1]

تحریف قرآن کے چند نمونے

شیعہ کے نزدیک حضرت علیؓ کا قرآن

واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابدا
خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھو گے۔

سالم سلمہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے جعفر صادقؒ کے سامنے قرآن پڑھا میں بھی سن رہا تھا وہ کچھ ایسے الفاظ پڑھ رہا تھا جو عام لوگوں کی (مروجہ) قرأت کے مطابق نہ تھے۔ تو جعفر صادقؒ نے فرمایا کف عن ھذہ القرأۃ واقرأ کما یقرأ الناس۔ تم اس قرأت سے باز آجاؤ! اسی طرح پڑھو جس طرح سب پڑھتے ہیں۔

حَتّٰی یَقُوْمَ القائم فاذ قام القائم قرأ کتاب اللہ علی حدہٖ	تا آنکہ قائم بارھویں امام جو غار میں بند ہیں، نہ ظاہر ہو جائیں

[1] کشف الحقائق ص ۱۴۰

واخرج المصحف الذی کتبہ علیؑ علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی الناس فرغ منہ وکتبہ فقال لھم ھذا کتاب اللہ عزّوجلّ کما انزلہ اللہ علی محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ	گے تو کتاب اللہ کو اصلی قرأت سے پڑھیں گے اور اس مصحف کو نکالیں جسے علیؓ نے لکھا تھا۔ حضرت جعفر صادق نے کہا کہ علی نے اس مصحف کو جب کہ وہ اسے لکھ کر فارغ ہوئے تھے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ہے اللہ کی کتاب جس طرح اس نے محمدؐ پہ نازل فرمائی تھی میں نے اس سے دو لوحوں سے جمع کیا ہے مگر لوگوں نے کہا ہمارے پاس تو قرآن موجود ہے ہمیں تمہارے اس مصحف کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا اچھا تو خدا کی قسم آج کے بعد تم اسے کبھی نہ دیکھو گے میرا تو یہ فرض تھا کہ جب میں نے اسے جمع کر لیا تو تمہیں اس کی خبر کر دوں تا کہ تم اسی کو پڑھو۔

گیارھویں صدی کا شیعی مجتہد ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ بعد رسولؐ حضرت علیؓ اپنی خلافت کے متعلق لوگوں سے مایوس ہو کر قرآن جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔

چوں دراں قرآن چند آیت بود کہ از کفر نفاق آں قوم و خلافت علی بن ابی طالب و فرزندان او صریح	چونکہ اس قرآن میں اس قوم کے منافقین کے کفر و نفاق کے متعلق کئی آیات تھیں اور اس قرآن میں حضرت علی اور ان کے بیٹوں کی

بود عمرؓ آں را قبول نہ کرد و سید	خدمت صریح طور پر مذکور تھی
اوصیاد را کرد بعد فرمود	لہٰذا حضرت عمرؓ نے اسے قبول نہ کیا
کہ ایں قرآں را دیگر	سیدالاوصیا رسیدنا علی

تحریف قرآن

اس مذہب کے اکابر و اعاظم علماء کی نگاہ میں

اس مذہب کے بانیان و موجدین نے قرآن سے متعلق اپنی خانہ ساز مصنوعی مخترعہ مکتوبہ روایات اللہ کے نیک بندوں سیدنا علیؓ و ابنائے علی سے منسوب کرکے مشہور کر دیں ان کا نمونہ پیش کر دیا گیا ہے اب اس مذہب کے مشاہیر علماء و مجتہدین کے اقوال تحریف قرآن سے متعلق ملاحظہ ہوں ۔ تفسیر صافی میں ہے ۔

واما اعتقاد مشائخنا فی ذالک	ہمارے بزرگ علماء کا اعتقاد اس
فالظاهر من ثقة الاسلام	بارے میں یہ ہے کہ ثقۃ الاسلام
محمد بن یعقوب الکلینی	محمد بن یعقوب کلینی سے ثابت ہے
انه کان قائل التحریف	کہ وہ قرآن میں تحریف اور کمی کے معتقد
والنقصان فی القرآن	تھے اور اسی طرح ان کے استاد علی بن
وکذالک استاده علی بن ابراہیم	ابراہیم قمی کہ آپ کی تفسیر روایات
القمی فان تفسیره	تحریف قرآن کے عقیدے سے خالی ہیں
منه علونیه وکذلک شیخ	اور اسی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی
احمد بن ابی طالب طبرسی	بھی اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں انہی

بانہ ایضاً — دونوں کے طرز پر سخن آراء ہوتے ہیں

اس مذہب کے شہرہ آفاق محدث علامہ کلینی مفسر اعظم علامہ قمی اور مشہور فاضل طبرسی جیسے اکابر و اعاظم و مشائخ کا تحریف قرآن پر متفقہ عقیدہ و ایمان ہے ۔

تمہارا قرآن

اصول کافی اور احتجاج طبرسی کی روایات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان حضرات کے نزدیک موجودہ قرآن مسلمانوں کا قرآن ہے اس سے ان حضرات کا کوئی تعلق حتیٰ کہ برائے نام بھی تعلق نہیں اس لیے موجودہ قرآن کو وہ اپنا قرآن نہ مانتے ہیں نہ کہتے ہیں اسے کہتے ہیں تمہارا قرآن! قرآنکم

اصول کافی میں سیدنا جعفر صادق سے منقول ہے فرمایا

وان عندنا لمصحف فاطمۃؑ	بے شک ہمارے پاس مصحف فاطمہ
وما یدریهم ما مصحف فاطمۃؑ	ہے اور لوگوں کو کیا معلوم مصحف فاطمہ
قال مصحف فیه مثل	کیا چیز ہے ؟ وہ ایک مصحف ہے
قرآنکم هذا ثلاثة مرات	جو اس تمہارے قرآن سے تگنا ہے
والله ما فیه من قرآنکم	واللہ تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی اس
حرف واحد	میں نہیں ہے ۔

تحریف قرآن کی روایات متواتر ہیں اور امامت کی روایات سے کم نہیں

اس مذہب میں تیسری صدی کے شیعہ مجدد کلینی (متوفی ۳۲۹ھ) ہیں جن کا اعتقاد ابھی مذکور ہوا ہے اب اس بارے میں

ان کے گیارھویں صدی کے ملا باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) کا اعتقاد ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں

ولا یخفی انّا ھذ الخبر وکثیرا من الاخبار الصحیحۃ صریحہ فی نقص القران وتغییرہ وعندی انا لااخبار فی ھذا الباب متواترۃ یعنی معنیٰ وطرح جمیعھا یوجب رفع الاعتقاد عن الاخبار لاسًا بل ظنی ان الاخبار فی ھذا الباب لا نعصر عن اخبار الامامۃ و

مخفی نہ رہے کہ یہ حدیث اور اکثر تعداد میں احادیث صریح قرآن میں کمی اور اس کی تحریف قرآن کی روایتیں متواتر مجموعی ہیں اور ان تمام روایتوں کو ترک کرنے سے پورے مجموعہ حدیث سے اعتماد اٹھ جائے گا بلکہ میرے خیال میں تحریف قرآن کی روایتیں مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں اگر روایات تحریف قرآن اعتبار نہ کیا جائے تو روایات سے مسئلہ امامت کیسے ثابت ہوگا۔

یعنی مسئلہ امامت کی اصل و اساس تو صرف روایات پر قائم ہے۔ قرآن کریم میں تو اس امامت کا ذکر تو کیا اشارہ تک نہیں اگر روایات پر اعتماد نہ رہے تو امامت کیسے ثابت ہوگی؟

ان کا مشہور و معروف مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتا ہے۔

ملوک

قبائل تیم عدی بنو امیہ اور بنو عباس کے بادشاہوں نے جب خلافت اور بادشاہی حاصل کی اور دین کو ہر مصیبت میں مبتلا کر دیا تو انہوں نے کتاب اللہ میں تحریف کر ڈالی اور سنت رسول کو بدل ڈالا۔

اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

۱؎ تفسیر صافی صفحہ ۱۴ ۲؎ مراۃ العقول جلد ۲ صفحہ ۵۳۴ مطبوعہ اصفہان

دو ہزار سے زائد روایات

اس مذہب کے گیارہویں صدی کے مجدد ملا باقر مجلسی کے نزدیک تحریف قرآن کی روایات متواتر و مستند ہیں اور ان کی تعداد مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہیں آئمہ آل رسول سے منسوب ان متواتر روایات کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے جیسا کہ فصل الخطاب میں ہے قرآن کریم کے بعض کلمات، آیات اور سورتوں میں تحریف سے متعلق احادیث۔

ھی کثیرۃ جدًا حتی د ھی کثیرۃ حیدًا حتی قال السید نعمت اللہ الجزائری فی بعض مولفاتہ کما حکی عنہ الشا اخبار الدالۃ علی ذالک تزید علی الفی حدیث و ادعی استفاضتھا جماعۃ کالمفید المحقق الداماد والعلامۃ المجلسی

یہ بہت ہی زیادہ ہیں یہاں تک کہ سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے کہ بیشک تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات دو ہزار احادیث سے زائد ہیں اور علماء کی ایک جماعت مثلاً شیخ مفید داماد و علامہ مجلسی وغیرہ ہم نے ان روایات کے مستفیض ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ شیخ نے بھی اپنی کتاب میں ایسی روایات کی کثرت کی تصریح کی ہے بلکہ ایک جماعت ان کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

یعنی سید محدث الجزائری نے الانوار میں لکھا ہے کہ قرآن میں کلام مضمون اور اعراب میں تحریف اور ان کے بارے میں متواترہ روایات کی صحت

پر ہمارے اصحاب نے اتفاق کیا ہے۔

فصل الخطاب ہی میں مرقوم ہے۔

ویروی عن کثیر من قدماء الروافض ان ھذا القرآن الذی عندنا لیس ھو الذی انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بل غیر و بدل وزید فیہ

اور کثیر قدماء میں روافض سے روایت ہے کہ موجودہ قرآن وہ نہیں جو محمدؐ پر نازل ہوا تھا بلکہ اس میں تغیر و تبدل کر دیا گیا اور اس میں اضافہ بھی کر دیا گیا اور کمی بھی کر دی گئی۔

باب ۵

شیعہ اور مسئلہ ختم نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے جس شخص کا ختم نبوت پر ایمان نہ ہو وہ بالاتفاق کافر اور خارج از اسلام ہے تاہم ایک شخص وہ ہے جو زبان سے تو کسی کو نبی نہیں کہتا لیکن نبوت کی تمام خصائص و صفات کو اس میں مانتا ہے تو وہ بھی اسی طرح کافر اور مرتد ہے زبان سے نبی نہ کہنے سے اس کا کفر ختم نہیں ہوتا۔

۱؎ حق الیقین (عربی) ج ۲ ص ۱۲۳ ۲؎ اصول کافی کتاب الحجہ ص ۲۵۵

آپ حیران ہوں گے کہ جناب خمینی صاحب اپنی پوری جماعت شیعہ کے ساتھ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ تو آخری نبی ہیں مگر آپ کے بعد ۱۲ ایسی شخصیات ہیں جن میں انبیاء والی تمام صفات موجود ہیں اہل سنت تو آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی امام نما نبی کو کافر بتا رہے ہیں مگر اس کا کیا کیا جائے خمینی صاحب اور ان کے شیعہ ۱۲ ائمہ تو نبیوں کی طرح معصوم، معترض الطاعۃ وغیرہ جانتے ہیں۔

راقم کا وجدان ہے کہ خمینی صاحب اور انکی جماعت واضح طور پر اس مسئلہ میں تقیہ کئے ہوئے ہے لیکن امام الہند شاہ ولی اللہ کی تصریحات کے مطابق ان کا یہ یہ تقیہ بھی ان کو کفر سے بچا نہیں سکتا۔

"جو شخص یہ کہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم نبوت ہیں لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبی کا نام نہ دیا جائے اور نبوت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف مفترض الطاعۃ اور گناہوں سے معصوم ہونا اب اگر کوئی کہے کہ یہ صفات نبی کریم کے بعد ائمہ میں بھی موجود ہیں پس یہی شخص زندیق ہے۔ اور کافر ہے علما حنفیہ و شافعیہ اس کے قتل پر متفق ہیں"[1]

مقصد یہ ہے کہ حضورؐ کے بعد نبی تو کسی کو نہ کہا جائے مگر حقیقت ختم نبوت کا صریح انکار کیا اور نبوت کی حقیقت کو امامت کے نام سے نبی کریم کے بعد جاری رکھا جائے تو خواہ زبان سے حضورؐ کو ہزار بار خاتم النبین کہتا رہے یہ زندقہ اور الحاد ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا بلا شبہ منکر ختم نبوت ہے۔

جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم المعصومین معترض الطاعۃ اور مامور من اللہ ہیں اور عصمت خاصہ انبیاء ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی معصوم مفترض الاطاعۃ ہوا ہے نہ قیامت تک ہوگا آپ کے بعد کسی کو آپ کا مثل اور معصوم ماننا شرک فی النبوۃ ہے۔ جناب خمینی کی تصانیف کے باب میں ان کے نقطہ نظر

[1] المسویٰ - شرح موطا امام مالک (عربی) ج ۲ ص۱۱۱

کے بیان کے بعد ان کو اور ان کی جماعت کے کسی فرد بشر کو ہم کسطرح ختم نبوت کا قائل کریں

راقم کی معلومات میں پوری دنیا کا کوئی شیعہ ایسا نہیں ہے جو اپنے ائمہ کو معصوم اور مفترض الطاعۃ تسلیم نہ کرتا ہو اور حقیقت میں یہی ختم نبوت کا انکار ہے کیونکہ صرف ختم نبوت کے باقی رکھنے سے ضروریاتِ دین کا تقاضا پورا نہیں ہوتا چنانچہ گیارہویں صدی کے شیعہ امام نے تکلف برطرف کر کے حقیقت بیان کر دی ہے۔

امامت ہی فی الحقیقت نبوت ہے۔

ملا باقر مجلسی رقمطراز ہیں۔

"مرتبہ امامت نظیر مرتبہ نبوت و مثل است
بلکہ چنانکہ نبوت رسالتے است از جانب خدا
بوساطت ملک، امامت نیز فی الحقیقت نبوے است
بوساطت نبی۔[1]

"امامت نظیر نبوت یا مثل نبوت ہی نہیں فی الحقیقۃ نبوت ہے نبوت جبرائیل کے واسطے سے ہے اور امامت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے"

یہ عام شیعہ کی روایت نہیں بلکہ جناب خمینی کے معتمد مجتہد ملا باقر مجلسی کا قول ہے۔

ماتم اور تعزیہ داری

ماتم اور تعزیہ داری کا اسلام میں کوئی تصور نہیں اگر کسی کی وفات یا شہادت پر ماتم اور نوحہ جائز ہوتا تو خود حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ حضور کی وفات پر ماتم کرتے حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت حسینؓ اور حضرت حمزہ کی شہادت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماتم کیا نہ نوحہ۔

بلکہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جس نے ماتم کیا گریبان پھاڑا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں" (الحدیث)

[1] حیات القلوب مطبوعہ ایران ج ۳ ص۸۱

قرونِ اولیٰ، عہد ائمہ و تابعین کے زمانے یعنی دور دور تک یہ رسم نظر نہیں آتی ملاحظہ ہو۔
شیخ عمر دین الوردی اپنی تاریخ میں رقمطراز ہیں۔

"۳۵۲ھ میں معز الدولہ نے نوحہ کرنے طمانچے مارنے اور عورتوں کے بال بکھیرنے کا امام حسینؓ کی مصیبت میں حکم دیا اور اہل سنت بسبب شیعہ بادشاہ کے اس کو روکنے سے عاجز رہے[1]۔"

تقی الدین مقریزی نے کتاب الخطط میں لکھا ہے کہ ۳۶۴ھ میں نواب معز الدولہ کے جانشین معز الدین نے شیعوں کی طرف سے مشہد کلثوم اور تعزیہ بھیجا اور وہ امام حسینؓ پر نوحہ و بکا کرتے تھے۔

معلوم ہوا یہ رسم چوتھی صدی ہجری کے وسط میں جاری ہوئی تاہم ہندوستان شیعہ کبی ریاستوں میں بھی اس رسم کا ثبوت نہیں ملتا، برصغیر میں رسم آصف الدولہ کے زمانہ میں جاری ہوئی۔
"مجاہد اعظم" کتاب کے شیعہ مؤلف کی کھری بات ملاحظہ ہو۔

"تعزیے جس طرح ہند و پاک میں ہوتے ہیں کہیں بھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ ایران جو شیعوں کا خاص گھر ہے وہاں بھی اس کا رواج نہیں ہندوستان کے طول و عرض میں ہر جگہ شیعہ تعزیہ بناتے ہیں آخر اس رسم کی ابتدا کب ہوئی کیسے ہوئی، کس نے کی، کیوں کی؟ اس کے جواب سے تاریخ خاموش ہے[1]"

گنبد دار تعزیے کا رواج لکھنؤ سے ہوا بعض سن رسیدہ بزرگوں سے سنا گیا کہ آغاز زمانہ نواب آصف الدولہ میں اول ایک سبزی فروش نے بانس اور کاغذ کا تعزیہ بنایا۔ نبیوں، نیچہ بندوں، قصابوں کے علاوہ ایشری ساہ، بقال ہیرالال بھرجی، سوہن بقال، گوکل تنبولی لچھمن نقال سوہن نجار کے تعزیوں کا ذکر بھی "مجاہد اعظم" میں موجود ہے۔ تعزیے معز الدولہ کے دور میں بنائے گئے مگر گشت نہ کرائے گئے حالانکہ ماتم حسین منانے کی ابتدا واقعہ کربلا سے تین سال بعد اسی زمانہ میں بغداد میں ہوئی مگر تعزیہ کی گشت کی ابتدا لکھنؤ سے ہوئی[1]
شواہد الصادقین میں شیعہ مجتہد سید احمد شاہ لکھتے ہیں تعزیہ، علم اور ذوالجناح شعائر خدا ہیں

[1] "مجاہد اعظم" [2] توضیح المسائل از خمینی

سوال پیدا ہوتا ہے تین سو سال تک خدا کے یہ شعائر کس غار میں روپوش رہے، شیعہ نے قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ کی تعلیمات میں اس قدر تحریف کی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اذان کے آخر میں "حی علی خیر العمل" علی ولی اللہ و وصی رسول اللہ"، کا اضافہ کر کے آنحضرت کے دین کو نامکمل ثابت کرنے کی کوششیں کی۔

متعہ یعنی مرد و عورت کے باہمی رضا و رغبت کے ساتھ ہمبستر ہونے کا عقیدہ گھڑ کر زنا اور بدمعاشی کا دروازہ کھولا پھر اسی میں بلکہ متعہ کرنے والے کیلئے خود ساختہ فضائل کی روائیتیں گھڑ کر پوری امتِ مسلمہ کی توہین کی گئی۔ خمینی صاحب نے توضیح المسائل میں کھلے طور پر اس زنا کی اجازت دی ہے[1]۔

متعہ کرنے کے ثواب کے بارے میں ایسی حدیث گھڑی گئی کہ اس کے بیان سے انسانیت کا ماتھا شرم سے جھک جاتا ہے۔

[1] توضیح المسائل از خمینی

باب ۶

ایران میں شیعہ مذہب کا پس منظر

بعثت نبویؐ سے قبل دنیا میں دو بڑی بڑی طاقتیں افقِ عالم پر جلوہ گر تھیں ، ایران اور روما کی ان دو سلطنتوں کے درمیان محمدی انقلاب ایک تیسری طاقت کی صورت میں نمودار ہوا ۔ اسلامی طاقت کی روز افزوں ترقی نے رومی اور ایرانی فرمانرواؤں کو ششدر کر دیا ....

۶۱۰ء میں رونما ہونے والے اس آفاقی انقلاب نے دیکھتے ہی دیکھتے غلامی و بے کسی ، آمریت و فسطائیت ، جہالت و غزائیت ، پاپائیت و شہنشاہیت نخوت و استکبار کے دلدادوں پر تپ لرزہ طاری کر دیا ۔ عہد فاروقیؓ میں قادسیہ ، یرموک حمص اور شمالی افریقہ کے تاریخ ساز معرکوں نے جہاں رومی آقاؤں کے غرور کو روندا وہاں مجوسیت کے بھڑکتے ہوئے شعلے بجھا دیئے ۔ نتیجتہً ایرانیوں اور رومیوں کو قیصر و کسریٰ کے ظلم و جور کے مقابلے میں اسلام کا ابر رحمت میسر آیا تو غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے برس ہا برس کے محکوم و مجبور انسانوں نے دفعتہً آنحضرتؐ کی دعوت کو خوش آمدید کہا ۔

ایک طرف غلاموں پر رحمت کا مینہ برسا تو دوسری طرف عرب کے بدوؤں کی اس آناً فاناً کامیابی نے ایک طبقے پر عصبیت و قومیت کے ڈورے ڈال دیئے ۔

اسلامی خلافت کے تاجدار ثانی سیدنا فاروقِ اعظمؓ کے دس سالہ مقدس دور نے پوری دنیا سے مجوسیت ، یہودیت اور عیسائیت و بت پرستی کا جنازہ نکال دیا ۔ ہزاروں سال کی قائم شدہ سلطنتیں اور شوکتیں خاک تلے دب گئیں ۔

تاہم عہد فاروقی کے بعد عہد عثمانی نے فتوحات میں جب طول کھینچا تو تعصب کی آگ بھڑک اٹھی جس کے نتیجہ میں الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق مجوسیت و عیسائیت اور یہودیت و بت پرستی باہم گلے مل گئیں ۔

کہیں جیفونہ یہودی اور ابولؤلؤ مجوسی کے ذریعہ حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا ۔ کہیں عبداللہ بن سبا کے ذریعے حضرت عثمانؓ کو دردناک طریقے سے آنحضرتؐ ہی کے شہر میں بے دردی کے ساتھ ذبح کر دیا گیا ۔ اس کے بعد بھی اسلام ختم نہ ہوا تو حضرت علیؓ سے ایک سازش کے تحت اسلام کا مرکز اصلی مدینہ چھڑایا گیا ۔ یہود و مجوس ہی کے اس گٹھ جوڑ کے باعث سادہ لوح صحابہ کی جماعت میں ایسی غلط فہمیوں کے بیج بوئے گئے کہ جنگ جمل ، صفین کے الم انگیز واقعات تاریخ کے اوراق پر ثبت ہو گئے ۔

واقعہ کربلا اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی جو یہود و مجوس اور عیسائیت کے باہمی اشتراک کے نتیجہ میں ظہور میں آئی ۔

قومی عصبیت اور اسلام دشمنی کے نتیجے میں مجوسیوں ہی کی اولاد سے شیعہ مذہب نے ایران میں جنم لیا ۔ بلاشبہ مجوسیوں کا ہی زاویہ عبداللہ بن سبا کے افکار کا آئینہ دار تھا ۔ تاہم ایرانی مجوسیت پر فاروقیؓ اور عثمانیؓ حملوں کے انتقام کے طور پر صحابہ دشمن فتنہ کا ایران میں پروان چڑھنا بعید از قیاس بات نہ تھی ۔

ابن خلکان کے قول کے مطابق عبداللہ بن میمون القداح ایرانی نے

سب سے پہلے شیعہ مذہب کی بنیاد ایران میں رکھی۔ اس کے باپ کا نام دایصان تھا۔ یہ شخص مختلف ادیان و مذاہب کے اصولوں سے واقف تھا۔ اس نے نادقہ کی تائید میں کتاب المیزان لکھی۔

یہ اہواز کے مضافات میں قوس العباس نامی ایک قریہ میں پیدا ہوا نسلاً ایرانی تھا۔ حکیم فیض عالم صدیقیؒ کی روایت کے مطابق یہ یہودی تھا منافقانہ طور پر شیعوں کے غالی فرقہ خطابیہ میں شامل ہو کر ایران میں اس کی تبلیغ کرنے لگا۔ عبداللہ چاہتا تھا کہ اسلامی اقتدار کے حصول کے اسلامی معتقدات کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس نے اپنی ذہانت سے کام لے کر اپنے اقتدار کے لیے نو مدارج قائم کیے جو یہودیوں کی فری میسنری تحریک کی طرح تھے یہ چاہتا تھا کہ خود حکمرانی حاصل کرے اور میرے بعد میری اولاد حکمران ہو۔

MEMOiSVRLES B./ PECOE E

اسماعیلی عقائد کے مطابق یہ تمام مدارج طے کرنے کے بعد آدمی معطل اور اباہج بن جاتا ہے یعنی اعمال شریعت چھوڑ دیتا تھا اور محرمات کو مباح سمجھتا تھا یہ کربلا سے مکہ پہنچا مگر وہاں کے لوگوں کو علم ہوا تو بھاگ نکلا اور سلمیہ پہنچا مہدی کے ظہور تک اس کے جانشین یہاں ہی رہے آگے چل کر اس کے بیٹے احمد نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد سے ہونے کا دعویٰ کیا اور بعد میں کاظمی ہونے کا مدعی ہوا اور ہمہ تن دعوۃ اسماعیلیہ میں منہمک ہو گیا۔ مختلف شہروں میں اپنے عقائد کا اظہار کرنے لگا۔ اس نے کسریٰ کی حکومت کو منہدم کرنے کی سازش بڑی چابکدستی سے تیار کی وہ ایک ایسی تنظیم اور جانباز جماعت بنانے پر قادر ہو گیا جو اس کو تخت حکومت پر متمکن کرا سکے اگر خود نہیں تو اس کی اولاد حکمران بن سکے اس نے حیرت انگیز طور پر محنت کی۔ نہایت عیاری سے

انسانی قلوب کی گہری معرفت کی بدولت اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا (ملخص از عبرت نامہ اندلس مصنفہ ڈوزی ہسٹری آف برٹینیکا) پروفیسر ڈرائن ھارٹ نے اپنی تالیف میں لکھا ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لیے اس نے ذرائع کا ایسا مربوط سلسلہ قائم کیا جس کو بجا طور پر شیطانی کہا جا سکتا ہے۔ انسانی کمزوریوں سے ہر نہج پر فائدہ اٹھایا گیا بے دینوں اور آزاد منشوں کے لیے عباسی پختہ دماغ لوگوں کے لیے فلسفہ مذہبی متسدد دین کو باطنی اسرار دعوامض اور عوام کے سامنے عجوبات پیش کیے۔ ایرانی اور لامی زندیقیت کے پرستاروں کے لیے مذہب کا ایک فلسفیانہ گورکھ دھندا پیش کیا اور یہ سب کچھ ایسی چابکدستی اور مستقل مزاجی سے کیا جو لوگوں کے جنسی جذبات اور احساسات کو برانگیختہ کرنے والا تھا۔

ایران میں شیعہ مذہب کا دوسرا کردار

حسن بن صباح

حسن بن صباح رے (ایران کا ایک شہر) کا باشندہ تھا۔ حسن بن صباح اس کا پورا نام حسن بن علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن الصباح الحمیری تھا۔ زمانہ کے رواج کے مطابق اس نے اپنے نام کے ساتھ حمیری کا لفظ لگا کر اپنے آپ کو ایک عرب خاندان کی طرف منسوب کیا حقیقت میں وہ مجوسی النسل تھا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں ریاضی ہندسہ حساب نجوم اور سحر وغیرہ مختلف علوم حاصل کئے کہتے ہیں نظام الملک طوسی اور عمر خیام کا ہم سبق تھا اس وقت وہ اپنے باپ کے مذہب پر اثنا عشری تھا۔ ابن صباح اسماعیلی داعی کی دعوت پر

اسماعیلی ہوگیا۔ چونکہ بڑا ذہین تھا اس لیے صوبہ اصفہان کے گورنر شیخ احمد تک پہنچ گیا۔ اس نے اسے مصر پہنچادیا
اسکندریہ سے روانہ ہو کربلا ، دیزد ، کرمان ، طبرستان اور دامقان وغیرہ میں نزار کی امامت کی دعوت دیتا رہا ملک شاہ سلجوقی کی طرف سے اصفہان اور قہستان کا حاکم مہدی ایک سادہ لوح علوی تھا۔ حسن بن صباح نے عبادت گذاری کا چکمہ دے کر اس سے قلعہ الموت لے لیا اس قلعہ میں بیٹھ کر اس نے نہایت چابکدستی ، ہشیاری ، مکاری اور عیاری سے اپنا جال پھیلانا شروع کیا اور علوی کو قلعہ بند کر دیا دعوت کا وہی نظام جو مصر سے سیکھ کر آیا اس پر رفیق لاحق اور فدائی کے درجات بڑھادیے گئے۔
فدائیوں میں نرے ان پڑھ اور جاہل مگر جانباز قسم کے نوجوان شریک کیے جاتے اور انہیں تمام فنون سپہ گری کی تعلیم دی جاتی اس نے رفتہ رفتہ اعمال کی ترغیب کے لیے ایک جنت بنائی جس میں مختلف علاقوں سے خوبصورت دوشیزائیں اغوا کرکے لائیں گئیں جنت میں ہر قسم کے پھلدار درخت پھولوں والے پودے لگوائے اور چشمے بنوائے پہلے آدمی کو بھنگ پلاکر مدہوشی کے عالم میں دلستان حوروں کی آغوش اور مسرتوں کے ہنگامے کا چھپانا۔ ٹھنڈے اور خوشگوار چشموں کا پانی پھلوں اور پھولوں کی بہتات میں چند روز گذارنے کے بعد جب اسے واپس منگوایا جاتا اور وہ ہوش میں آتا تو اس جنت گم شدہ کے حصول کے لیے بے قرار ہو جاتا اب اسے کہا جاتا کہ جب تم فلاں آدمی کو قتل کردگے تو تمہیں اسکے بدلے میں جنت میں جگہ دی جائے گی۔ حسن بن صباح نے اپنے ایسے فدائیوں سے اس دور کی بڑی عظیم الشان ہستیوں کو قتل کرایا۔

باب ۷

شیعہ کے مختلف فرقے

اس وقت پوری دنیا میں شیعہ کے جس قدر فرقے اور گروہ موجود ہیں ان تمام کا شجرہ نسب یمنی یہودی عبداللہ بن سبا تک پہنچتا ہے۔
وہی صحابہ کے باہمی اختلاف کو اجاگر کرنے ، حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل کا جھگڑا اٹھانے ، رسالت کے مقابلے میں امامت کا ہوا کھڑا کرنے اور خدائی توحید کے خلاف حضرت علیؓ کی مشکل کشائی کا اعلان کرنے اور قرآن میں کمی زیادتی کے عقائد کا بانی ہے۔ پچھلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس وقت دنیا میں ۷ جماعتیں شیعہ ہونے کی دعویدار ہیں۔
شاہ عبدالعزیزؒ نے تحفہ اثناعشریہ میں ۱۰۰ سے زائد مولانا ثناء اللہ نے ۱۵۰۔ حکیم فیض عالم صدیقی نے اسی تعداد لکھی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے

غنیۃ الطالبین میں اور علامہ عبدالکریم شہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں شیعوں کے فرقے ۱۲۰ نقل کیے ہیں۔

ان تمام کے عقائد کی بنیاد مسئلہ امامت، خلافت، الوہیت علی حضرت جعفر صادق کی الوہیت، نبوت علی، چہاردہ معصوم کی اصطلاح قرآن کے ستر گز لمبا ہونے اور قرآن کے چالیس سپاروں کا عقیدہ ہے۔

عصر حاضر میں چند قابل ذکر شیعہ کے گروہوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

سبائیہ

اس فرقے کا بانی یہودی النسل عبد اللہ بن سبا ہے۔ شیعوں کے تمام فرقوں کا ماخذ یہی شخص ہے۔ اسی شخص نے سب سے پہلے اسلام میں تشتت وافتراق کا بیج بویا۔ اس نے عوام کو گمراہ کرنے کے لیے علی جزو خدا ہیں۔ کا نعرہ لگایا۔ ابتداً اسی نے علی کے وصی اور خلیفہ بلافصل ہونے کا شوشہ چھوڑا۔

امامیہ اثنا عشریہ

سبائی گروہ کے بعد مختلف لوگوں نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق امامت وخلافت اور الوہیت وشکل کشائی کے نام پر ایسا معجون مرکب بنایا کہ فرقے ہی فرقے پھیل گئے۔

انہی فرقوں میں ایک فرقہ اثنا عشریہ ہے۔ جو اپنے عقیدہ کے مطابق بارہ اماموں کے قائل ہیں۔ بارہ اماموں کے بارے میں تفصیلی بحث اسی کتاب میں اپنی جگہ موجود ہے۔

کیسانیہ

اس فرقہ کا بانی حضرت علیؓ کا غلام نو مسلم مجوسی کیسان تھا اس کے پیرو حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ کی شان میں غلو کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ محمد بن حنفیہ کے علوی ظاہری اور باطنی اور نزادی فتنے پیدا ہوئے

پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی کیسان کے متعلق رقمطراز ہیں۔

"اس کا عقیدہ تھا کہ بلا تامل اطاعت اور لاکلام حکمبرداری ایک ایسے آدمی کی کی جائے جو خدا بھی ہو یہ عقیدہ امت زردشت کا تھا اور کیسان چونکہ ایک زیر زمین نو مسلم مجوسیوں کے گروہ کا سرغنہ تھا اس لیے عرب کے ان پڑھ نو مسلموں میں اس خیال کو پختہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو دیر نہ لگی پھر علیؓ اور معاویہؓ کی چپقلش نے بڑے بڑے جلیل القدر مسلمانوں کے اذہان کو پریشان کر کے رکھ دیا تھا۔ چونکہ ان لوگوں کا حقیقی مقصد صرف اسلام دشمنی تھا اس لیے انہوں نے شیعیت کو ہی اپنی مقصد براری کا ذریعہ بنایا اور من حیث المجموع شیعہ گروہ میں ہی شمار ہونے لگے۔ ان لوگوں نے شام اور اردن کی سرحد پر یروشلم کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ اس وقت بھی ان لوگوں کی آبادی ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کی بنا پر ہمیشہ دمشق کے جو اہل سنت کی قوت کا مرکز ہے۔ مخالف رہے ہیں۔ شام میں ہونے والی تخریبی کاروائیوں میں ہمیشہ ان کا ہاتھ رہا۔ فرانسیسی استعمار نے انہیں استعمال کیا۔ اردن کے برطانوی انقلاب نے ان سے کام لیا۔ شام کی پہلی آزاد قومی حکومت کا تختہ الٹنے میں یہی لوگ حسنی الزعیم کا دست وبازو تھے۔

بعث پارٹی کی ریڑھ کی ہڈی بھی یہی لوگ تھے فرانسیسی استعمار نے جو شامی فوج تیار کی اس میں انہیں کی اکثریت تھی۔ بعد ازاں اس فوج

میں جب بھی اضافہ ہوا انہوں نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ آج تمام عالمِ اسلام ——— میں آئے دن انقلابات پر مسلمان حیران ہیں۔ مگر یہ کسی کو معلوم نہیں کہ ان انقلابات کے پیچھے کون سے لوگ موجود ہیں۔ شام میں کیسانی شیعوں کے علاوہ باطنیوں کی بھی اکثریت ہے۔ یہ باطنی آج کل حموی نصیری اور علوی کہلاتے ہیں۔ دروزیوں کے بعد یہی نصیری بعث پارٹی کا مضبوط عنصر ہیں۔ اور آج کل تو یہی لوگ برسرِ اقتدار ہیں۔ اکرام حورانی مصطفےٰ احمد دن کرنل دیو عساف میجر عبدالجواد سبھی کیسانی اور نصیری ہیں۔ ان لوگوں نے محض اسلام دشمنی کی بنا پر بعث پارٹی کا ساتھ دیا۔ شام میں چونکہ علوی اکثریت اہلِ سنّت ہے۔ اس لیے یہ لوگ ایک دوسرے کے قریب تھے۔ کئی مرتبہ سر نکال کر میدان میں آجاتے ہیں۔ ان لوگوں نے ایک عیسائی ——— کے جھنڈے تلے جمع ہوکر اس کی بعث پارٹی کو تقویت پہنچا کر اخوانوں کی طاقت کو ملیامیٹ کرکے رکھ دیا ہے۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ شام میں کوئی پائیدار حکومت قائم نہیں ہوسکی۔ عقائد کے لحاظ سے چونکہ بعض کرد بھی اہل سنت نہیں بلکہ انہی کے ہم خیال ہیں اس لیے الکفر ملت واحدہ کے مصداق وہ بھی ضرورت کے وقت ان کا ساتھ دے کر مرکز کو کمزور رکھنے میں ہی اپنی بہتری سمجھتے ہیں۔ لبنان کی خانہ جنگی اور شام کے فلسطینی مجاہدین کے خلاف جنگ سب انہیں لوگوں کا فعل ہے۔[1]

مخطوریہ

یہ امام جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کی امامت کے قائل ہیں۔ اور ان کی موت پر توقف کرتے ہیں۔

[1] بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ص ۳۴۸

امامیہ

یہ کسی محمد بن حسین کو امام برحق مانتے ہیں کہتے ہیں کہ وہی امام منتظر ہے۔ ایک وقت زمین میں اس کا ظہور ہوگا۔ اور زمین کو عدل سے بھر دیگا۔

ناؤسیہ

ناؤس بصری اس فرقہ کا بانی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ امام جعفر صادقؒ اب تک زندہ ہیں۔ اس وقت غائب ہیں۔ دوبارہ امام مہدی کی حیثیت سے ان کا ظہور ہوگا۔

قرامضیہ

ان کا پیشوا مبارک نامی کوئی شخص ہوا ہے۔ امام جعفر صادق تک تمام خلیفہ برحق تھے۔ انہوں نے تمام حقوق محمد بن اسماعیل کے حوالے کر دیئے تھے۔ وہ اس وقت غائب ہیں۔ آخر زمانے میں وہی امام مہدی کے نام سے ظاہر ہوں گے۔

سلیمانیہ

اس فرقہ کا بانی سلیمان بن کثیر ہوا ہے۔ یہ شخص شیخینؓ کی خلافت کو اجتہادی غلطی سمجھتا تھا مگر حضرت عثمانؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ کو کافر کہتا تھا۔ (العیاذ باللہ)

المنصوریہ

اس فرقہ کا بانی ابو منصور العجلی تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت

علیؓ ایک ٹکڑا ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے اور وہ خدا ہے۔ امام ابو منصور آسمان پر جاکر خدا سے ہم کلام ہوا خدا نے ان کو بیٹا کہا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ بھی آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اور جنت دوزخ کی کچھ حقیقت نہیں۔

نزاریہ یعنی آغاخانی

یعنی حضرت جعفر صادق کے بیٹے اسمٰعیل کی طرف منسوب ہے۔

فرقہ اسمٰعیلیہ

امامت کے سلسلہ میں سے ایک فرقہ اسمٰعیلیہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر چھٹے امام جعفر صادق تک شیعہ امامیہ سے متفق ہے مگر اس کے بعد ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام جعفر صادقؒ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ اسمٰعیل، عبداللہ، موسیٰ، اسحٰق، محمد، ان میں سب سے بڑے اسمٰعیل تھے۔ ان کے بعد عبداللہ ہیں، اصول کافی میں امام جعفر صادق کا قول لکھا ہے ان الامر فی الکبیر ما لم تکن فیہ عاھۃ (اصول کافی طبع لکھنؤ ص۲۲۰) امامت منتقل ہوگی ولد اکبر کی طرف بشرطیکہ اس میں کوئی عیب نہ ہو (شافی ترجمہ اصول کافی ج۱ ص۲۴۱)

اسی بنا پر فرقہ اسمٰعیلیہ امام جعفر صادقؒ کے بعد اسمٰعیل کو امام مانتے ہیں مگر اسماعیل حضرت امام جعفر صادقؒ کی حیات میں ہی وفات پاگئے تھے ان کے بعد جو بڑے بھائی عبداللہ تھے انہوں نے امام جعفر صادق کے بعد امام ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا لیکن فرقہ اثنا عشریہ بجائے اسمٰعیل اور عبداللہ کے موسیٰ کاظم متوفی ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو امام مانتے ہیں اور اس سلسلہ امامت کو امام غائب (بارہویں امام) تک ختم مانتے ہیں لیکن فرقہ اسمٰعیلیہ، اسمٰعیل کے بعد محمد بن اسمٰعیل کو امام مانتے ہیں اور پھر اس کو موروثی قرار دیتے ہیں کہ باپ کے بعد بیٹا امام بنتا ہے۔

۱۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کا ذکر امام ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے بھی الفصل فی الملل والاھواء والنحل میں کیا ہے۔

۲۔ علامہ شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ نے اپنی کتاب الملل والنحل میں اس فرقہ کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اس فرقہ کو باطنیہ بھی کہتے ہیں۔ شہرستانی نے لکھا ہے کہ قلعہ الموت کا حسن بن صباح بھی اسی فرقہ کا داعی تھا اس فرقہ کا اختلاف بھی اہل اسلام سے اصولی ہے یہ بھی دوسرے شیعوں کی طرح خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی خلافت راشدہ کے منکر ہیں۔

(۳) محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ بھی روافض کے بیان میں فرماتے ہیں آٹھویں گروہ کو اسمٰعیلیہ کہتے ہیں (غنیۃ الطالبین مترجم اردو صـ ۱۳۴)

(۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی تحفہ اثنا عشریہ میں فرقہ اسمٰعیلیہ کے عقائد اور ان کی تصانیف کا ذکر کیا ہے چنانچہ ان کا ایک یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ جب امام کوئی حکم کرے ہر مومن اور مومنہ پر اس کی تابعداری لازم ہے گو ان کے خلاف مرضی ہو مثلاً اگر کسی عورت کو کسی مرد بے عورت کے حوالے کرے۔ یہ عقد دونوں پر لازم ہو جائے فسخ نہیں کر سکتے ان کا یہ عقیدہ بھی لکھا ہے کہ

امام کو چاہیے تو حضرت موسیٰ کی طرح جناب باری سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔

(۵) دور حاضر میں فرقہ اسمٰعیلیہ کو آغا خانی فرقہ بھی کہتے ہیں اسمٰعیلیہ کے امام حاضر پرنس کریم آغا خاں (جو سال رواں مارچ ۱۹۸۲ میں پاکستان کے دورے پر آئے تھے۔ ان کے دادا آغا سلطان محمد شاہ کو انگریز نے ہز ہائی نس سر کا خطاب دیا تھا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے آغا خاں کے متعلق ایک استفسار کا جواب لکھا تھا جس کا نام ہے۔

رسالہ "العلم الحقانی فی حزب الآغا خانی"

اس استفسار میں آغا خان کے طریقہ نماز اور دعا کا ذکر تھا جس کی انہوں نے اپنے مریدوں کو تعلیم دی تھی اور وہ یہ ہے:

"نماز پڑھو، نماز پڑھو، نماز پڑھو، خدا تم کو برکت دے۔ خدا کا نام لو، خداوند شاہ علی تم کو ایمان اور اخلاق دے یا شاہ میری شام کی نماز اور دعا قبول کر جو حق تم کو ملا ہیں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے ہمارے آقا سلطان محمد شاہ، اس کے بعد سجدہ کرو" نیز یہ دعا لکھی ہے

"اڑتالیسواں امام، دسواں بے عیب اوتار ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا۔ اس کے بعد سجدہ کر الخ" (بحوالہ بوادر النوادر جلد دوم صفحہ ۷۳۸/۷۳۹)

اس قسم کے عقائد کو حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے خلاف اسلام اور کفر قرار دیا ہے۔ آغا خانی فرقہ نے مسجد کی بجائے اپنے عبادت خانہ کا نام جماعت خانہ رکھا ہے۔ یہ بجائے

پنج نمازوں کے تین نمازوں کے قائل ہیں وغیرہ۔ اسمٰعیلیہ فرقہ کے امام کو سونے چاندی سے تولا جاتا ہے۔ بظاہر ان لوگوں کا دعویٰ روحانیت کا ہے لیکن اسلامی روحانیت کے ساتھ ان کا کچھ بھی تعلق نہیں یہ سرمایہ دار اور مادہ پرست قوم ہے۔ ان کے امام فرنگی تہذیب و تمدن میں ڈوبے ہوتے ہیں یہ مسنون داڑھی سے بالکل محروم ہیں۔ ان مدعیان روحانیت کے ہاں کوئی شرعی پردہ نہیں ہے۔ حال ہی میں پرنس کریم آغا خاں نے مع بیگم پاکستان کا جو دورہ کیا ہے اخبارات میں اس کی فرنگی جھلک دیکھی جا سکتی ہے یہ سونے چاندی کی امامت ہے نہ کہ شریعت اور روحانیت کی۔

بوہرہ فرقہ

فرقہ اسمٰعیلیہ کا ایک خلیفہ مستنصر گزرا ہے جس کے دو بیٹے نزار اور مستعلی اس فرقوں کے داعیوں میں سے تھے۔ فرقہ نزاریہ میں سے حسن بن صباح تھا اور آغا خان بھی اس نزاری نسل سے ہے اس کے دوسرے بیٹے مستعلی کے پیرو بوہروں کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ ملا طاہر سیف الدین کو اپنا ۵۱ واں امام مانتے ہیں اور اس کے بعد اب اس کا بیٹا برہان الدین امام ہے ان دونوں فرقوں میں فرق یہ ہے کہ اسمٰعیلی نزاری فرقہ والے ہر دور میں اپنے امام کا ظاہر ہونا مانتے ہیں اور بوہرہ فرقہ والے امام کو مخفی اور اپنے نائب امام کے داعی کو ظاہر مانتے ہیں۔ یہ بھی سرمایہ دار قوم ہے۔ بہر حال یہ دونوں فرقے اسلام سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں۔

- دعوت اتحاد کا جائزہ از قاضی مظہر حسین صاحب

حاصل کلام

شیعہ کے تمام فرقوں کا احاطہ اس مختصر سے مجموعے میں ممکن نہیں ۔ عقائد کے باب میں اگر ان تمام گروہوں کا جائزہ لیا جائے تو حیرت ہوتی ہے ۔ یہ ایسا مذہب ہے جس کی کوئی کل سیدھی نہیں ۔

عیسائیت ، یہودیت ، مجوسیت ، بدھ مت اور دنیا کے ہر باطل مذہب کا مطالعہ کرنے سے بھی آپ ایسی بوقلمونیاں اور عقل سوز نظریات نہ پائیں گے ۔ جس قدر شیعہ کے مذہب میں موجود ہیں ۔ مثلاً ایک طرف حضرت علیؓ کو خدائی منصب پر جگہ دینا اور دوسری طرف اصحاب ثلثہؓ کی بیعت معاملے میں انہیں اس قدر عاجز اور بے کس و بے یار و مددگار قرار دینا کہ مشکل کشائی کے عقیدے کی دھجیاں اڑجائیں ۔ ایک طرف خدا کی ہر بات کو سچا کہنا اور دوسری طرف قرآن کے نامکمل ہونے کا عقیدہ رکھنا ۔ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اقرار کرنا اور دوسری طرف بارہ مزعومہ ائمہ کو نبیوں کی مدد میں کھڑے کرنا اور انکو معصوم و مختار قرار دینا ۔ ایک طرف توحید باری کا عقیدہ رکھنا اور دوسری طرف خدا کے ساتھ ائمہ کو شریک ٹھہرانا وغیرہ وغیرہ ۔

شیعہ کے بیسیوں فرقوں کے عقائد کی تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں حاصل کلام کے طور پر ان کے تمام گروہوں کے عقائد کا خلاصہ حسب ذیل ہے ان لوگوں کے عقائد میں بظاہر بعد المشرقین ہے ۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کو انسانی شکل میں ماننے والے ۔
۲۔ ہنود کی طرح تناسخ کے قائل ۔

۳۔ عیسائیوں کی طرح منصور کو خدا کا بیٹا ماننے والے ۔
۴۔ محمد بن عبداللہ بن حسن کو زندہ جاوید ماننے والے ۔
۵۔ امام برحق کا کلیہ قائم کرکے اسے پیغمبر کہنے والے ۔
۶۔ ترک نماز سے کوئی گناہ نہیں کے قائل ۔
۷۔ حضرت جعفر الصادق کو خدا ماننے والے ۔
۸۔ تمام مفروضہ آئمہ کو الہ ماننے والے ۔
۹۔ حضرت علیؓ کو جزو خدا کہنے والے ۔
۱۰۔ امام جعفر کو زندہ جاوید سمجھنے والے حلول اور رجعت کے قائل ۔
۱۱۔ چہار دہ معصوم کی اصطلاح کے قائل ۔
۱۲۔ نبوت علیؓ کو حق تھا مگر جبرئیل بھول کر نبوت محمدؐ کے حوالے کر گیا پر ایمان رکھنے والے ۔
۱۳۔ علیؓ کو نبوت میں شریک جاننے والے ۔
۱۴۔ اہل بیت کا علم جاننے والا نبی ہو سکتا ہے کے قائل ۔
۱۵۔ قرآن کو ستر گز لمبا کہنے والے ، قرآن کے چالیس پاروں کے قائل ، قرآن کی سترہ ہزار سے زائد آیتیں ماننے والے اصل قرآن علیؓ نے پوشیدہ کر دیا تھا کے قائل ۔
۱۶۔ حضرت ابو بکرؓ ، حضرت عمرؓ ، حضرت عثمانؓ حضرت عائشہؓ ، حضرت طلحہؓ ، حضرت زبیرؓ حضرت معاویہؓ ، اور حضرت ابو موسیٰؓ پر لعنت کرنے والے ۔
۱۷۔ انہیں صرف خطا کار کہنے والے ۔
۱۸۔ محرمات کو حلال کہنے والے ۔
۱۹۔ سب عورتوں کو ہر شخص کے لیے حلال بنانے والے ۔

۲۰۔ اسی دنیا کو جنت اور دوزخ سمجھنے والے۔

۲۱۔ شراب اور زنا کو حلال جاننے والے۔

۲۲۔ بنی عباسؓ ، علیؓ ، جعفرؓ اور عقیلؓ کی امامت کے علاوہ کسی اور کی امامت کے قائل کو کافر کہنے والے۔

۲۳۔ علم غیب و مختار کل کا عقیدہ آئمہ کیلئے رکھنے والے۔

۲۴۔ امامت کو محمد بن عبد اللہ بن حسن المعروف نفس ترکیہ کا حق سمجھ کر امامت کو آپ پر ختم جاننے والے۔

۲۵۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو اجتہادی غلطی کا مرتکب جاننے والے اور باقی سب کو کافر کہنے والے۔

۲۶۔ منصور عباسی کی طرف امامت لوٹائے جانے کے قائل۔

۲۷۔ جعفر الصادق کے بعد عبد اللہ کی امامت کے قائل۔

۲۸۔ اسماعیل کو امام برحق ماننے والے دوازدہ آئمہ کے قائل۔

۲۹۔ امام مہدی کی پوشیدگی پر ایمان رکھنے والے۔

۳۰۔ اصحاب ثلاثہ کو علی منہاج الخلافتہ صحابی نہ سمجھنے والے۔
اور ان پر تبرّا کرنے والے۔

۳۱۔ جعفر صادق کے بعد امام محمد کی امامت کے قائل۔

۳۲۔ ابن زیاد ، شمر اور ابن سعد کو شیعہ ماننے اور ان کو کافر کہنے والے۔

۳۳ امیر مختار کو رضی اللہ تعالیٰ کہنے والے اور اسے زمانہ کا مکار ترین فریب کا خطاب دینے والے۔

۳۴۔ اذان میں حیّ علیٰ خیر العمل اور علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ کے قائل اور کلمات کے منکر۔

۳۵۔ منصور ، ہارون ، مامون عباسی کو شیعہ سمجھنے

والے اور انہیں کافر فاسق فاجر کہنے والے۔

۳۶۔ یزیدؓ کو فاطمیوں اور علویوں کا محسن سمجھنے والے اور ان کا نام گالی کے طور پر لینے والے۔

۳۷۔ ماتم اور تعزیہ کو شعائر اللہ ماننے والے [1]

[1] حقیقت مذہب شیعہ

باب ۸

اسلامی تاریخ پر شیعہ حکمرانوں کے مظالم کی المناک داستان

تاریخ اسلام کے اوراق پر شیعہ حکمرانوں کی ستم کاریوں اور مظالم کی طویل داستان رقم ہے تفصیل کا تو یہاں موقع نہیں، ابن خلکان، ابن اثیر کے مطابق مشتے از خروارے چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱۔ شیعیت کی بنیاد عبداللہ بن سبا نے رکھی اس کی مکاریوں کی کہانی اسی کتاب میں شیعہ کی تاریخ کے پس منظر میں آپ نے ملاحظہ کی ہے۔ ابن سبا کے بعد آل بویہ نے بغداد اور سینکڑوں مسلمان کو مسلمانوں کو موت کی گھاٹ اتارا، بالآخر تبرا بازی، تعزیہ داری، تقیہ، متعہ اور ماتم کی رسوم کے جھگڑوں میں پڑنے سے مسلمان ان کی شر سے محفوظ ہو گئے۔

۲۔ گورنر سمرقند حسین طباطبائی نے ترکستان اور ایران کا راستہ تاتاریوں کو دکھا کر خوارزم شاہی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی بالآخر اسی معرکہ آرائی میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ جیسی جلیل القدر شخصیت تاتاریوں کے جبر و قہر کا نشانہ بنی اور امام موصوف دمشق کے قلعہ میں ایک طویل عرصہ قید و بند کی صعوبتوں کے بعد دار فانی سے کوچ کر گئے۔

۳۔ ابن علقمی (بغداد کا شیعہ لیڈر) نے بغداد میں ہلاکو خاں کے ذریعے مسلمانوں کا وہ قتل عام کرایا کہ دجلہ کئی روز تک بہیے تو لاشوں اور خون کا دریا بنا رہا اور آخر مسلمانوں کے علمی ذخیرے جب دریا برد کئے گئے تو مہینوں کتابوں کی سیاہی سے سمندر تک دریا بھی سیاہی کا میدان بن گیا۔

۴۔ شیعہ کی فاطمی حکومت نے مصر میں ہر اس مسلمان کی گردن اڑا دی جس نے حضرت علیؓ کی ولایت و وصایت کا انکار کیا۔

۵۔ شیعوں کے نامور حکمران آصف خاں نے نادر شاہ کو دہلی میں بلا کر دہلی میں قتل عام کرایا

۶۔ ملتان میں ابوالفتح داؤد نے مسلمانوں کے خون سے متعدد بار ہولی کھیلی

۷۔ نوابان اودھ نے سینکڑوں سنیوں کو صرف سنی ہونے کے جرم میں ذبح کر دیا۔ اصحاب

ثلاثہ کے نام لیواؤں پر بے پناہ تشدد کئے گئے۔

۸۔ واقعہ کربلا کی پوری داستان کے بارے میں خود "مجاہد اعظم" کا شیعہ مصنف اعتراف کرتا ہے کہ یہ سب کچھ ابو مخنف لوط بن یحییٰ ازدی متوفی ۱۷۵ھ کی ذہنی ایجاد ہے جو واقعہ کربلا کے پون صدی بعد پیدا ہوا تاہم اسی واقعہ کی آڑ میں پوری دنیا میں حسینیت کے نام پر ایسا اودھم مچایا گیا کہ الامان والحفیظ خود حضرت حسینؓ اگر آج آکر ان من گھڑت داستانوں کے خاندان کی عورتوں سے متعلق گھڑی جانے والی بے بنیاد کہانیوں کو سنتے تو ششدر رہ جاتے مگر یہ پروپیگنڈہ ایسی سرعت اور جرأت کے ساتھ کیا گیا کہ آج جب کوئی شخص اس واقعہ کے دیو مالائی واقعات پر نقد کرتا ہے تو اسے اہل بیت اور آل رسول کا مخالف گردان کر سادہ لوح عوام کو دھوکا دیا جاتا ہے۔

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قابل اعتماد رفقاء (جماعت صحابہؓ) کے بارے میں ایرانیوں کا بغض اس حد تک چلا گیا کہ ہر دور کے شیعہ حکمرانوں نے صحابہ کرام بالخصوص دنیا کے سب سے بڑا عادل حکمران حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں اپنے بغض کا اظہار کیا۔ کشف الاسرار نامی کتاب میں خود خمینی صاحب نے بھی حضرت عمرؓ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اپنے بغض کا واضح اظہار کیا ہے ہمارے قول کی تائید میں مشہور شیعہ مورخ کاظم زادہ کی حقیقت بیانی ملاحظہ ہو۔

"جس دن سعدؓ بن ابی وقاص نے خلیفہ دوم کی جانب سے ایران کو فتح کیا .... ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ اور حسد کا جذبہ پالتے رہے یہاں تک کہ فرقہ شیعہ کی بنیاد پڑ جانے سے پورے طور پر اس کا اظہار کرنے لگے۔(۱)

۱۰۔ قزوینی کی روایت ہے حاکم (شیعہ حکمران) نے ایک علوی کو بہکایا کہ رات کے وقت اپنے گھر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ تک نقب لگائیں تاکہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو روضہ سے نکال لائیں اور ان کی لاشوں سے جو چاہیں سلوک کریں کتاب استطبار الاخبار میں مرقوم ہے کہ

۱؎ بحوالہ حقیقت مذہب شیعہ ص ۶۰

اس روز مدینہ میں گرد و غبار اور بجلی کی کڑک کے ساتھ ایسی آندھی آئی کہ ہر شخص کانپنے لگا۔

۱۱۔ ۲۹۱ھ میں اسی حاکم نے ایک شخص کو محض اس جرم میں پھانسی پر لٹکا دیا کہ وہ کہتا تھا کہ میں حضرت علیؓ کو نہیں جانتا۔ (۱)

۱۲ یکم محرم ۲۴ھ کو حضرت عمرؓ کو شہید کر کے آتشکدہ ایران کے بیٹے ابولولو مجوسی نے سقوطِ ایران کا انتقام لے لیا۔

۱۳۔ ایران کے مجوسیوں نے شیعیت کے جوش میں جو ان کے سامنے آیا اسے خس و خاشاک کی طرح بہا دیا۔

۱۴ ایران ہی کے شاہ عباس نے بغداد کے سقوط میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا اس کا بیان ناگفتہ بہہ ہے۔

۱۵ ایران ہی کے ایک حکمران اسماعیل نے سنی علماء کو بلا کر انہیں اصحاب ثلثہ پر لعنت کے لئے کہا جب انہوں نے انکار کیا تو سب کو قتل کرا دیا (۲)

۱۶۔ ایرانی فوج کے بل بوتے پر تیمور لنگ نے انگورہ کے مقام پر مسلمانوں پر ایسے ایسے قیامت خیز مظالم ڈھائے کہ تاریخ اسلام کے صفحات پر ایسا ظلم کہیں درج نہیں ہے۔

شیعہ حکمرانوں نے اسلام کی تاریخ پر ظلم و جبر کے جو نقوش ثبت کئے ہیں اس کے مطالعے سے ہر انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیاد ہی اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے رکھی گئی ہے۔ ہمارے علماء اہلسنت پر مجھے رونا آتا ہے جو اس مذہب کو صرف متعہ، تقیہ اور ماتم والے مذہب کی حد تک جانتے ہیں۔ حقیقت میں دنیا کا یہی وہ مذہب جس میں مجوسیت کی آتش پرستی یہودیت کی منافقت، عیسائیت کی تثلیث دوستی ایک مرکب کی شکل میں موجود ہے اسی مذہب نے متعہ کی آڑ میں زنا اور تقیہ کی آڑ میں دھوکے اور فریب کی بنیاد رکھی، پھر دونوں چیزوں کو شعائر اللہ اور عقائد اسلام کی بنیاد کہا گیا

اسی کے پردے میں ہر عہد کا مسلمان اور خود اسلام ان کی جفا کاریوں کے تیروں سے چھلنی ہوتا رہا

(۱) مقریزی ص ۱۵۱ ج ۴ (۲) انوار النعمانیہ ص ۱۲۴

۱۷۔ تاریخ کے صفحات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ غداری کرنے والے شیعہ ہی تھے۔

۱۸۔ ترکوں کے ساتھ غداری کر کے سلطان عبدالحمید کو معزول کرنے کی قرارداد منظور کرانے والے بھی یہی لوگ تھے۔

۱۹ اسلامی حکمران نورالدین زنگی پر قاتلانہ حملہ کے مرتکب یہی لوگ تھے۔ سلطان ٹیپو کے ساتھ غداری کرنے والا میر صادق اور نواب سراج الدولہ کا غدار میر جعفر بھی رافضی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔

باب ۹

ایران میں اہل سُنّت پر مظالم کی داستان

فروری ۱۹۷۹ء میں جناب خمینی صاحب ایرانی اقتدار پر براجمان ہوئے۔ ۱۵ سالہ جلا وطنی کے بعد ایران پہنچتے ہی انہوں نے تمام ذرائع ابلاغ کو یہ بات باور کرانے کے لیے وقف کر دیا کہ یہ پوری دنیا میں یہی واحد اسلامی انقلاب ہے جو اسلامی اقتدار کے فروغ اور کتاب وسنت کے نفاذ کے لیے عمل میں لایا گیا ہے۔ انہوں نے بار بار اعلان کیا۔

ہم پوری مملکت کو عدل وانصاف
سے بھر دیں گے، مساوات اور
رعایا پروری ہمارا نصب العین ہے
خدائی حاکمیت کا فروغ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حضرت
امیر علی علیہ السلام کے ارشادات کے
مطابق ہر شعبہ زندگی سے امریکی
اور دیگر غیر مسلم تہذیبوں کا خاتمہ
کر دیں گے۔

ذرائع ابلاغ پر اس قدر توجہ دی گئی کہ پوری دنیا کے ایرانی سفارتخانوں کے ذریعہ کروڑوں روپیہ صرف اس پروپیگنڈہ پر خرچ کیا گیا کہ موجودہ

ایرانی حکومت ہی دنیا میں اسلام کی سب سے بڑی علمبردار ہے ساری دنیا کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ جناب خمینی کی قیادت میں جمع ہو جائیں۔ تمام مسلم ممالک میں اپنے خصوصی نمائندے روانہ کئے گئے کئی ملکوں کے زعما کو ایران کی مختلف تقریبات میں مدعو کر کے تصویر کا صرف ایک رُخ ان کے سامنے پیش کر کے امت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونک دی۔ امریکہ کی مخالفت کی آڑ لے کر امریکی مخالف اسلامی ملکوں کی حمایت حاصل کرنے کوشش کی ناظرین جانتے تھے کسی بھی بڑی سلطنت کی مخالفت اس کے حق پر قائم ہونے کی دلیل نہیں ہے ورنہ روس تو ان سے بھی بڑا امریکہ کا مخالف ہے اسے بھی اسلام کا بڑا ٹھیکیدار کہنا چاہیئے۔

جناب خمینی کے ایرانی انقلاب کے معاً بعد اسکی اسلامی دعوں کی قلعی کھل گئی۔ چیخ چیخ کر جس دعوے کو دھرایا گیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت کی تعلیمات کے مطابق نظام حکومت چلائیں گے۔ اس کی دھجیاں ایران کے گلی کوچوں میں بکھر گئیں، اپنے ہی صبح وشام کے دعوؤں کا منہ چڑایا گیا۔ ملاحظہ ہو

"حضرت علیؓ نے جب اپنے ایک حریف پر
قابو پالیا تو فوراً اسے معاف کر دیا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فتح مکّہ کے موقع پر جب اپنے رفقاء کے
قاتلوں حقیقی چچا حضرت حمزہ کے ٹکڑے
ٹکڑے کرنے والوں اور الم انگیز مظالم کی
داستان رقم کرنے والے مشرکوں اور مکہ
سے بے پناہ ظلم وجبر کر کے مسلمانوں کو

نکال دینے والے دشمنوں پر فتح حاصل کی تو اعلان فرمایا

"آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں تم سب آزاد ہو"

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان اور ایمان کے دشمنوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا۔

لیکن ایران کے خمینی صاحب نے جب اپنے مخالفوں پر قابو حاصل کیا تو انہیں اپنے پیغمبرؐ اور امام کا کوئی قول اور عمل یاد نہ رہا، ان کی تعلیمات کو انہوں نے پرکاہ کے برابر اہمیت نہ دی اور جب عملاً انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے اسوہ حسنہ کا تمسخر اڑایا تو دنیا بھر کے ذی شعور طبقہ پر اسی وقت قول وفعل کے اس کھلے تضاد کی حقیقت آشکار ہوگئی۔

بیس ہزار اہل سُنّت کُردوں کا قتل

خمینی صاحب نے انقلاب کی پہلی سالگرہ تک جن ہزاروں افراد کو مشق ستم بنایا ان میں اکثریت اہل سنّت ہی کی تھی۔ ہر مخالف کو شاہ کے وفادار کا نام دے کر خصوصی فائرنگ اسکواڈ کے ذریعے گولیوں سے بھون دیا گیا، انتہائی مظلوم کئی ہزار سُنّیوں کو نہایت بے دردی سے ذبح کرکے بزعم خویش شیعیت کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کیا گیا۔

ایرانی علاقہ اصفہان اور کردستان میں ۹۵ فیصد آبادی اہل سنّت کی ہے یہاں کے سُنّی مدارس کے جید ترین علماء کو بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں ٹھونسا گیا، کئی علماء کو باغی قرار دے کر شہید کیا گیا۔

خمینی صاحب نے ایران کی پہلی سالگرہ تک اہل سنّت کے جن

مسلمانوں پر تیغ چلائی ان کی تعداد بیس ہزار ہے۔[1]

ورلڈ اسلامک مشن کے وفد کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں جو ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو تہران کی عالمی کانفرنس میں مدعو کیا گیا تھا۔

(۱) تہران میں پانچ لاکھ سُنّی مسلمان آباد ہیں مگر انہیں اپنی مسجد تعمیر کرنے کی ابھی تک اجازت نہیں ملی۔ جب عیسائیوں کے ۱۲ گرجے، ہندوؤں کے ۲ مندر یہودیوں کے ۲ اور مجوسیوں کے دو آتشکدے موجود ہیں مگر سُنّی مسلمان کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔

(۲) شاہ کے زمانے میں عیدین کی نماز سُنّی ایک پارک میں پڑھتے تھے مگر اب عید کے دن مسلح افواج کا پہرہ بٹھا کر انہیں نماز عید سے بھی حکومت نے روک دیا ہے۔

(۳) جمعہ کی نماز سنی مسلمان مجبوراً تہران یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں یا صرف پاکستانی سفارت خانہ میں جمعہ پڑھتے ہیں۔

(۴) سُنّی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ و اشاعت کے لیے نہ جلسہ کرسکتے ہیں نہ تنظیم بنا سکتے ہیں۔ پچھلے دنوں جماعت مرکزی اہل سنت پر ان کی تنظیم قائم ہوئی تھی جس کے لیڈر مولانا عبدالعزیز فاضل دیوبند تھے مگر خمینی حکومت نے اسے خلافِ قانون قرار دے دیا۔

(۵) مسلمانان اہل سنّت اپنی مذہبی کتابیں نہیں چھاپ سکتے شاہ کے زمانے میں پاکستان سے منگواتے تھے مگر خمینی حکومت نے اس پر بھی پابندی لگادی۔

(۶) ایران میں اہل سنّت کی ۳۵ فیصد آبادی ہے لیکن نام نہاد جمہوری حکومت میں ۲۷۰ ممبران پارلیمنٹ میں اہل سنّت کی تعداد صرف

[1] ندائے سنّت لکھنؤ بحوالہ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۱۴ اپریل ۱۹۸۴ء

۹ ہے جب کہ آبادی کے تناسب سے تہائی سے زائد ۱۴ ہونی چاہیئے ۔

(۷) انتظامیہ اور عدلیہ میں اہل سُنّت کا وجود بالکل صفر کے برابر ہے اہل سنت کا ایک نمائندہ بھی نہیں ہے ۔

(۸) زاہدان کے صوبہ میں ۹۵ فی صد سُنّی مسلمان ہیں مگر سرکاری سکولوں میں ۵۰۰ سو اساتذہ میں سے صرف ۳۴ سنی ہیں باقی سب شیعہ بھرتی ہے تاکہ سنی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی سے تبدیل کیا جا سکے ۔ سابق نصاب تعلیم بدل کر شیعہ عقائد پر نصاب مقرر کیا گیا ہے ۔ (منقول از ندائے سُنّت لکھنو بحوالہ ہفت روزہ نئی دنیا دہلی ۴ر اپریل ۱۹۸۳ء بعنوان ایران میں کیا دیکھا)

ایرانی ذرائع ابلاغ کے مطابق ایرانی انقلاب کے بعد سے لے کر ۱۹۸۴ء تک ۲۷۰۰ بڑے بڑے فوجی افسروں کو قتل کیا گیا ، فائرنگ اسکواڈ اور خصوصی ٹریبونل قائم کر کے ہر مخالف کو تہ تیغ کیا گیا ۔

ایران کے اس نام نہاد اسلامی انقلاب کی مذکورہ کارروائی سے ہر ناظر پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیئے کہ خمینی صاحب کا اقتدار اسلامیت کی بجائے چنگیزیت ، نفاق اور خلفائے راشدین صحابہ و اہلسنت دشمنی کا آئینہ دار ہے ۔

من گھڑت پروپیگنڈے سے کفر اسلام نہیں بن جاتا ۔ ظلم انصاف نہیں ہو جاتا ۔ اندھیرا اجالا نہیں کیا جا سکتا ۔

ایرانی بلوچستان میں اہلسنت پر کیا گزر رہی ہے ؟

مکران ——— ایران

اس کے لیے ہم ایرانی بلوچستان مکران کے اہل سنت کی طرف سے شائع ہونے ایک مضمون کا مکمل متن پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو

حمد اس خدا کی جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کے لیے ہے اور درود و سلام ہو سردار انبیاء اور اُن کے آل اور اصحاب پر جو دین کا پاس رکھتے ہیں اور اُن کے ازواج امہات المومنین پر (جو اُمت کی مائیں تھیں)

اس کے بعد ہم اُن مسلمانان عالم کی خدمت میں کچھ معروضات پیش کرتے ہیں جو مسلمانوں کے مسائل سے واقفیت اور آگاہی کے لئے اپنے دل میں جذبہ رکھتے ہیں اور ہم یہاں مثل ایک قطرہ از دریا بیان کرتے ہیں کیونکہ ہماری سرگزشت بہت ہی طویل ہے اور وقت کم ہے ۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کے دینی بھائی جو اپنے مذہب کے پابند اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و احکام پر عمل پیرا ہیں ، ایران کے اس علاقے میں آباد ہیں ، جو نہایت ہی خشک ترین اور پسماندہ علاقوں میں شمار ہوتا ہے اور فارسی نوآبادیاتی نظام کا ایک حصہ ہے اپنی زندگی ظلم و ستم کے سایہ میں گزار رہے ہیں ہم اس مختصر سی سرگذشت میں یہ وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے کہ ایرانی انقلاب کے بعد سے ہم مسلمانوں پر کس طرح مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ۔

جب ہم نے ایران میں اسلامی انقلاب کا مژدہ سنا تو ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں بڑی مسرت اور خوشی ہوئی تھی ، اس لئے کہ اس ایران میں ایک طویل عرصہ سے فساد و جرائم ظلم و ستم اور بدکاری زنا جیسے اعمال جاری تھے اور اس کے خاتمہ کے لئے یہ انقلاب انتہائی ضروری تھا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہماری مسرتوں کو سخت دھچکا لگا اور ایرانی انقلاب کے عزائم بالکل کھل کر سامنے آ گئے ، ایرانیوں نے جوان کے دل میں برسوں سے ہم سنیوں کے خلاف بغض نفرت اور حقارت کے جذبات رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے دل میں چھپا رکھا تھا … ہو گئے ہوا یہ کہ

جزیرہ "قشم" جو خلیج عرب کے بالکل ہی قریب ہے اور اس جزیرہ میں اہلسنت کی ایک مسجد بھی ہے ایرانیوں نے حملہ کر کے بہت سے نمازیوں کو شہید کیا۔ اس وقت سے بہت مسلمانوں کے سمجھ میں یہ بات آئی کہ یہ اسلامی انقلاب نہیں ہے بلکہ نہایت ہی متعصب شیعوں کا انقلاب ہے اور اس کا مقصد اہلسنت کی مسجدوں کو منہدم کرنا ہے۔

جب انقلاب کا دور جاری تھا تو وہاں بہت سی سُنی طلباء کی تنظیمیں تھیں جو نہایت ہی فعال اور متحرک تھیں اور وہ "زاہدان" ایران شہر، سردان وغیرہ میں خالص سُنی عقائد کی تشہیر میں سرگرم تھیں لیکن شیعہ حکام نے جن کا تعلق اثنی عشری سے تھا انہوں نے ان مسلم تنظیموں کو جن کی سربراہی سنی مکتبہ فکر کے ایک شیخ جناب دین محمد حسین زئی مرکزی جامع مسجد نور شہر سردان، "میں" سفتہ شباب اہل السنۃ کی سرپرستی بھی کر رہے تھے اور مذکورہ تنظیم کے زیر اہتمام، ہفتہ نوجوانان کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ بھی شائع ہوتا تھا۔ ختم کر دیا گیا اور جناب شیخ کو انقلابی گارڈ کے درندوں نے پکڑ کر مسلسل تین ماہ تک قید میں رکھا اور قید میں انہیں سخت اذیت دی گئی ان پر الزام لگایا گیا کہ وہ شیعہ اور سنی میں تفرقہ ڈال رہے ہیں اور اُن سے بالجبر یہ تحریر لی گئی کہ وہ آئندہ سے سنی عقیدہ کے لئے کوئی کام نہ کریں ورنہ انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

اور اس طرح زاہدان میں سنی نوجوانوں کی ایک تنظیم بنام (سازمان محمدی) زیر سرپرستی السید عبدالملک ملک زادہ کام کر رہی تھی اور اسی تنظیم کے زیر اہتمام ایک رسالہ انتشارات سازمان محمدی شائع ہوتا تھا جو اہلسنت کی ترجمانی کرتا تھا۔ حضرت عبدالملک ملازادہ شہر "سردان" سے زاہدان کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں بمقام "اسعد آباد" ایرانی انقلاب گارڈ کے غنڈوں نے ان کو بس سے اتار کر پس زندان کر دیا صرف اس جرم میں کہ وہ صرف اور صرف خدا پر یقین کامل اور غیر متزلزل ایمان رکھتے تھے اور وہ سنی العقیدہ تھے ایسے ہی ایک فعال تنظیم کے علماء اور نوجوان کا شہر "ایران شہر" میں زیر سرپرستی الشیخ ابراہیم دامنی کا ہے تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف تھا اور وہ ایام گرما میں اسکولوں کی تعطیلات کے زمانے میں طلباء کو لیکچر دیا کرتے تھے اور طلباء کو یہ مناقب صحابہؓ بالخصوص ان ہدایت یافتہ خلفاء راشدین جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میرے اصحاب سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو اُن کے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے ان

تمام علماء اور نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ابھی تک ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

ایسے ہی جناب جمعہ جناب حسین یار، جناب عبداللہ قادری جو کہ جمعیۃ وحدت اسلامی کے ممبر بھی تھے گرفتار کر لئے گئے اور باقی ماندہ لوگ اپنے ہمسایہ ملک پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور کر دیئے گئے اور ایسے ہی ایک اور تنظیم کا قیام "انجمن اسلامی دانشوروا موران و معلین بلوچ کے سرکردہ ممبران کو اپنے ساتھیوں سمیت جن میں جناب عبدالقادر دامنی جناب احمد حسین رئیس جناب حسن ایرندگانی زحن دے، جناب حسن اروند بھی شامل تھے گرفتار کر لئے گئے اور وہ تمام سنی تنظیمیں یکلخت ختم کر دی گئیں جو منطقہ مکران بلوچستان میں سرگرم عمل تھیں۔

اس وقت اس علاقہ میں شیعہ متعصبوں کی طرف سے سنی مسلم عوام پر دہشت اور خوف مسلط ہے ایک اور جید عالم دین شیخ عبدالعزیز اللہ یاری خطیب مسجد عنبر" بیر جند خراسان کو گرفتار کر لیا گیا اس لئے کہ ان کا تعلق سنی مسلمانوں سے تھا ان کا صریح جرم یہ تھا کہ وہ شیعہ حکام کے ذمہ داروں کو ان کی تعصب پسندی اور بدعنوانیوں پر برابر متنبہ کیا کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ اپنی ناجائز حرکات سے باز آؤ۔ لیکن یہ متنبہ کرنے پر تو انہیں خمینی قید خانوں میں سزا دی جا رہی ہے

"بندر عباس" میں اہلسنت کے جناب ضیائی جو کہ اسلامی یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور بندر عباس کے بڑی مسجد کے امام وخطیب ہیں اور ان کا شمار یہاں کے بڑے علماء میں ہوتا ہے ان کو ایرانی حکومت نے اپنی دیرینہ عداوت کی بناء پر گرفتار کر لیا ہے اور انہیں گرفتار ہوئے تقریباً سات ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے۔ (حسبنا اللہ ونعم الوکیل)

اسی طرح ایک بڑے دینی عربی مدرسہ دارشید" بندر لنگہ" کے فضیلت آب شیخ سلطان العلماء کو گرفتار کرنے کی تیاری کی جا رہی تھی کہ وہ ملک سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور وہ امارات عرب کے شہر دبئی میں تاحال مقیم ہیں۔

"بندر خمیر" میں بھی ایک عربی اسلامی مدرسہ تھا۔ جس کی سرپرستی شیخ عبدالباعث قطانی کر رہے تھے اور وہ اس علاقہ کے فعال شخصیت تھے لیکن جلد ہی انقلابی گارڈ کے غنڈے ان کو زبردستی فوج میں لازمی خدمت انجام دینے کے لئے پکڑ کے لے گئے اور وہ ابھی تک لاپتہ ہیں اور سنیوں کا یہ عظیم مدرسہ اسلام کی صحیح تعلیمات سے محروم ہو گیا۔

ہم یہاں مثال کے طور پر آپ کی توجہ ، میں شیعوں کے ان مظالم کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو حکومت امامیہ اثنا عشری استعماری نے اہلسنت پر روا رکھا ہے حکومت ابتداء میں اہل سنت کے مدارس کو امداد کے طور پر کچھ رقم دیا کرتی تھی لیکن بعد میں حکومت نے اعلان کیا کہ ہم اب یہ امداد بند کر رہے ہیں کیونکہ سنی مدارس امریکہ کے لئے کام کر رہے ہیں اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں اور زہدان کے سب سے بڑے عالم دین پر یہ الزام لگایا کہ یہ ایک فسادی آدمی ہیں لیکن جو مظالم انقلابی گارڈ کے غنڈے سنی مسلمانوں پر ڈھا رہے ہیں اس کا شمار حد سے باہر ہے اس کو نمونہ کے طور پر چند واقعات میں مسلمانان عالم کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ ایرانی مکران کے بلوچیوں پر ایرانی حکام کی طرف سے کس طرح ظلم کیا جا رہا ہے۔ انقلابی گارڈ والے اپنے کو انقلاب کا رب اعلیٰ تصور کرتے ہیں اور انہوں نے ہزارہا سنی مسلمانوں بالخصوص بلوچوں، کردوں کو بے گناہ قتل کیا اور بے شمار عورتوں مردوں، بچوں کو زندہ جلا دیا۔ انقلابی گارڈ کے غنڈے اہل سنت کی عورتوں، بچوں پر بلوچستان کردستان، صحرا ترکمن اور خلیجی بندرگاہوں اور ہذات خراسان میں مظالم برپا کر رکھا ہے اور سنی نوجوانوں کو اشتراکیت کی تہمت والزام لگا کر گرفتار کر لیا گیا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ایران میں کوئی اشتراکی نہیں ہے لیکن غالب اکثریت مسلمان نوجوانوں کی ہے اور یہی نوجوان اسی وقت سے قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں یہی خمینی کے انقلاب کا اصل مقصد ہے۔

ایک دینی رسالہ زیر سرپرستی رہبادر رندگی میں درج ہے کہ ہمارے انقلاب کا ضمنی مقصد سنی بلوچوں کو شیعہ بنانا ہے جو اثنا عشری عقیدہ رکھتے ہوں اور اس زمین میں ۹ فیصد اشخاص کو شیعہ اثنا عشری کر لیا گیا ہے اور آخری اور اصل مقصد ایران میں بلوچ کرد اور ترکمان کو شیعہ بنانا ہے اور جب ایران میں یہ مقصد حاصل ہو جائے تو تمام عالم کے مسلمانوں کو شیعہ بنایا جائے گا۔

اب سنی عوام کے سامنے سوائے ان تین راہ کے اور کوئی سبیل نہیں ہے۔

۱۔ مذہب شیعہ اثنا عشری قبول کریں یا اس کی مخالفت کریں۔

۲۔ یا انکار کی صورت میں قتل ہو جائیں یا فرار ہوں۔

۳۔ یا ایران میں قیدی بن کر اپنی باقی زندگی گزاریں۔

ہم اس وقت اپنے تمام سنی بھائیوں سے جو آمریت پسند دنیا میں آباد ہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ مظلوموں کے حق میں آواز بلند کریں جو ان کے خلاف شیعوں کی جانب سے جاری ہے اور ایران میں ہمارا اقتصادی استحصال کیا جا رہا ہے۔ ہمارے عقائد اور دین کو خطرہ لاحق ہے۔

ہم کب تک ان مظالم اور زیادتیوں کو جو اسلام کے نام پر جاری ہے برداشت کریں گے۔ اور اس کا مقابلہ کریں گے؟

خمینی انقلاب کا مقصد یہ ہے کہ صفوی دور حکومت کو پھر دوبارہ واپس لایا جائے تاکہ مذہب حقہ اہل سنت کے افراد جو کہ بلوچستان میں ہیں ان کو مٹا دیا جائے۔

میں پوچھتا ہوں کیا کہ اس انقلاب نے ان علاقوں میں اہل سنت کی تنظیموں کو نیست و نابود کر دیا ہے اور اہل سنت کے پیشوا علامہ احمد مفتی زادہ اور چار سو علماء اور نوجوانان اہل سنت شاہی قید خانہ "اوین" تہران میں مقید ہیں ۔ واضح طور پر یہ ایرانی انقلاب سوویت یونین کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے تاکہ لادینیت اور لا مذہبیت بلوچستان مکران اور کردستان میں پھیلائے اور مذہب اسلام کو ختم کرے خدا کی قسم ہم یہ نہیں سمجھ سکے کہ یہ ایرانی انقلاب کون سا اسلام لانا چاہتا ہے؟

جب کہ ہم اسلام کے نام پر قربان ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں ہم اسلام کے قطعی مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم شیعوں کے خلاف ہیں جن کے تخریبی عقائد سے حقیقی اسلام کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے ہم اشتراکیت کے خلاف ہیں اور ہم اس حدیث نبوی کے مفہوم کو سمجھتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جس کے زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ہم اختلاف نہیں چاہتے ہیں اختلاف ایرانی حکام کی جانب سے شروع ہوا ہے اور ایرانی حکام ہی پہل کرنے والے ہیں اور پہل کرنے والے کو ظالم کہا جاتا ہے ہم مظلوم ہیں ہم کوئی بیرونی طاقت کے لئے کام نہیں کر رہے نہ ہم کوئی سرمایہ دار ہیں ہم ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ظلم اور کفر نابود ہو جائے اور یہ لوگ کوئی چوری یا بغاوت کرنے والے کا تعاقب کرتے ہیں اور کوئی مسلمان بلوچ جیسا نہیں مل جاتا ہے یا نام میں کوئی مشابہت ہوتی ہے تو بغیر کسی تحقیق کے گولی مار کر ہلاک

کردیتے ہیں۔ اگر دشمنی کی بنا پر کوئی اپنے ہمسایوں پر غلط الزام عائد کردیتا ہے تو یہ انقلابی گارڈ کے غنڈے تقریباً آدھی رات کو ان کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور عورتوں پر دست درازی کی کوشش کرتے ہیں یا ان کو کسی طرح خائف کرتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے یہ کون سا اسلام ہے کہ بے سبب اور بے گناہ لوگوں پر ظلم کیا جائے ان کے مال واسباب اور ان کے نقدی پر قبضہ کیا جائے اور بے گناہوں کو خائف کیا جائے اور انہیں بے دردی سے قتل کردیا جائے۔

حصہ دوم

باب (۱)

جناب خمینی کے عقائد و نظریات

اپنی کتابوں کی روشنی میں

راقم کی یہ کتاب زیر ترتیب تھی کہ جناب خمینی کے بارے میں عالم اسلام کی ممتاز اور جید شخصیت حضرت مولانا منظور احمد نعمانی کا مضمون "الفرقان" ۱۹۸۴ء مارچ اور اپریل میں قسط وار آنا شروع ہوا۔ عقائد و نظریات کے باب کے لیے اپنی ترتیب سے ہٹ کر ہم نے حضرت نعمانی موصوف کے مضمون کو من و عن نقل کر دیا۔ چونکہ حضرت موصوف نے خمینی صاحب کی کتابوں میں "توضیح المسائل" "ولائیت فقیہہ اور اسلامی حکومت" اور "کشف الاسرار" ہی سے عبارتیں نقل کر کے نہایت اعلیٰ پیرائے میں تجزیہ پیش کیا ہے اور ہمارے پیش نظر بھی یہی کتابیں اس لیے الفرقان کے تمام شماروں کا مکمل مضمون اس باب میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے "کشف الاسرار" کے صفحات کا اصل فوٹو بھی شامل اشاعت کر دیا ہے۔

ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت

ہمارے اس زمانے میں پروپیگنڈہ کیسی غیر معمولی اور کتنی مؤثر طاقت ہے اور کسی غلط سے غلط بات کو حقیقت باور کرا دینے کی اس میں کس قدر صلاحیت ہے۔ اس کی تازہ مثال جو آنکھوں کے سامنے ہے وہ پروپیگنڈہ ہے جو موجودہ ایرانی حکومت کی طرف سے اپنے سفارت خانوں اور ایجنٹوں کے ذریعے امام روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی "خالص اسلامیت" اور اس سلسلہ میں اسلامی وحدت اور شیعہ سنی اتحاد کی دعوت کے عنوان سے کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے کانفرنسوں پہ کانفرنسیں بلائی جا رہی ہیں، جن میں دنیا بھر کے ملکوں سے ایسے نمائندے بلائے جاتے ہیں جن کے متاثر ہونے اور اپنے مقصد میں فائدہ اٹھانے کی توقع ہوتی ہے اس کے علاوہ مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں اور رسائل و اخبارات کا ایک سیلاب جاری ہے کم از کم راقم سطور نے اپنی ستر سالہ شعوری زندگی میں نہیں دیکھا کہ کسی حکومت یا کسی سیاسی پارٹی کی طرف سے ایسے وسیع پیمانے پر اور ایسا فنکارانہ اور موثر پروپیگنڈہ کیا گیا ہو ——— ہمارے اس دور کی حکومتیں زمانہ جنگ میں جس طرح اسلحہ اور دوسرے جنگی وسائل پر بے دریغ اور بے حساب دولت خرچ کرتی اور اس کے لئے حکومتی خزانے کا گویا منہ کھول دیتی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ ایرانی حکومت اسی طرح اس پروپیگنڈے پر ملک کی دولت پانی کی طرح بہا رہی ہے۔ اسی مہینے مارچ کے شروع میں ضلع مُرادآباد کے دیہات کے ایک صاحب کسی ضرورت سے لکھنؤ آئے راقم سطور سے بھی ملے انھوں نے بتایا کہ ہمارے علاقے میں گاؤں گاؤں اس سلسلہ کا لٹریچر پہنچ رہا ہے

[1] [illegible] لکھنؤ [illegible]
[2] چونکہ ایرانی انقلاب سے [illegible] خمینی صاحب [illegible] ہیں اس لئے ہم نے بھی ان کے احساسات کا لحاظ [illegible] یہ لفظ [illegible] مناسب سمجھا ہے [illegible] معلوم ہو جائے گا

بارش کی [illegible] ہونے والے اس لٹریچر اور اس پروپیگنڈے سے کلمۂ اسلام کی سربلندی اور "اسلامی حکومت" کے قیام کی تمنا اور خواہش رکھنے والے ہر اُس شخص کا متاثر ہونا فطری بات ہے جو شیعیت اور شیعیت کی تاریخ سے اور اس وقت کے ایران کے اندرونی حالات اور وہاں کی سنی آبادی کی حالت زار سے، امام روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی اُس فکری و مذہبی بنیاد سے واقف نہ ہو جو خود امام خمینی نے اپنی تصانیف خاص کر اپنی کتاب "ولایۃ الفقیہ او الحکومۃ الاسلامیہ" میں پوری وضاحت سے بیان کی ہے — یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی بنیاد ہے ——— اور اس کتاب کو بھی صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے جو شیعیت سے واقف ہو اور اُس نے مذہب شیعہ کا مطالعہ کیا ہو۔

اس موقع پر راقم سطور اس واقعی حقیقت کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ ہمارے عوام اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات اور صحافیوں، دانشوروں کا کیا ذکر، ہم جیسے لوگ جنہوں نے دینی مدارس اور دارالعلوموں میں دینی تعلیم حاصل کی ہے اور "عالم دین" کہے اور سمجھے جاتے ہیں، عام طور سے شیعہ مذہب کے بنیادی اصول و عقائد سے بھی واقف نہیں ہوتے، سوائے اُن کے جنہوں نے کسی خاص ضرورت سے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو — خود اس عاجز راقم سطور کا حال یہ ہے کہ اپنی مدرسی تعلیم اور اس کے بعد تدریس کے دور میں بھی شیعہ مذہب سے میں اُس سے زیادہ واقف نہیں تھا جتنا ہمارے عام پڑھے لکھے لوگ واقف ہوتے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس کو واقفیت سمجھنا ہی غلط ہے ——— پھر ایک وقت آیا کہ بعض اُن علمائے اہل سنت کی کتابوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوا جنہوں نے مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کو اچھی طرح دیکھ کے اس موضوع پر لکھا ہے، ان میں مولانا قاضی احتشام الدین مُرادآبادی علیہ الرحمہ کی کتاب "نصیحۃ الشیعہ" خاص طور پر قابل ذکر ہے، اس موضوع پر سب سے پہلے یہی کتاب راقم سطور کے مطالعہ میں آئی تھی، یہ اب سے کچھ کم سو سال پہلے کی تصنیف ہے اس کا انداز بیان سنجیدہ و متین ہونے کے ساتھ بڑا دلچسپ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اس موضوع پر کبھی کبھی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی علیہ الرحمہ کی بعض تصانیف بھی مطالعہ میں آئیں۔ اس کے بعد میں سمجھنے لگا تھا کہ شیعہ مذہب سے میں واقف

ہوگیا —— لیکن جب حال میں ایرانی انقلاب کے سلسلہ کے اس پروپیگنڈے کو جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے اثرات کو دیکھ کر اس موضوع پر لکھنے کا داعیہ پیدا ہوا اور میں نے اس کو دینی فریضہ سمجھا تو شیعیت سے ذاتی اور براہِ راست واقفیت کے لئے میں نے مذہب شیعہ کی بنیادی اور مستند کتابوں کا اور خود امام خمینی کی تصانیف کا مطالعہ ضروری سمجھا چنانچہ گزشتہ قریباً ایک سال میں —— اس حالت میں کہ عمر اسّی سے متجاوز ہو چکی ہے اور اس عمر میں ظاہری و باطنی قویٰ میں جو ضعف و اضمحلال فطری طور پر پیدا ہو جانا چاہیے وہ پیدا ہو چکا ہے، اس کے علاوہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض بھی ہوں اور اس کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت بہت متاثر ہو گئی ہے بہر حال اسی حالت میں —— ان کتابوں کے کئی ہزار صفحات پڑھے اور اب معلوم ہوا کہ میں شیعہ مذہب کے ۱/۴ حصّے سے بھی واقف نہیں تھا اور اس مطالعہ ہی سے یہ بات سامنے آئی کہ امام خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی حقیقت و نوعیت کو شیعیت سے اچھی واقفیت کے بغیر نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ مذہب شیعہ کا بنیادی عقیدہ "امامت" اور امام آخر الزماں (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کا شیعی عقیدہ و نظریہ ہی اس انقلاب کی اساس و بنیاد ہے۔

اس موقع پر راقم سطور اس حقیقت کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہے کہ مذہب شیعہ سے ہمارے علمائے اہلسنت کے واقف نہ ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں —— اور جہاں تک اس عاجز کی واقفیت اور مطالعہ ہے دُنیا کے ادیان و مذاہب میں سے صرف شیعہ مذہب میں —— اپنے دین و مذہب کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا سخت تاکیدی حکم ہے —— اس سے ہماری مراد شیعہ مذہب کی وہ خصوصیت اور وہ تعلیم نہیں ہے جو "تقیہ" کے عنوان سے عوام میں بھی معروف ہے، بلکہ تقیہ سے الگ یہ مستقل باب ہے اور کتب شیعہ اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں اس کا "کتمان" ہے جس کے معنی چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں اور تقیہ کا مطلب ہوتا ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا —— ان دونوں کا تفصیلی بیان اور ان کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات انشاء اللہ اس مقالہ میں بھی اپنے موقع پر ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے[1]

فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں نکاح یا ردّۃ کے ابواب میں شیعوں کے بارے میں جو لکھا گیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک نہیں رہتا کہ ان کے واجب الاحترام مصنفین کی نظر سے شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں بالکل نہیں گزریں اس لئے شیعوں کے بارے میں انہوں نے وہی باتیں لکھی ہیں جو مشہور عام تھیں یا تاریخ کی کتابوں میں جن کا کچھ تذکرہ کیا گیا ہے —— فتاویٰ عالمگیری جو اب سے قریباً تین سو سال پہلے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ حکومت میں فقہ کے ماہر علماء و اصحاب فتویٰ کی ایک جماعت نے مرتب کیا تھا اُس کے مطالعہ سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے ——

اور علامہ ابن عابدین شامی جن کا زمانہ اب سے قریباً صرف ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے اُن کی کتاب "ردالمحتار" جو فقہ حنفی کی مستند ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے اس میں بھی شیعوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اُس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی کتابیں ان کی نظر سے بھی نہیں گزریں —— اس سے زیادہ عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام ربّانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے (جن کا زمانہ اب سے قریباً چار سو سال پہلے کا ہے) اپنے بیسیوں مکتوبات میں مذہب شیعہ اور شیعوں کے بارے میں کلام فرمایا ہے اس کے علاوہ اس موضوع پر ان کا فارسی زبان میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے جو انہوں نے علمائے ماوراء النہر کی تائید میں لکھا تھا، یہ رسالہ "ردِ روافض" کے نام سے اُن کے مجموعہ مکتوبات کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے، ان سب کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو بھی نہیں ملی تھیں ——

پھر اس کے قریباً ایک صدی بعد بارھویں صدی ہجری کے وسط میں جب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

---

[1] ناظرین کرام کتمان کی تاکید کے سلسلہ میں اُن کے امام معصوم امام جعفر صادقؒ کا ایک ارشاد یہاں بھی ملاحظہ فرمالیں —— مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب "اصول کافی" میں ان کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

انكم على دين من كتمه اعزه الله ومن اذاعه اذله الله	تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمائے گا اور جو کوئی اس کو شائع اور ظاہر کرے گا، اللہ اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔
(اصول کافی ص ۴۸۴ طبع لکھنؤ)	

کا قیام مدینہ منورہ میں تھا تو انہوں نے اپنے استاد شیخ ابوطاہر کردی رحؒ کی فرمائش پر حضرت مجدد کے اس رسالہ "ردروافض" کا عربی ترجمہ کیا اور اس طرف سے جابجا تعلیقات بھی لکھیں[1] اس کے علاوہ شاہ صاحب نے شیعیت کے خلاف مذہب اہل سنت کے اثبات میں دو ضخیم کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو مشہور و معروف اور مطبوع ہیں ——— ازالۃ الخفا اور قرۃ العینین ——— اور یہ دونوں کتابیں شاہ صاحب کی وسعت علم، دقت نظر اور قوت استدلال کا آئینہ ہیں ——— لیکن ان سب چیزوں کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں "الجامع الکافی" وغیرہ جن کے مطالعہ کے بغیر مذہب شیعہ سے پوری واقفیت نہیں ہوسکتی، ان کو بھی نہیں مل سکیں ———

ہمارے نزدیک ایسا اسی وجہ سے ہوا کہ ان کتابوں کی طباعت کے دور سے پہلے یہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء کے پاس ہی ہوتی تھیں اور وہ اپنے ائمہ معصومین کے تاکیدی حکم کتمان کی تعمیل میں دوسروں کو نہیں دکھلاتے بلکہ ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے تھے ——— اس دور میں علمائے اہل سنت میں سے بعض خاص ہی حضرات اپنی غیر معمولی کوششوں سے ان کتابوں کو کسی طرح پاسکے، ان میں شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے "تحفۂ اثنا عشریہ" کے مصنف شاہ عبدالعزیز بھی ہیں ——— بعد میں جب دینی مذہبی کتابیں پریس کے ذریعے چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں کی سوائے ان چند حضرات کے جن کو اپنے مخصوص مقامی حالات یا کسی خاص وجہ سے ان کے مطالعہ کی ضرورت کا احساس ہوا، انہوں نے مطالعہ کیا اور پھر اپنی تصنیفات کے ذریعہ دوسروں کو بھی واقف کرانے کی کوشش کی، لیکن یہ افسوسناک واقعہ ہے کہ ہمارے علمی حلقوں میں ان تصنیفات سے بھی بہت کم فائدہ اٹھایا گیا اسی لئے ایسا ہے کہ ہمارے اس دور کے علمائے اہلسنت میں بھی شاذو نادر

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ عربی رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا تھا، مختلف کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے تھے ابھی حال میں مولانا ابوالحسن زید دہلوی نے بڑے اہتمام سے اس کو شائع کیا ہے اس کے ساتھ حضرت مجدد کا اصل فارسی رسالہ "ردروافض" بھی شامل ہے اس کا نام "المجموعة السنیة" ہے "شاہ ابوالخیر اکیڈمی" شاہ ابوالخیر مارگ دہلی سے طلب کیا جا سکتا ہے، کتب خانہ الفرقان سے بھی طلب فرمایا جا سکتا ہے۔ (مینجر کتب خانہ الفرقان لکھنؤ)

ایسے حضرات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے بارے میں ایسی واقفیت ہو جس کو واقفیت کہا جا سکے ——— اور جب علماء کا یہ حال رہا تو ہمارے عوام اور آج کی صحافی اصطلاح میں "دانشور" کہلانے والے حضرات کا کیا ذکر اور کسی سے کیا شکایت!

اس عام ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب روح اللہ خمینی صاحب کی قیادت میں ایران میں یہ انقلاب برپا ہوا، اور انہوں نے اس کو "اسلامی انقلاب" کا نام دے کر اور پورے عالم اسلام بلکہ پوری دنیا میں یہی انقلاب برپا کرنے کا نعرہ لگا کر اپنا ساتھ دینے کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو پکارا اور اس کے لئے پروپیگنڈے کے وہ سب رسائل و وسائل استعمال کئے جن کا اوپر ذکر کیا گیا تو یہ بات معلوم اور آشکارا ہونے کے باوجود کہ امام خمینی نہ صرف یہ کہ شیعہ ہیں بلکہ شیعوں کے اس درجہ کے مذہبی پیشواؤں میں ہیں جن کو "آیۃ اللہ" کہا جاتا ہے، ہندو پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں کے بھی ایک خاص ذہن رکھنے والے حلقوں کی طرف سے ایسے جوش و خروش سے اس کا استقبال اور خیر مقدم کیا گیا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان حضرات کے نزدیک اس انقلاب کے نتیجہ میں ایران میں عہد نبوی اور خلافت راشدہ کے نمونے کی "حقیقی اسلامی حکومت" قائم ہوگئی ہے جس کے ولی الامر، امیر المومنین، امام روح اللہ خمینی ہیں۔ پھر اس انقلاب اور خمینی صاحب کی یادگار میں اخباروں رسالوں کے خاص نمبر نکالے گئے ان میں نظم اور نثر میں خمینی صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے زمین و آسمان کے جو قلابے ملائے گئے اور عام قارئین کے دلوں میں ان کی عظمت و تقدس کا جو نقش قائم کرنے کی کوشش کی گئی اس کا کچھ اندازہ ان نمبروں کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

٥

پھر یہ حلقے چونکہ اہل سنت ہی میں شمار ہوتے ہیں اور خاص کر ان جدید تعلیمیافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد جن کو آج کل "اسلام پسند" کہا جاتا ہے ان کے معروف زعما اور قائدین کو دین کا رازداں اور دینی رہبر سمجھتی ہے اس لئے ان کے اس رویہ سے ان بیچاروں کا یہ عقیدہ بن گیا ہے کہ آیۃ اللہ روح اللہ خمینی اس وقت اسلام اور عالم اسلام کے گویا امام ہیں۔ ابھی حال میں پٹنہ سے شائع ہونے والا اس نوجوان طبقہ کا ترجمان ایک ماہنامہ نظر سے گزرا اس سے اندازہ ہوا کہ اس طبقے کا ذہنی ضلال و فساد کس حد تک پہنچ چکا ہے۔

اس سبب کے باوجود راقم سطور یہی سمجھتا ہے کہ ان حلقوں کی طرف سے یہ جو کچھ ہوا شیعیت امام خمینی کی شخصیت خاص کر ان کی مذہبی حیثیت اور ان کے برپا کیے ہوئے انقلاب کی نوعیت و حقیقت سے ناواقفی کے ساتھ "حبك الشئ يعمي ويصم" کے فطری قانون کے مطابق اسلامی حکومت کی تمنا اور اس کے بے تابانہ اشتیاق کے نتیجہ میں ہوا اس لئے اس عاجز نے اپنا دینی فریضہ اور ان دینی بھائیوں اور عزیزوں کا اپنے پر حق سمجھا کہ ——— امام خمینی اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی نوعیت و حقیقت اور شیعیت، خاص کر اس کی اصل بنیاد مسئلہ امامت سے ان حضرات کو اور عام مسلمانوں کو واقف کرنے کی اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی جائے کہ دراصل یہی مسئلہ امامت اس ایرانی انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے ——— ہم پہلے امام خمینی صاحب کے برپا کئے ہوئے انقلاب کے بارے میں عرض کریں گے، اس کے بعد خمینی صاحب کی شخصیت اور ان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں، اور آخر میں شیعیت کے بارے میں جو ضرورت کے مطابق کسی قدر مفصل اور طویل ہوگا۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۰

ایرانی انقلاب کی نوعیت

خمینی صاحب کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کی نوعیت کو سمجھنے اور اس کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لیے سب سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ اس طرح کا انقلاب نہیں ہے جیسے صحیح یا غلط، اچھے یا برے حکومتی انقلابات دنیا کے ملکوں، خاص کر اسلامی ممالک میں سیاسی نظریات کے اختلاف یا صرف اقتدار کی ہوس یا اسی طرح کے دوسرے عوامل و محرکات کی بنیاد پر ہوتے رہے یا ہوتے رہتے ہیں ——— خمینی صاحب کا برپا کیا ہوا یہ انقلاب مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد **عقیدۂ امامت** اور اسی سلسلہ کے دوسرے عقیدے **امام آخر الزماں** (**مہدی منتظر**) کی **غیبت کبریٰ** اور اس **غیبت کبریٰ** کے زمانے میں **ولایت فقیہ** کے اس نظریے کی بنیاد پر برپا ہوا ہے جس کو خمینی صاحب نے مذہب شیعہ کی مختلف کتب حدیث کی بہت سی روایات سے استدلال کرتے ہوئے اسی کتاب "ولاية الفقيه او الحكومة الاسلامية" میں پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یہی اس کتاب کا موضوع اور مدعا ہے ——— اور خمینی صاحب کی یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے ——— لیکن اس کو سمجھنے کے لیے شیعیت خاص کر اساس وفساد عقیدۂ امامت سے واقف ہونا ضروری ہے، اس لیے اپنے ناظرین کو اس عقیدہ سے متعارف اور واقف کرانے کے لیے پہلے اس عقیدہ ہی کے بارے میں اجمال و اختصار کے ساتھ کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ واللہ الموفق

عقیدہ امامت کا اجمالی بیان

مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات سے گویا انہی کی زبان سے مسئلہ امامت کا تفصیلی بیان تو انشاء اللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آگے اپنے

مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے، یہاں تو صرف اتنا عرض کردینا اس وقت کے مقصد کے لیے کافی ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک جس طرح نبی و رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں (امت یا قوم ان کا انتخاب نہیں کرتی) اسی طرح نبی کے بعد ان کے جانشین و خلیفہ امام بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں۔ وہ نبی ہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں اور نبی و رسول کی طرح ان کی اطاعت امت پر فرض ہوتی ہے۔ ان کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے سب نبیوں سے بالاتر ہوتا ہے۔ وہی امت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہوتے ہیں، اور امت پر بلکہ ساری دنیا پر حکومت کرنا اُن کا اور صرف ان کا حق ہوتا ہے، ان کے علاوہ جو بھی حکومت کرے وہ غاصب و ظالم اور طاغوت ہے (خواہ وہ قرن اوّل کے ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ (رضی اللہ عنہم) ہوں یا اُن کے بعد کے زمانوں کے خلفا و سلاطین اور ملوک یا ہمارے زمانے کے ارباب حکومت بہرحال مذہب شیعہ کے اس بنیادی عقیدۂ امامت کی رو سے یہ سب غاصب و ظالم اور طاغوت ہیں۔ حکومت صرف اللہ تعالیٰ کے نامزد کیے ہوئے ائمہ معصومین کا حق ہے) اور جس طرح نبی پر ایمان لانا اور اس کو نبی ماننا شرط نجات ہے۔ اسی طرح ان اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اور ان کو اللہ کا مقرر کیا ہوا امام معصوم اور حاکم ماننا بھی نجات کی شرط ہے ــــــ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے اس دنیا کے خاتمہ تک یعنی قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارہ امام نامزد ہیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نامزد فرمایا ہے ــــــ پہلے امام حضرت علی مرتضیٰ تھے ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن ان کے بعد کے لیے اُن کے چھوٹے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہم پھر ان کے بعد انہی کی اولاد سے ترتیب وار نو اور حضرات امام ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوا امام و خلیفہ ــ امت کا دینی و دنیوی سربراہ و حاکم تھا (اگرچہ حالات کی ناسازگاری سے ایک دن کے لیے بھی ان کو حکومت حاصل نہ ہوسکی ہو۔)

ان میں سے پہلے گیارہ امام حضرت علی مرتضیٰ سے لیکر گیارہویں امام حسن عسکری تک ــــــ اس دنیا میں جاری اللہ تعالیٰ کے عام نظام موت و حیات کے مطابق وفات پاگئے۔ گیارہویں امام حسن عسکری کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی (جس پر قریباً ساڑھے گیارہ سو سال گزر چکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے (اور یہ ان کے بنیادی عقائد میں اور جزو ایمان ہے) کہ ان کے ایک بیٹے صغر سنی ہی میں معجزانہ طور پر غائب ہوگئے اور سُرّ مَن رّای کے ایک غار میں رُوپوش ہوگئے، اب قیامت تک انہی کی امامت اور حکومت کا زمانہ ہے، اس پوری مدت تک کے لیے وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیے ہوئے امام زماں اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہیں۔

شیعہ صاحبان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اُن کے غائب اور غار میں روپوش ہوجانے کے بعد چند سال تک ان کے خاص محرم راز سفیروں کی ان کے پاس خفیہ آمد و رفت بھی ہوتی تھی، ان کے ذریعہ ان کے پاس شیعہ حضرات کے خطوط اور درخواستیں بھی پہنچتی تھیں اور انہی کے ذریعہ ان کے جوابات بھی آتے تھے ــــــ مذہب شیعہ کی کتابوں میں اس چند سالہ زمانے کو **غیبت صغریٰ** کا زمانہ کہا گیا ہے۔ اس کے بعد سفیروں کی آمد و رفت کا یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا اور امام غائب سے رابطہ قائم کرنے کا کسی کے لیے بھی کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ (اس کو اب گیارہ سو سال ہوچکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ وہ اسی طرح روپوش ہیں اور کسی وقت (جو اُن کے ظہور کے لیے مناسب ہوگا) غار سے نکل کر تشریف لائیں گے ــــــ جب بھی ایسا وقت آئے ــــــ اس وقت تک کا زمانہ شیعہ حضرت کی خاص اصطلاح میں **غیبت کبریٰ** کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ مذہب شیعہ کی رو سے یہ عقیدۂ امامت، توحید، رسالت اور عقیدۂ آخرت کی طرح اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس کے نہ ماننے والے توحید رسالت و آخرت کے منکرین ہی کی طرح غیر مومن، غیر ناجی اور جہنمی ہیں ــــــ جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے اس کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے ائمہ معصومین

کے ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اپنے موقع پر اسی مقالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے

اس وقت تو عقیدہ امامت اور امام آخر الزماں کی غیبت کبریٰ کا یہ اجمالی بیان صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ امام خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کو اس کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا تھا ــــ اسی لیے ہم نے اس عجیب و غریب عقیدہ پر یہاں کوئی تنقید بھی نہیں کی ہے، صرف وہ بیان کر دیا ہے جو ان حضرات کا مسلّم عقیدہ ہے اور مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور اُن کے ائمہ معصومین کے ارشادات سے معلوم ہوا ہے۔

"الحکومۃ الاسلامیۃ" کی روشنی میں ایرانی انقلاب کی بنیاد

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے خمینی صاحب کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیۃ" ان کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بارہویں اور آخری امام (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کے اس زمانے میں جس پر ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں اور بقول امام خمینی ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال کا زمانہ اسی طرح اور گزر جائے۔ فقہاء یعنی شیعہ مجتہدین کا حق بلکہ ان کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخر الزماں (امام غائب) کے نائب اور قائمقام کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کریں اور جب ان مجتہدین میں کوئی ایسا فرد جو اس کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو اس مقصد کے لیے اٹھ کھڑا ہو اور جدوجہد کرے تو وہ معاشرے اور حکومت سے متعلق معاملات میں امام ہی کی طرح بلکہ خود نبی و رسول کی طرح واجب الاطاعت ہوگا۔ اسی کتاب میں ولایۃ الفقیہ کا عنوان قائم کر کے خمینی صاحب نے لکھا ہے۔

واذا نهض بامر تشكيل الحكومة فقيه عالم عادل فانه يلي من امور المجتمع ما كان يليه النبي (ص) منهم، و يجب على الناس ان يسمعوا له و يطيعوا. ويملك هذا الحاكم من امر الادارة والرعاية والسياسة للناس ما كان يملكه الرسول (ص) وامير المومنين (ع)

الحكومة الاسلامية ص ۴۹

اور جب کوئی فقیہ (مجتہد) جو صاحب علم ہو عادل ہو حکومت کی تشکیل و تنظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے "معاملات" میں سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سمع و طاعت واجب ہوگی۔ اور یہ صاحب حکومت فقیہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام مالک و مختار تھے۔

نیز اسی کتاب میں آگے امام خمینی نے ایک موقع پر تحریر فرمایا ہے۔

ان الفقهاء هم اوصياء الرسول (ص) من بعد الائمة وفي حال غيابهم وقد كلفوا بالقيام بجميع ما كلف الائمة (ع) بالقيام به

ص ۷۵

فقہا (یعنی مجتہدین ائمہ معصومین کے بعد اور ان کی غیبت کے زمانے میں رسول خدا کے نائب ہیں اور وہ مکلف ہیں اُن سب امور و معاملات کی انجام دہی کے جن کی انجام دہی کے مکلف ائمہ

غرض امام خمینی کے ذریعہ ایران میں جو انقلاب برپا ہوا اس کی یہی مذہبی اور فکری بنیاد ہے، اور اُن کی حیثیت دوسرے ملکوں کے قائدین انقلاب اور سربراہان حکومت کی نہیں بلکہ

لہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

لہ (حاشیہ صفحہ گذشتہ) امام خمینی نے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں لکھا ہے:

قد مر على الغيبة الكبرى لامامنا المهدي اكثر من الف عام وقد تمر الوف السنين قبل ان تقتضي المصلحة قدوم الامام المنتظر

ص ۲۷

ہمارے امام مہدی کی غیبت کبریٰ پر ایک ہزار سال سے زیادہ گزر چکے اور ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال اُس وقت کے آنے سے پہلے اور گزر جائیں جب مصلحت کا تقاضا اُن کے ظہور کا ہو اور وہ تشریف لائیں۔

مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد عقیدۂ امامت اور امام آخرالزمان کی غیبت کبریٰ اور اس غیبت کبریٰ کے زمانے میں "ولایتِ فقیہ" کے اصول و نظریہ کی بنیاد پر وہ شیعوں کے بارہویں امام معصوم (امام غائب) کے قائم مقام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور اس حیثیت سے امام اور نبی ہی کی طرح واجب الاطاعت ہیں، اور ان کے سارے اقدامات اور ان کی ساری کارروائیاں اسی حیثیت سے ہیں ـــــ جہاں تک ہمارا مطالعہ اور ہماری اطلاع ہے انہوں نے اپنی اس حیثیت پر پردہ ڈالنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی ہے اور ان کی اس حیثیت کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ پورے عالم اسلام بلکہ ساری دنیا کو اپنے زیر حکومت اور تحتِ اقتدار لانے کی جد وجہد کریں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ امام خمینی نے "ولایۃ الفقیہ" کے نظریہ کے بارے میں (جو اس انقلاب کی بنیاد ہے) جو کچھ "الحکومۃ الاسلامیہ" میں لکھا ہے اس میں پوری صفائی کے ساتھ اس کا اظہار ہے کہ اس نظریہ کی بنیاد پر صرف وہ شیعہ مجتہد ہی امت کا امام و سربراہ حکومت ہو سکے گا جو عقیدۂ امامت اور امام آخرالزمان کی دنیا میں موجودگی اور گیارہ سو سال سے ان کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں "ولایت فقیہ" کے نظریے کو بھی تسلیم کرتا ہو۔

کیا اس کے بعد اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش ہے کہ اس انقلاب کو "خالص اسلامی انقلاب" کہنا اور اجتماعات اور کانفرنسوں میں "ثورۃ اسلامیہ لاشیعیۃ ولاسنیۃ" کے نعرے لگوانا ایسا فریب ہے جس میں صرف وہی لوگ مبتلا ہو سکتے ہیں جنہوں نے اس انقلاب کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کی بھی کوشش نہ کی ہو ـــــ حالانکہ جیسا کہ عرض کیا گیا خود امام خمینی کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" کا مطالعہ ہی اس کے لیے کافی ہے۔

ایرانی انقلاب کی نوعیت کے بارے میں ہم اتنا ہی عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اس کے بعد خمینی صاحب کی شخصیت بالخصوص ان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں اختصار ہی کے ساتھ وہ عرض کرتا ہے جو ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔

کسی تحریک خاص کر کسی انقلاب کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لیے اسکے

ان کے نظریات و معتقدات کا جاننا جیسا ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس طرف سے غفلت وہی شخص جائز سمجھ سکتا ہے جس کے نزدیک ایمان اور عقیدے کی کوئی اہمیت نہ ہو وہ بس حکومت اور اقتدار ہی کو دین و ایمان سمجھتا ہو۔

ابھی نصف صدی بھی نہیں گزری ہے کہ ہمارے ملک میں علامہ عنایت اللہ مشرقی اور ان کی خاکسار تحریک کا غلغلہ بلند تھا، ان کا فلسفہ اور ان کی دعوت یہی تھی کہ مادی قوت اور اقتدار و حکومت ہی حقیقی ایمان و اسلام ہے اور اسی بنا پر ہمارے اس زمانے میں "مومنین صالحین" کا مصداق وہ یورپین اقوام ہیں جن کے پاس قوت و اقتدار ہے، ان کی ضخیم کتاب "تذکرہ" جو ان کی دعوت و تحریک کی بنیاد تھی اس میں اسی نظریہ اور فلسفہ کو قرآن پاک سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی ـــــ ہم میں سے جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے ان کو یاد ہوگا کہ ایک خاص ذہن رکھنے والا نوجوان طبقہ کیسے جوش و خروش سے ان کی دعوت پر لبیک کہہ رہا تھا اور ان کے لشکر میں شامل ہو رہا تھا ـــــ دراصل ملت میں ایسے لوگوں کا وجود ہمارے لیے سامان عبرت ہے۔

باب ۲

امام خمینی اپنی تصانیف میں

امام روح اللہ خمینی صاحب تصانیف عالم ہیں، مجھے ان کی دو کتابیں[1] دستیاب ہو سکیں جو ان کی تصانیف میں خاص اہمیت رکھتی ہیں ـــــ ایک "الحکومۃ الاسلامیہ" جن کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ان کی انقلابی تحریک و دعوت کی بنیاد ہے اور ان کی شخصیت اور مذہبی معتقدات کو جاننے کے لیے بھی بڑی حد تک یہی کتاب کافی ہے ـــــ دوسری کتاب "تحریر الوسیلہ" یہ غالباً ان کی سب سے بڑی تصنیف ہے۔ اس کا موضوع فقہ ہے، یہ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ہے، ہر جلد کے صفحات ساڑھے چھ سو کے قریب ہیں۔ یہ بلاشبہ اپنے موضوع پر بڑی جامع اور مبسوط کتاب ہے۔ طہارت یعنی استنجا اور غسل و وضو سے لیکر وراثت تک کے تمام فقہی ابواب پر حاوی ہے۔ زندگی

[1] تیسری کتاب کشف الاسرار کا ذکر اگلی قسطوں میں آئے گا۔

میں جو مسائل لوگوں کو پیش آتے ہیں راقم سطور کا خیال ہے کہ ان میں کم ہی ایسے ہوں گے جن کا جواب مذہب شیعہ کی رو سے اس کتاب میں نہ مل سکے، طرزِ بیان بہت ہی صاف اور سلجھا ہوا ہے بلاشبہ ان کی یہ تصنیف اپنے مذہب میں اُن کے علمی تبحر اور بلند مقامی کی دلیل ہے۔

خمینی صاحب کے جو نظریات و معتقدات اُن کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوئے ہیں وہ انہی کی عبارتوں اور انہی کے الفاظ میں ان صفحات میں ناظرین کے سامنے پیش کیے جارہے ہیں ——— مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات نہیں جانتے اور اس لاعلمی کی وجہ سے ان کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ جان لیں ———

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ○

اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی صاحب کے معتقدات

اس سلسلہ میں پہلی اصولی اور جامع بات تو یہ ہے کہ امام خمینی شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ کے بلند پایہ مجتہد اور امام و پیشوا ہیں اس لیے مسئلہ امامت اور ائمہ کے بارے میں اثنا عشریہ کے جو مخصوص عقائد و نظریات ہیں، جو ان کے نزدیک جزو ایمان ہیں وہ سب امام خمینی صاحب کے بھی معتقدات ہیں اور ایک راسخ العقیدہ اور راسخ العلم شیعہ مجتہد کی طرح وہ ان پر ایمان رکھتے ہیں ——— ناظرین کرام انشاءاللہ ان عقاید و نظریات کو پوری تفصیل کے ساتھ اسی مقالہ میں آگے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا جائے گا وہ مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی عبارات اور ان کے "ائمہ معصومین" کے ارشادات ہوں گے ہم صرف ان کو نقل کریں گے اور اپنے ناظرین کے لیے اردو ترجمہ کی خدمت انجام دیں گے۔ اسی سے امام خمینی کے معتقدات کسی قدر تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ناظرین کو معلوم ہو سکیں گے۔ اس وقت تو ہم خود ان کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیۃ" ہی سے (جو ان کی انقلابی تحریک دعوت کی بُنیاد ہے) اپنے ائمہ کے بارے میں ان کے چند معتقدات ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

کائنات کے ذرہ ذرہ پر ائمہ کی تکوینی حکومت

"الحکومۃ الاسلامیہ" میں "الولایۃ التکوینیۃ" کے زیرِ عنوان خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

فان للامام مقاماً محموداً ودرجة	امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور
سامیةً وخلافة تکوینیة تخضع	ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ
لولایتها وسیطرتها جمیع	کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار
ذرات الکون ص۵۲	کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے[1]

ائمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بالاتر

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اور اسی سلسلہ کلام میں خمینی صاحب آگے فرماتے ہیں :

وان من ضروریات مذهبنا	اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ)
ان لا یبلغ احد مقامهم ملکٌ	کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے
مقرب ولا نبی مرسل ص۵۲	یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ

معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا۔

[1] ۔ اس وقت ہمارا مقصد امام خمینی اور ان کے فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد سے ناواقفوں کو صرف واقف کرانا ہے ان کے بارے میں بحث و تنقید اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے تاہم یہاں عرض کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جمہور امتِ مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اسکی حکومت اور فرمانروائی ہے اور ساری مخلوق اس کے تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے یہ شان کسی نبی و رسول کی بھی نہیں۔ قرآن پاک کی بیشمار آیات میں اس کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ لیکن خمینی صاحب اور ان کے فرقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر یہ حکومت و اقتدار اُن کے ائمہ کو حاصل ہے

ائمہ اس عالم کی تخلیق سے پہلے انوار و تجلیات تھے جو عرش الٰہی کو محیط تھے۔ ان کے درجہ اور مقام قرب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اسی عنوان الولایۃ التکوینیہ کے تحت وارسی سلسلہ کلام میں آگے خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:

وبموجب ما لدینا من الروایات والاحادیث فان الرسول الاعظم (ص) والائمۃ (ع) کانوا قبل ھذا العالم انواراً فجعلھم اللہ بعرشہ محدقین وجعل لھم من المنزلۃ والزلفی ما لا یعلمہ الا اللہ ص۵۲

اور جو روایات و احادیث (یعنی شیعی روایات و احادیث) ہمارے سامنے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اعظم اور ائمہ اس عالم کے وجود میں آنے سے پہلے انوار و تجلیات تھے پھر اللہ تعالےٰ نے ان کو اپنے عرش معلی کے گرداگرد کر دیا۔ اور ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

ائمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہیں

سہو و نسیان اور کسی وقت کسی معاملہ میں غفلت کا امکان بشریت کے لوازم میں سے ہے انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں بھی متعدد انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں۔ قرآن مجید میں بھی متعدد انبیاء علیہم السلام کے سہو و نسیان کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں لیکن خمینی صاحب نے ائمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

لا نتصور فیھم السھو او الغفلۃ (الحکومۃ الاسلامیہ ص۹۱)

ان کے بارے سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ائمہ کی تعلیمات قرآنی احکام و تعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں

خمینی صاحب نے اسی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ میں ایک جگہ ائمہ کی تعلیمات اور ان کے احکام کے بارے میں فرمایا ہے:

ان تعالیم الائمۃ کتعالیم القرآن لا تخص جیلاً خاصاً وانما ھی للجمیع فی کل عصر ومصر والی یوم القیامۃ یجب تنفیذھا واتباعھا ص۱۱۳

ہمارے ائمہ معصومین کی تعلیمات قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں، وہ کسی خاص طبقے کے اور خاص دور کے لوگوں کے لیے مخصوص نہیں ہیں وہ ہر زمانے اور ہر علاقے کے تمام انسانوں کے لیے ہیں اور تا قیام قیامت ان کی تعمیل اور ان کا اتباع واجب ہے۔

اپنے ائمہ معصومین کے بارے میں خمینی صاحب کے یہ چند معتقدات صرف "الحکومۃ الاسلامیہ" سے پیش کیے گئے ہیں ——— اس کے بعد ہم خمینی صاحب اور اثنا عشریہ کے ایک دوسرے اہم اور بنیادی عقیدے پر گفتگو شروع کرتے ہیں۔

صحابہ کرام خاصکر شیخین کے بارہ میں خمینی صاحب کا عقیدہ اور رویہ

جو شخص شیعہ اثنا عشریہ کے مذہب سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو گا وہ اتنا ضرور جانتا ہو گا کہ اس مذہب کی بنیاد ہی اس عقیدے پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اپنے بعد کے لیے خلیفہ و جانشین اور امت کا دینی و دنیوی امام اور سربراہ نامزد فرما دیا تھا اور انہی کی نسل میں سے گیارہ اور حضرات کو بھی قیامت تک کے لیے اسی طرح امام نامزد فرما دیا تھا۔ اور اس سلسلہ میں آپ نے آخری اور انتہائی درجہ کا اہتمام یہ فرمایا کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم کے مقام پر ایک میدان کو صاف کرنے کا حکم دیا اور اپنے لیے ایک منبر تیار کرایا۔ اس کے بعد خصوصی اعلان اور منادی کے ذریعہ اپنے تمام رفقائے سفر کو (جن میں مہاجرین و انصار اور دوسرے افراد سب ہی شامل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے) اس میدان میں جمع ہونے کا حکم فرمایا جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھاتے ——— تاکہ سب حاضرین دیکھ لیں اپنے

اپنے بعد کے لیے ان کے خلیفہ و جانشین اور امت کے دینی و دنیوی سربراہ امام اور ولی الامر (یعنی حاکم و فرمانروا) ہونے کا اعلان فرمایا، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ میری تجویز نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم ہے اور میں اس حکم خداوندی کی تعمیل ہی میں یہ اعلان کر رہا ہوں ـــــ پھر آپ نے سب حاضرین سے اس کا اقرار اور عہد لیا ـــــ اس سلسلہ کی مذہب شیعہ کی مستند ترین روایات میں یہ بھی ہے کہ اس موقع پر آپ نے خصوصیت سے شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ تم "السلام علیک یا امیر المومنین" کہکر علی کو سلامی دو! چنانچہ ان دونوں نے اس حکم کی تکمیل کرتے ہوئے اسی طرح سلامی دی (غدیر خم کے اس واقعے (یا افسانے) کے بارے میں کتب شیعہ کی وہ روایات اور ان کے ائمہ معصومین کے وہ ارشادات جن میں پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے جو اجمالی طور پر اوپر کی سطروں میں عرض کیا گیا، انشاءاللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آئندہ اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے)

آگے کتب شیعہ کی روایات میں یہ بھی ہے کہ غدیر خم کے اس اعلان اور صحابہ کے اس اجتماعی عہد و اقرار کے قریباً اسّی دن ہی کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو (معاذ اللہ) ابوبکر و عمر اور ان کے ساتھ عام صحابہ سازش کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کیے ہوئے اس نظام کو جو آپ نے اپنے بعد قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا مسترد اور ملیامیٹ کر دیا، اور اپنے عہد و اقرار سے منحرف ہو گئے اور حضرت علی کے بجائے ابوبکر کو آپ کا خلیفہ و جانشین اور امت کا سربراہ بنایا ـــــ (معاذ اللہ) اس "غداری" اور "جرم عظیم" کی بنیاد پر کتب شیعہ کی روایات اور ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات میں عام صحابہ اور خاص کر شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے مرتد - کافر - منافق - جہنمی - شقی بلکہ اشقی (اعلیٰ درجہ کے بدبخت) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے ـــــ (یہ روایات اور انکے ائمہ معصومین کے یہ ارشادات بھی ناظرین کرام انشاءاللہ اسی مقالہ میں آگے اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے)

اور اس میں کیا شک ہے کہ اگر غدیر خم کے اس افسانے کو جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد ہے، حقیقت اور واقعہ مان لیا جائے تو پھر شیخین اور عام صحابہ کرام (معاذ اللہ) ایسے ہی

مجرم قرار پائیں گے اور ان ہی بد سے بدتر الفاظ کے مستحق ہوں گے جو شیعی روایات کے حوالہ سے اوپر لکھے گئے ہیں ـــــ جن لوگوں نے رسول اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک کے لیے قائم کئے ہوئے اس نظام کو جو امت کی دینی و دنیوی صلاح و فلاح کے لیے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا اور جس کے لیے اتنے اہتمام سے عہد و اقرار لیا تھا غداری اور سازش کر کے تباہ و برباد کیا ان کے کفر و ارتداد اور جہنمی و لعنتی ہونے میں کیا شبہ! ـــــ بہرحال یہ دونوں باتیں عقل و نقل کے لحاظ سے لازم و ملزوم ہیں - اسی لیے شیعوں کے عام مصنفین اور علماء و مجتہدین کا رویہ یہ بھی رہا ہے کہ وہ اپنی روایات کے مطابق غدیر خم کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شیخین اور عام صحابہ نے جو کچھ کیا اس کی بنا پر وہ ان کو اپنے ائمہ کے ارشادات کے مطابق مرتد، کافر منافق یا کم سے کم اعلیٰ درجہ کے فاسق و فاجر اور مستحق لعنت قرار دیتے ہیں -

لیکن خمینی صاحب صرف شیعہ عالم و مجتہد یا شیعہ مصنف ہی نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے اس دور کی ایک عظیم سیاسی شخصیت اور ایک انقلابی دعوت و تحریک کے قائد بھی ہیں - اور اس انقلابی تحریک میں ان کی اصل طاقت اگرچہ شیعہ ہیں لیکن غیر شیعہ مسلمانوں کو بھی ممکن حد تک اس میں استعمال کرنا اُن کی سیاسی ضرورت ہے اس لیے "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں انہوں نے اس سلسلہ میں یہ رویہ اختیار فرمایا ہے کہ وہ اپنے ذاتی عقیدہ و ایمان کے تقاضے اور شیعی دنیا کو مطمئن رکھنے کے لیے بھی غدیر خم کے واقعہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے بعد کے لیے وصی اور خلیفہ و جانشین اور امت کے ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کا ذکر کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں، لیکن اُس کے لازمی اور منطقی نتیجہ کے طور پر شیخین اور عام صحابہ کرام پر اللہ و رسول سے غداری اور کفر و ارتداد کی جو فرد جرم عاید ہوتی ہے سیاسی مصلحت سے صراحت کے ساتھ اس کے ذکر سے اپنے قلم کو روک لیتے ہیں ـــــ اس معاملہ میں انہوں نے اتنی احتیاط ضروری سمجھی ہے کہ پوری کتاب "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) کا کہیں نام تک نہیں آنے دیا ہے - حالانکہ اس کتاب کا موضوع ہی جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے "اسلامی حکومت" ہے اور اسلام کی تاریخ سے

ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہی دو حضرات کا دورِ خلافت اسلامی حکومت کا کامل اور مثالی نمونہ تھا۔ لیکن خمینی صاحب کا رویہ یہ ہے کہ جہاں سلسلہ کلام میں تاریخی تسلسل کے لحاظ سے بھی ان کے دورِ خلافت کا تذکرہ ضروری تھا وہاں بھی ان کا نام تک ذکر کرنے سے پرہیز کیا ہے ـــــ اس کی دو مثالیں نذرِ ناظرین ہیں۔

ایک جگہ اسلامی حکومت کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فقد ثبت بضرورة الشرع والعقل ان ما كان ضروريا ايام الرسول (ص) وفی عهد امير المؤمنين علی بن ابی طالب (ع) من وجود الحكومة لا يزال ضروريا الى يومنا هذا (الحكومة الاسلامية ص)

شریعت اور عقل کی رو سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے زمانے میں حکومت کا وجود جس طرح ضروری تھا اسی طرح ہمارے اس زمانے میں ضروری ہے

ایک دوسری جگہ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہ علما جو دین کے امین ہیں ان کا کام صرف دین کی باتیں بتلانا نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا اور کرانا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ خمینی صاحب

لے راقم سطور یہاں اس واقعہ کا ذکر مناسب سمجھتا ہے کہ انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی بنیاد پر جب برطانوی دورِ حکومت ہی میں ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریس کی حکومتیں قائم ہوئیں تو کانگریس کے رہنما مہاتما گاندھی جی نے ان حکومتوں کے کانگریسی وزیروں کیلئے اپنے اخبار "ہریجن" میں ایک ہدایت نامہ لکھا تھا جو اس وقت کے دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے ان وزیروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ابوبکر و عمر کے دورِ حکومت کو مثالی رہنما کے طور پر اپنے سامنے رکھیں اور ان کے طریقہ کی پیروی کریں۔ (آگے گاندھی جی نے یہ بھی لکھا تھا کہ یہ میں اس لیے لکھ رہا ہوں کہ مجھے تاریخ میں ان دو کے سوا کوئی مثال نہیں ملی جس نے فقیری کے ساتھ ایسی حکومت کی ہو) گاندھی جی کا یہ ہدایت نامہ ہریجن کے جولائی یا اگست ۱۹۳۷ء کے کسی شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ میں نے اس وقت ہدایت کا رکا یہ مضمون اپنی یادداشت سے لکھا ہے۔ گاندھی جی کی اصل عبارت اخبارات کے ۱۹۳۷ء کے فائلوں میں آسانی سے مل سکتی ہے۔

[illegible]

وقد كان الرسول (ص) وامير المؤمنين (ع) [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام بناتے بھی تھے اور اس کو عمل میں بھی لاتے تھے۔

ان دو جگہوں پر اور اسی "الحکومۃ الاسلامیۃ" میں ان کے علاوہ بھی بعض مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلہ میں عہدِ نبوی کے بعد حضرت علی مرتضیٰ ہی کے عہدِ حکومت کا ذکر کیا ہے اور شیخین اور حضرت عثمان کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے ـــــ یہ رویہ انہوں نے اس لیے اختیار کیا گیا کہ اگر وہ خلفاء ثلاثہ کی حکومت کو بھی "اسلامی حکومت" قرار دے کر یہاں ذکر کرتے جیسے کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جو ان کی اصل طاقت ہیں ان کو "ولایت فقیہ" کے منصب کے لیے نااہل قرار دیکر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے ـــــ اور اگر خمینی صاحب اپنے عقیدہ و مسلک کے مطابق ان کے بارے میں ـــــ اظہار رائے کرتے تو جو غیر شیعہ طبقے اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے ان کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں، ان کی ہمدردی اور ان کا تعاون ان کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بہرحال خمینی صاحب کے اس رویہ سے شیخین اور حضرت عثمان کے بارے میں ان کا باطن پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ خلافت و امامت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ کی نامزدگی کے شیعی عقیدے کا لازمی و منطقی نتیجہ ہے کہ شیخین اور عام صحابہ کرام کو معاذ اللہ ویسا ہی سمجھا جائے جیسا کہ شیعی روایات میں بتلایا گیا ہے۔

اب ناظرین کرام خمینی صاحب کی وہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں جن میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضیٰ کی اپنے وصی، خلیفہ و جانشین اور امت کے ولی الامر کی حیثیت سے نامزدگی کا مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے۔

"الحکومۃ الاسلامیۃ" میں شیعوں کے بنیادی عقیدے ولایت و امامت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے بعد کے لیے خلیفہ کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰ

کی نامزدگی کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے خمینی صاحب فرماتے ہیں:

نحن نعتقد بالولایة، ونعتقد ضرورۃ ان یعین النبی خلیفة من بعدہ وقد فعل . الحکومۃ الاسلامیہ ص١٨

اور ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لیے خلیفہ متعین اور نامزد کرتے اور آپ نے ایسا ہی کیا۔

اسی سلسلہ کلام میں چند سطر کے بعد خمینی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے بعد کے لیے خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔ فرماتے ہیں:

وکان تعیین خلیفة من بعدہ... عاملاً متمماً ومکملاً لرسالته ص١٩

اور اپنے بعد کے لیے خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل تھا جس سے آپ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔

یہی بات خمینی صاحب نے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ دوسری جگہ ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

بحیث کان یعتبر الرسول (ص) لولا تعیین الخلیفة من بعدہ غیر مبلغ رسالته ص٢٣

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کے لیے خلیفہ نامزد کرتے تو سمجھا جاتا کہ امت کو جو پیغام پہنچانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ذمہ کیا گیا تھا وہ آپ نے نہیں پہنچایا اور رسالت کا فریضہ ادا نہیں کیا۔

خمینی صاحب نے ان عبارتوں میں جو کچھ فرمایا ہے اس کی بنیاد ایک روایت پر ہے اس روایت کا مضمون معلوم ہونے کے بعد ہی خمینی صاحب کی ان عبارتوں کا پورا مطلب سمجھا جا سکتا ہے وہ روایت شیعہ صاحبان کی اصح الکتب "اصول کافی" کے حوالہ سے انشاء اللہ آگے اپنے موقع پر درج ہوگی یہاں اس کا صرف اتنا حاصل ذکر کرنا کافی ہے کہ امام باقر علیہ السلام

نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ملا کہ اپنے بعد کے لیے علی کی امامت وخلافت کا اعلان کر دیں، تو آپ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر میں نے ایسا اعلان کیا تو بہت سے مسلمان مرتد اور میرے خلاف ہو جائیں گے اور مجھ پر تہمت لگائیں گے کہ یہ کام میں علی کے ساتھ اپنی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا حکم نہیں آیا ہے، اس لیے آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس حکم پر نظر ثانی فرمائی جائے اور یہ اعلان نہ کرایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی کہ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته الآیہ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ آپ لوگوں کو پہنچا دیجیے اور اعلان کر دیجیے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور فریضہ رسالت ادا نہیں کیا — چنانچہ اس کے بعد ہی آپ نے غدیر خم کے مقام پر وہ اعلان فرمایا —

اس سلسلہ کی روایات میں (جو انشاء اللہ ناظرین اسی مقالہ میں آگے ملاحظہ فرمائیں گے) یہ بھی ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دھمکی بھی دی گئی تھی کہ اگر تم نے علی کی خلافت وامامت کا یہ اعلان نہیں کیا تو ہم تم پر عذاب نازل کریں گے۔ (نعوذ باللہ)

الغرض خمینی صاحب کی مندرجہ بالا عبارتوں میں انہی روایات کی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ اپنے بعد کے لیے خلیفہ نامزد نہ کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ نے رسالت کا حق اور فریضہ ادا نہیں کیا۔

ناظرین کرام خمینی صاحب کی اس سلسلہ کی چند تصریحات اور ملاحظہ فرمائیں:

والرسول الکریم (ص)... قد کلمه الله وحیا ان یبلغ ما انزل الیه فیمن یخلفه فی الناس وبحکم هذا الامر فقد اتبع ما امر به

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے وحی کے طور پر کلام فرمایا اور اس میں یہ حکم دیا کہ جو شخص ان کے بعد ان کا خلیفہ وجانشین ہوگا اور حکومت

[illegible] فجعلني الامير المؤمنين [illegible] تو پہلے ہی تھا اس نے آپ کو [illegible]
[illegible] الی الخلافة [illegible] الله کا جو حکم اس پر نازل ہوا ہے [illegible]
[illegible] ص ۲۲-۲۳ [illegible] لوگوں کو پہنچا دیں اور اس کی تبلیغ اور [illegible]
[illegible] اعلان کر دیں تو آپ نے اللہ کے اس حکم کی تعمیل کی اور خلافت کے لیے
امیر المومنین علی کو نامزد کر دیا۔ آگے اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

وفی غدیر خم فی حجۃ الوداع	اور حجۃ الوداع میں غدیر خم کے مقام پر
عینہ النبی (ص) حاکماً من بعدہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی
ومن حینھا بدأ الخلاف	علیہ السلام کو اپنے بعد کے لیے
الی نفوس القوم	حکمران نامزد کر دیا اور اسی وقت
(الحکومۃ الاسلامیہ ص۱۳۱)	سے قوم کے دلوں میں مخالفت کا
	سلسلہ شروع ہو گیا۔

قد عین من بعدہ والیا	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
علی الناس امیر المومنین (ع)	نے اپنے بعد کے لیے امیر المومنین ع
واستمر انتقال الامامۃ ولایۃ	کو لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت
من امام الی امام الی ان انتھی	سے نامزد کر دیا اور پھر امامت وولایت
الامر الی الحجۃ القائم (ع)	کا یہ منصب ایک امام سے اگلے امام
ص۹۸	کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا یہانتک
	کہ الحجۃ القائم یعنی امام غائب مہدی

منتظر تک پہنچکر یہ سلسلہ اپنی نہایت کو پہنچ گیا۔

کیا کسی بھی ایسے شخص کو جس کو اللہ نے عقل وفہم سے بالکل ہی محروم نہ کر دیا ہو اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلافت وامامت کے لیے حضرت علی مرتضیٰ اللہ عنہ کی نامزدگی کا وہ عقیدہ رکھتا ہو جو خمینی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں ظاہر کیا ہے (اور جو شیعیت کی اساس وبنیاد ہے) یقیناً اس کی رائے اور

[illegible]کا عقیدہ شیخین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عام صحابہ کرام کے بارے میں وہی ہوگا جو [illegible]ب شیعہ کی مستند کتابوں کی روایات اور ان کے ائمہ کے ارشادات کے حوالہ سے اوپر [illegible]ر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے غداری کی اور وہ مرتد اور لعنتی وجہنمی ہو گئے — جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے مستند ترین کتب شیعہ کی یہ روایات اور ان کے ائمہ کے یہ ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اسی مقالہ میں آیندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس سلسلہ کی ایک مختصر سی روایت یہاں بھی پڑھ لی جائے — شیعہ حضرات کی [illegible]ح الکتب "الجامع الکافی کے آخری حصہ" کتاب الروضہ" میں ان کے پانچویں امام ابوجعفر [illegible]یعنی امام باقر (علیہ السلام) کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

کان الناس اھل ردۃ بعد النبی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
صلی اللہ علیہ والہ وسلم الا ثلاثۃ	کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے
فقلت ومن الثلاثۃ فقال	تین کے (راوی کہتا ہے) میں نے عرض
المقداد بن الاسود وابوذر الغفاری	کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے
وسلمان الفارسی رحمۃ اللہ علیھم	فرمایا مقداد بن الاسود اور ابوذر غفاری
وبرکاتہ (فرہ) کافی جلد سوم کتاب	اور سلمان فارسی۔ ان پر اللہ کی
الروضہ ص۱۱۵ طبع لکھنؤ)	رحمت ہو اس کی برکات۔

اس عقیدے کے خطرناک نتائج

اس تحریری کاوش سے ہمارا مقصد خمینی صاحب کے مقاصد ومعتقدات سے ان حضرات کو صرف واقف کرانا ہے جو ناواقف ہیں ان پر بحث وتنقید اس وقت ہمارا موضوع نہیں، تاہم اس عقیدے کے بعض خطرناک اور دور رس نتائج کی طرف ان ہی حضرات کی توجہ مبذول کرانا بھی ہم ان کا حق سمجھتے ہیں۔ تاکہ وہ غور کر سکیں

اگر خمینی صاحب کی بات تسلیم کر لی جائے (جو مذہب شیعہ کی اساس وبنیاد بھی ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت وامامت کے منصب کے لیے حضرت علی کو

نامزد کر دیا تھا اور غدیر خم کے مقام پر اس کا اعلان بھی فرما دیا تھا تو اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی تعلیم و تربیت اور کردار سازی میں ایسے ناکام رہے کہ اللہ کا کوئی پیغمبر بلکہ کوئی مرشد و مصلح بھی اتنا ناکام نہ رہا ہوگا ——— آپ نے ابتدائے دور نبوت سے وفات تک جن لوگوں کی تعلیم و تربیت پر محنت کی اور جو سفر و حضر میں ساتھ رہے، دن رات آپ کے ارشادات اور نصائح سنتے رہے ——— آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی انہوں نے ایسی غداری کی کہ حکومت اور اقتدار پر قبضہ کرنے کی ہوس میں آپ کے قائم کیے ہوئے اس نظام ہی کو ملیامیٹ کر دیا جو آپ نے قیامت تک کے لیے اللہ کے حکم سے امت کی اصلاح و فلاح کے لیے قائم فرمایا تھا اور جس کے لیے چند روز پہلے ہی ان سب سے عہد و اقرار لیا تھا ——— کیا تاریخ میں کسی مصلح اور ریفارمر کی ناکامی کی ایسی مثال مل سکتی ہے ؟

اسی طرح اس عقیدہ کا نتیجہ بھی ہوگا کہ سارا دین ناقابل اعتماد ہو جائے گا کیونکہ وہ انہی صحابہ کے واسطے سے امت کو ملا ہے ظاہر ہے جو لوگ ایسے ناخدا ترس اور ایسے نفس پرست ہوں ان پر دین و ایمان کے بارے میں کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اور خاص طور سے موجودہ قرآن تو قطعاً ناقابل اعتبار ٹھہرے گا کیونکہ یہ مسلم ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جس کی ترتیب و اشاعت کا اہتمام و انتظام سرکاری سطح پر خلفائے ثلاثہ ہی کے زمانے میں ہوا تھا۔ خمینی صاحب کے عقیدے کے مطابق یہی تینوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کیے ہوئے نظام کو نیست و نابود کرنے کے اصلی ذمہ دار اور (معاذ اللہ) "اکابر مجرمین" ہیں ——— پھر تو قرین عقل و قیاس یہی ہے کہ ان لوگوں نے (معاذ اللہ) اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اس میں ہر طرح کی گڑبڑ اور تحریف کی ہوگی۔ جیسا کہ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتابوں کی سینکڑوں روایات اور ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات میں بیان کیا گیا ہے ——— ناظرین کرام ان میں سے کچھ روایتیں اور ائمہ معصومین کے وہ ارشادات ان شاء اللہ اس مقالہ میں بھی آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس موقع پر خمینی صاحب کے بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ ہمارے

زمانے کے ہم شیعہ علماء کی طرح موجودہ قرآن ہی کو اصلی قرآن کہتے اور تحریف کے عقیدہ سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" ہی میں انہوں نے ایک علامہ نوری طبرسی کا ذکر پورے احترام کے ساتھ کیا ہے اور اپنے نظریہ "ولایت فقیہ" کے استدلال کے سلسلہ میں ان کی کتاب "مستدرک الوسائل" کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے۔ (الحکومۃ الاسلامیہ صفحہ ۶۶) حالانکہ خمینی صاحب جانتے ہیں اور ہر شیعہ عالم کو علم ہے کہ ان علامہ نوری طبرسی نے قرآن کے محرف ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" اس کتاب میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین کی دو ہزار سے زیادہ روایتیں ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں تحریف ہوئی اور ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے۔ اور ہمارے تمام علمائے متقدمین کا یہی عقیدہ رہا ہے ——— اس وقت ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں آگے یہ موضوع مستقل طور پر زیر بحث آئے گا۔ وباللہ التوفیق

خمینی صاحب بعض فقہی مسائل کی روشنی میں

اب تک خمینی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا وہ صرف ان کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" ہی کی بنیاد پر لکھا گیا ہے اور اس کا تعلق اصول اور اعتقادات سے ہے، اور وہی اہم ہے۔ اب ذیل میں ان کی عظیم تصنیف "تحریر الوسیلہ" سے صرف چند ایسے فقہی مسئلے نقل کیے جاتے ہیں جن سے خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی ذہنیت کو سمجھنے میں ان شاء اللہ ہمارے ناظرین کو مدد ملے گی۔

"تحریر الوسیلہ" جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں ایک عنوان ہے "القول فی مبطلات الصلوٰۃ" (یعنی ان چیزوں کا بیان جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ٹوٹ جاتی ہے) اس عنوان کے تحت دوسرے نمبر پر مسئلہ لکھا گیا ہے۔

ثانیها التکفیر و هو وضع احدی	دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے
الیدین علی الاخری نحو ما یصنعه	نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر

غیرنا، ولا باس حال التقیہ	رکھتا ہے جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ
(تحریر الوسیلہ جلد اول صہ ۱۸۶	دوسرے لوگ کرتے ہیں، ہاں تقیہ کی

حالت میں کوئی مضائقہ نہیں (یعنی از راہ تقیہ یہ بالکل جائز ہے)

اسی سلسلہ میں نمبر ۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

تاسعھا تعمد قول امین بعد	اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہو جاتی
اتمام الفاتحۃ الا مع التقیہ	ہے وہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالقصد
فلا باس بہ	آمین کہنا۔ البتہ تقیہ میں جائز ہے کوئی
(تحریر الوسیلہ جلد اول صہ ۱۹۰	مضائقہ نہیں۔

متعہ مذہب شیعہ کا مشہور مسئلہ ہے۔ خمینی صاحب نے تحریر الوسیلہ کتاب النکاح میں قریباً چار صفحے میں متعہ سے متعلق جزئی مسائل لکھے ہیں۔ ان میں کئی مسئلے خاص طور سے قابل ذکر ہیں لیکن بخوف طوالت اس باب کا صرف ایک آخری مسئلہ ہی نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ خمینی صاحب نے اسی مسئلہ پر متعہ کے بیان کو ختم فرمایا ہے۔

یجوز التمتع بالزانیۃ علی	زناکار عورت سے متعہ کرنا جائز
کراھۃ خصوصاً لو کانت	ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جبکہ
من العواھر المشھورات	وہ مشہور پیشہ ور جسم فروش زانیات
بالزنا وان فعل فلیمنعھا	میں سے ہو اور اگر اس سے متعہ کرے
من الفجور	تو چاہیئے کہ اس کو بدکاری کے اس
(تحریر الوسیلہ جلد دوم صہ ۲۹۲	پیشہ سے منع کرے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خمینی صاحب نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ متعہ کم سے کم مدت کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے (مثلاً ایک رات یا ایک دن، اور اس سے کم وقت یعنی صرف گھنٹہ دو گھنٹے کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے) لیکن بہرحال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے — (تحریر الوسیلہ صہ ۲۹۰/۲۷۰

جیسا کہ عرض کیا تھا یہ مسائل بہرحال فروعی ہیں، ان کی وہ اہمیت نہیں ہے جو اصول معتقدات کی ہے، تاہم ان کے مطالعہ سے بھی خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبیت کو سمجھنے میں ان حضرات کو مدد ملے گی جو سمجھنا چاہیں گے — واللہ الہادی ھو ولی التوفیق۔

باب ۴

خمینی صاحب اپنی کتاب کشف الاسرار کے آئینے میں

خمینی صاحب نے اس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر "گفتار شیعہ درباب امامت" کا عنوان قائم کرکے پہلے مسئلہ امامت کے بارے میں شیعہ سنی اختلاف کا ذکر اور شیعی نقطہ نظر بیان فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علیؓ اور حسن وحسین، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد، عمار اور عباس وابن عباس ان حضرات نے امامت وخلافت کے بارے میں چاہا اور لوگوں سے کہا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی حضرت علی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی اور آپ کا جانشین امام اور ولی الامر مان لیا جائے) لیکن وہ پارٹی بندی اور طمع وہوس جس نے ہمیشہ حقیقت کو پامال کیا ہے اور غلط کام کرائے ہیں اس نے اس موقع پر بھی اپنا کام کیا —— مذکورہ بالا حضرات (یعنی حضرت وغیرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے کام میں مشغول تھے کہ سقیفہ بنی ساعدہ کے جلسہ میں ابوبکر کا انتخاب کرلیا گیا اور یہ (عمارتِ خلافت کی) "خشت اول" (پہلی اینٹ) تھی جو ٹیڑھی رکھی گئی، وہیں سے اختلاف شروع ہوگیا —— شیعہ کہتے ہیں کہ امام کی تعین اور نامزدگی خدا کی طرف سے ہونی چاہیئے اور اس کی طرف سے علی اور ان کی اولاد میں سے آئمہ معصومین اولی الامر نامزد ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو آئمہ اولی الامر متعین اور نامزد کیا ہے

خمینی صاحب نے امامت وخلافت کے بارے میں اپنا اور اپنے فرقہ اثنا عشریہ کا یہ موقف اور دعویٰ بیان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل سوالیہ عنوان قائم کرکے لکھا ہے۔

چرا قرآن صریحاً اسم امام را نجوده ؟

پس ازانکہ بحکم خرد و قرآن روشن شد کہ امامت یکے از اصول مہمہ اسلام است و خدا این اصل مسلم را درچند جائے قرآن ذکر کردہ اینک درجواب این گفتار میپردازیم کہ

خدا اسم امام را با نحرہ شناسامہ ذکر نکردہ تا خلاف برداشتہ شود و اینہمہ خونریزی نشود ؟

کشف الاسرار ص ۱۱۲

سوال کا حاصل یہ ہے کہ اگر حضرت علی اور ان کی اولاد میں سے آئمہ معصومین کی امامت کا مسئلہ (خمینی صاحب اور عام شیعوں کے دعوےٰ کے مطابق) از روئے عقل اور از روئے قرآن اسلام کے اہم اصولوں میں سے ہے اور قرآن میں چند جگہ اس کا ذکر فرمایا گیا ہے تو پھر خدا نے قرآن میں امام کا نام کیوں ذکر نہیں کر دیا؟ اگر صراحت کے ساتھ امام کا نام قرآن میں ذکر کر دیا جاتا تو اس مسئلہ میں امت میں اختلاف پیدا نہ ہوتا اور جو خونریزیاں ہوئیں وہ نہ ہوتیں؟

خمینی صاحب کے جوابات :-

خمینی صاحب نے اس سوال کے چند جوابات دیئے ہیں، ان میں سے پہلے دو جوابوں کا چونکہ ہمارے موضوع سے خاص تعلق نہیں ہے اس لئے ہم ان کو نظر انداز کرتے ہیں، تاہم ان کے بارے میں بھی اتنا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" اور "تحریر الوسیلہ" کے مطالعہ سے (عقیدہ سے قطع نظر) اُن کے علم ودانش کے بارہ میں جو اندازہ ہوا تھا یہ دو جواب اس سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے بلکہ اس بات کی دلیل اور مثال ہیں کہ جب کوئی صاحب علم ودانش آدمی بھی ایک غلط عقیدہ قائم کرلیتا ہے اور اس کی حمایت کے لئے کمربستہ ہوجاتا ہے تو انتہائی درجہ کی بے تکی جاہلانہ اور سفیہانہ باتیں بھی اس سے سرزد ہوتی ہیں، اگر ہم کو خمینی صاحب پر تنقید اور ان کی تنقیص سے دلچسپی ہوتی تو ہم ان دو جوابوں کو بھی نقل کرتے اور ان پر بحث کرکے ناظرین کو دکھاتے کہ خالص علم ودانش کے لحاظ سے یہ دونوں جواب کس قدر لچر اور بے تکے ہیں لیکن جیسا کہ عرض کیا چونکہ ان کا ہمارے موضوع سے تعلق نہیں اس لئے ہم نے ان کو نظر انداز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

خمینی صاحب نے اس سوال کا تیسرا جواب یہ دیا ہے جس کا ہمارے موضوع سے تعلق ہے

۳۔ "آنکہ فرمانٔد در قرآن اسم امام را ہم تعیین میکرد از کجا کہ خلاف بین مسلمانہا واقع نمیشد آنہانیکہ سالہا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسپانیدہ بودند دستہ بندیہا میکردند ممکن نبود بگفتۂ قرآن از کار خود دست بردارند، با ہر حیلہ بود کار خود را انجام میدادند بلکہ شاید در اینصورت خلاف بین مسلمانہا طورے میشد کہ بانہدام اصل اسلام منتہی میشد زیراکہ ممکن بود آنہاکہ در صدد ریاست بودند چوں دیدند کہ باسم اسلام نمیشود بمقصود خود برسند یکرہ حزبے برضد اسلام تشکیل میدادند۔۔۔۔ الخ"

کشف الاسرار ص ۱۱۳-۱۱۴

اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ اگر بالفرض قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لیے امام کا (یعنی حضرت علی کا) نام بھی ذکر کر دیا جاتا تو یہ کہاں سے سمجھ لیا گیا کہ اس کے بعد امامت و خلافت کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہوتا، جن لوگوں نے حکومت و ریاست کی طمع ہی میں برسہا برس سے اپنے کو دین پیغمبر یعنی اسلام سے وابستہ کر رکھا اور چپکا رکھا تھا اور جو اسی مقصد کے لئے سازش اور پارٹی بندی کرتے رہتے تھے اُن سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان کو تسلیم کر کے اپنے مقصد اور اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جاتے، جس حیلے اور جس پینترے سے بھی ان کا مقصد (یعنی حکومت و اقتدار) حاصل ہوتا وہ اس کو استعمال کرتے اور بہرحال اپنا منصوبہ پورا کرتے بلکہ شاید اس صورت میں مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف پیدا ہوتا جس کے نتیجہ میں اسلام کی بنیاد ہی منہدم ہو جاتی، کیونکہ ممکن تھا کہ اسلام قبول کرنے سے جن لوگوں کا مقصد و نصب العین صرف حکومت و اقتدار حاصل کرنا تھا، جب وہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے اور اس سے وابستہ رہ کر ہم یہ مقصد حاصل نہیں کر سکتے تو اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے اسلام ہی کے خلاف ایک پارٹی بنا لیتے اور اسلام کے کھلے دشمن بن کر میدان میں آجاتے۔۔۔۔۔۔

یہ کن بدبختوں کا ذکر ہے؟

ہمارے بعض بھائی جو شیعہ مذہب سے واقف نہیں ہیں وہ شاید نہ سمجھ سکے ہوں

کہ خمینی صاحب کن بدبخت لوگوں کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ وہ حکومت و ریاست ہی کی طمع اور ... میں اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اسی کی امید میں اس سے چپکے رہے ... میں اُمت کے امام اور صاحب حکومت کی حیثیت سے حضرت علی کے نام کی صراحت بھی کر دی جاتی تب بھی وہ لوگ اس کو نہ مانتے، یہاں تک کہ اگر وہ دیکھتے کہ اسلام چھوڑ کے اور اس کی دشمنی کا موقف اختیار کر کے وہ حکومت و اقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو وہ ایسا ہی کرتے اور اسلام کے کھلے دشمن بن کر میدان میں آجاتے۔

تو ان ناواقف بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب شیعہ کے معروف مسلمات میں سے یہ بھی ہے کہ خلفائے ثلاثہ کا یہی حال تھا، حضرت ابوبکر کو ان کے ایک کاہن دوست نے (اور ایک دوسری شیعی روایت کے مطابق کسی یہودی عالم نے) بتلایا تھا کہ محمد بن عبداللہ نبی ہوں گے اور ان کی حکومت قائم ہو جائے گی، تم ان کے ساتھ لگ جاؤ گے تو ان کے بعد تم ان کی جگہ حکمراں ہو جاؤ گے تو (معاذ اللہ) ابوبکر نے اس کاہن (یا یہودی) کے کہنے کی بنیاد پر حکومت ہی کی طمع میں بظاہر اسلام قبول کیا تھا ____

"حملہ حیدری"[1] کا مصنف باذل ایرانی، کاہن والی کہانی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

بادکاہنے دادہ بود یک خبر — کہ مبعوث گردد یکے نامور
زبطحیٰ زمیں در ہمیں چند گاہ — بود خاتم انبیائے الٰہ
تو با خاتم انبیاء بگروی — چو او بگذرد جانشینش شوی
زکاہن چہ بودش بیاد ایں نوید — بیاورد ایماں نشاں چوں بدید

(حملہ حیدری ص ۱۴۱ بحوالہ آیات بینات ص ۸۲)

[1] حملہ حیدری شیعہ حضرات کی مقبول ترین کتابوں میں سے ہے یہ شیعی نقطۂ نظر کے مطابق تاریخ اسلام کا منظوم ذخیرہ ہے۔ اس کا مصنف باذل ایرانی بڑا قادر الکلام شاعر ہے یہ کتاب ہندوستان میں پہلی بار تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے ۱۲۶۶ھ میں مطبع سلطانی لکھنؤ میں اس دور کے مجتہد اعظم سید محمد صاحب کی اصلاح اور تحشیہ کے ساتھ طبع ہوئی تھی۔

اور اسی حملہ حیدری میں ہے۔

خبر دادہ بودند چوں کاہناں	کہ دین محمد گیرد جہاں
ہمہ پیروانش بعزت رسند	تمام اہل انکار ذلت کشند

(حملہ حیدری صفحہ ۱۵ بحوالہ آیات بینات صہ۸۴)

اور شیعوں کے معروف مصنف علامہ باقر مجلسی نے رسالہ رجعیہ میں بارھویں امام معصوم (امام مہدی) کی طرف نسبت کرکے ان کا ارشاد نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ

ایشاں از روئے گفتۂ یہود	انہوں نے یہود کے بتلانے کے
بظاہر کلمتیں گفتند از برائے	مطابق کلمۂ توحید اور کلمۂ رسالت زبان سے
طمع اینکہ شاید ولایتے وحکومتے	پڑھ لیا تھا اس لالچ اور اس امید میں کہ
حضرت بایشاں بدہد و در باطن	شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکومت
کافر بودند	اور اقتدار ان کو دیدیں اور اپنے
بحوالہ آیات بینات صہ ۸۵-۸۶	باطن میں اور دل میں یہ کافر ہی تھے

بہرحال خمینی صاحب نے اپنی مندرجہ بالا عبارت میں حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کار تمام اکابر صحابہ ہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے سے ان کا مقصد صرف حکومت و اقتدار حاصل کرنا تھا اور اس کے لئے یہ قرآن کے صریح فرمان کی مخالفت کر سکتے تھے اور اگر یہ دیکھتے کہ یہ مقصد اسلام چھوڑ کے اور (ابوجہل وابولہب کی طرح) اس کی دشمنی کا موقف اختیار کرکے حاصل ہو سکتا ہے تو یہ لوگ بے دریغ یہ بھی کر گزرتے (آگے اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے خمینی صاحب نے حضرات شیخین کا نام

لہ چونکہ اس وقت ہمارا اصل خطاب اہلسنت سے ہے اس لئے ہم ان خرافات کی تردید میں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے ہمیں یقین ہے کہ ہر مسلمان بلکہ وہ غیر مسلم بھی جو اسلام اور اس کی تاریخ کے بارے میں کچھ جانتے ہیں ان خرافات کو خرافات ہی سمجھیں گے اور دیوانے کی بڑ سے زیادہ وقعت نہ دیں گے۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون ہ

لے کر بھی مشق تبرّا فرمائی ہے جیسا کہ ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے)

یہاں تک خمینی صاحب کے جواب نمبر۳ پر گفتگو ہوئی۔ اب ناظرین کرام ان کا جواب نمبر۴ ملاحظہ فرمائیں۔

۴- آنکہ ممکن بود در صورتیکہ امام را در قرآن ثبت میکردند آنہائیکہ جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیلۂ اجرائے نیات فاسدہ خود کردہ بودند آں آیات را از قرآن بردارند و کتاب آسمانی را تحریف کنند و برائے ہمیشہ قرآن را از نظر جہانیاں بنیدازند تا روز قیامت ایں ننگ برائے مسلمانہا و قرآن آنہا بماند و ہمایں عیبے را کہ مسلماناں بکتاب یہود و نصاریٰ میگرفتند عیناً برائے خود اینہا ثابت شود (کشف الاسرار صہ۱۱۴)

خمینی صاحب کے اس جواب نمبر۴ کا حاصل یہ ہے کہ ـــــ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں امام کا نام بھی صراحتہً ذکر فرما دیتا تو جن لوگوں نے اسلام اور قرآن سے صرف دنیا اور حکومت ہی کے لئے تعلق قائم کیا تھا اور قرآن کو انہوں نے اپنی اغراض فاسدہ کا ذریعہ اور وسیلہ بنا لیا تھا اور اس کے سوا اسلام اور قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا ان کے لئے بالکل ممکن تھا کہ ان آیتوں کو جن میں امام کا نام ذکر کیا گیا ہوتا، وہ قرآن سے نکال دیتے اور اس مقدس آسمانی کتاب میں تحریف کر دیتے اور قرآن کے اس حصہ کو ہمیشہ کے لئے دنیا والوں کی نظر سے غائب کر دیتے اور روز قیامت تک مسلمانوں اور ان کے قرآن کے لئے یہ بات باعث شرم و عار ہوتی اور مسلمانوں کی طرف سے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے بارے تحریف کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہی اعتراض ان پر اور ان کے قرآن پر عائد اور وارد ہوتا۔

خمینی صاحب کے جواب نمبر۳ کی وضاحت کرتے ہوئے اوپر جو کچھ لکھا گیا ہے اس کے بعد اس جواب نمبر۴ پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں، اس میں خمینی صاحب نے اپنے اس عقیدہ کا عام تبرائی شیعوں کی طرح صفائی سے اظہار فرمایا ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ اور اور ان سے بیعت کرکے مخلصانہ تعاون کرنے والے تمام ہی صحابہ کرام تے (معاذاللہ) صرف دنیا اور حکومت و ریاست کی طمع میں اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے تعلق جوڑا تھا اور وہ اپنے اس مقصد کے لئے ہر نا کردنی کر سکتے تھے یہاں تک کہ قرآن میں تحریف بھی کر سکتے تھے ——— اس کے بعد خمینی صاحب کا جواب ۵ ملاحظہ فرمایا جائے۔

۵۔ فرضاً کہ ہیچ یک ازیں امور نمیشد باز خلاف از بین مسلمانہا برنمیخواست زیرا ممکن بود آں حزب ریاست خواہ کہ از کار خود ممکن نبود دست بردارند فوراً یک حدیث بپیغمبر اسلام نسبت دہند کہ نزدیک رحلت گفت امر شما با شوریٰ باشد، علی بن ابی طالب را خدا ازیں منصب خلع کرد۔

کشف الاسرار ص ۱۱۴

خمینی صاحب کے اس جواب ۵ کا حاصل یہ ہے کہ اگر قرآن میں صراحت کے ساتھ امام اور ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی کا نام صراحت کے ساتھ ذکر دیا جاتا اور جواب ۳ و ۴ میں ہم نے جن باتوں کا ذکر کیا ان میں سے بھی کوئی بات ظہور میں نہ آتی اور قرآن میں تحریف بھی نہ کی جاتی اور وہ آیت جوں کی توں قرآن میں موجود ہوتی جس علی بن ابی طالب کی امامت کی صراحت کی گئی ہوتی تب بھی یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ امامت و خلافت کے مسئلہ میں مسلمانوں میں وہ اختلاف نہ ہوتا جو ہوا کیونکہ جو پارٹی (معاذ اللہ ابوبکر و عمر کی پارٹی) صرف حکومت و اقتدار کی طالب تھی اور اسی کی طمع اور امید میں اس نے اپنے کو اسلام کے ساتھ چپکایا تھا، ممکن نہ تھا کہ وہ قرآن کی اس آیت کی وجہ سے اپنے مقصد سے دست بردار ہو جاتی، وہ لوگ فوراً ایک حدیث اس مضمون کی وضع کر کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے پیش کر دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں فرمایا تھا کہ تمہاری امارت و حکومت کا معاملہ باہمی مشورہ سے طے ہو گا۔ علی بن ابی طالب کو خدا نے امامت کے منصب سے معزول کر دیا ہے ———

خمینی صاحب کا یہ جواب بھی ان کے باطن کا پورا آئینہ دار ہے اور کسی وضاحت اور تبصرہ سے بے نیاز ہے۔

اس جواب ۵ کے بعد خمینی صاحب نے حضرات شیخین کا نام لے کر مشق تبرا فرمائی

ہے۔ پہلے عنوان قائم فرمایا ہے: "مخالفتہائے ابوبکر بالنص قرآن" اس کے بعد دوسرا عنوان قائم کیا ہے "مخالفت عمر با قرآن خدا" پہلے عنوان کے تحت فرمایا ہے:۔

"شاید بگوئید اگر در قرآن امامت تصریح میشد شیخین مخالفت نمیکردند و فرضاً آنہا مخالفت میخواستند بکنند مسلمانہا از آنہا نمی پذیرفتند ——— ناچار درین مختصر چند مادہ از مخالفتہائے آنہا تصریح قرآن ذکر میکنیم تا روشن شود کہ آنہا مخالفت میکردند و مردم ہم میپذیرفتند۔" کشف الاسرار ص ۱۱۵

مطلب یہ ہے کہ اگر آپ کہیں کہ قرآن میں اگر صراحت کے ساتھ حضرت علی کی امامت و ولایت کا ذکر کر دیا جاتا تو شیخین (ابوبکر و عمر) اس کے خلاف نہیں کر سکتے تھے اور اگر بالفرض وہ اس کے خلاف کرنا چاہتے تو عام مسلمان قرآن کے خلاف ان کی اس بات کو قبول نہ کرتے اور ان کی بات نہ چل سکتی۔ (خمینی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ خیال اور یہ خوش گمانی غلط ہے) ہم اس کی چند مثالیں یہاں پیش کرتے ہیں کہ ابوبکر نے اور اسی طرح عمر نے قرآن کے صریح احکام کے خلاف کام اور فیصلے کئے اور عام مسلمانوں نے ان کو قبول بھی کر لیا۔ کسی نے مخالفت نہیں کی۔

اس کے بعد خمینی صاحب نے (اپنے خیال کے مطابق) اس کی تین مثالیں حضرت ابوبکر صدیق سے متعلق پیش کی ہیں ان میں پہلی مثال غالباً سب سے زیادہ وزنی سمجھ کر خمینی صاحب نے یہ پیش فرمائی ہے کہ قرآنی آیات اور اس کے بیان فرماتے ہوئے قانون وراثت کی رو سے آپ کی صاحبزادی فاطمہ زہرا آپ کے ترکہ کی وارث تھیں لیکن ابوبکر نے خلیفہ ہونے کے بعد صریح قرآنی حکم کے خلاف ان کو ترکہ سے محروم کر دیا اور رسول خدا کی طرف سے یہ حدیث گھڑ کے لوگوں کے سامنے پیش کر دی "نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ" (کشف الاسرار ص ۱۱۵) ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، ہم جو بھی چھوڑیں صدقہ ہے)

خمینی صاحب نے ابوبکر صدیق کی مخالفت قرآن کی یہ پہلی مثال پیش فرمائی ہے ——— جیسا کہ پہلے بھی ہم عرض کر چکے ہیں خمینی صاحب کی باتوں کا جواب دینا اس وقت ہمارا موضوع

نہیں ہے تاہم یہاں اتنا اشارہ کر دینا ہم نامناسب نہیں سمجھتے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ حدیث بیان فرما کر خود اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ کو بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہونے کی حیثیت سے آپ کی وارث تھیں آپ کے ترکہ سے ان کا حصہ نہیں دیا ـــــ

صدیق اکبر کی مخالفت قرآن کی خمینی صاحب کی طرف سے پیش کی ہوئی یہ پہلی مثال تھی، باقی دو مثالیں بھی اسی طرح کی ہیں ـــــ اس کے آگے خمینی صاحب نے "مخالفت عمر با قرآن خدا" کا عنوان قائم کرکے چار مثالیں حضرت عمر سے متعلق ذکر کی ہیں جن میں سب سے پہلی مثال (غالباً اپنے دعوے کی سب سے زیادہ روشن اور وزنی دلیل سمجھتے ہوئے) خمینی صاحب نے یہ پیش فرمائی ہے کہ متعہ کو قرآن میں جائز قرار دیا گیا تھا، عمر نے قرآنی حکم کے خلاف اس کو حرام قرار دے دیا ـــــ باقی تین مثالیں بھی اسی طرح کی اور اسی وزن کی ہیں لے

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

حقیقت یہ ہے کہ یہ مثالیں ہی حضرات شیخین اور عام صحابہ کرام کے خلاف خمینی صاحب کے قلبی عناد اور سیاہ باطنی کی دلیلیں ہیں اور چونکہ یہ سب وہی گھسے پٹے مطاعن اور مباحث ہیں جن پر گزشتہ سات آٹھ صدیوں میں عربی، فارسی اور اردو میں بھی بلا مبالغہ سینکڑوں نہیں، ہزاروں چھوٹی بڑی کتابیں اور مضامین و مقالات لکھے جا چکے ہیں اس لئے ہم نے ان مثالوں کا ذکر کرنا اور ان پر تبصرہ کرنا غیر ضروری سمجھا نیز یہ کہ ساتویں اور آٹھویں صدی کے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے لے کر ہماری چودھویں صدی کے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ تک اہل سنت کے متکلمین و مصنفین نے ان موضوعات پر جو کچھ لکھا ہے وہ بجائے خود ایک وسیع کتب خانہ ہے، راقم سطور کے نزدیک اس پر

لے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہوں گے کہ متعہ شیعہ مذہب میں صرف جائز اور حلال ہی نہیں ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ انشاء اللہ اس بارہ میں اپنے موقع پر تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔

کسی اضافہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش۔

علاوہ ازیں جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے ہمارے اس مقالہ کا موضوع شیعہ سنی اختلافی مسائل پر بحث مباحثہ نہیں ہے اس میں ہمارا خطاب اہل سنت ہی سے، خاصکر اُن پڑھے لکھے اور دانشور کہلائے جانے والے حضرات سے ہے جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہیں جو ایرانی سفارت خانوں اور اُن کے ایجنٹوں کے ذریعہ خمینی صاحب کی شخصیت کے بارے میں کیا جا رہا ہے کہ وہ شیعہ سنی اختلاف سے بالاتر بلکہ بیزار ہیں۔ وحدتِ اسلامی کے داعی ہیں، حضرات خلفائے راشدین کا احترام کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو وہ شیطان قرار دیتے ہیں جو شیعہ سنی اختلاف کی بات کریں ـــ یہ پروپیگنڈہ (جو سو فی صد تقیہ اور جھوٹ پر مبنی ہے) اس طرح کیا جا رہا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان کی پوری فضا اس سے بھر دی گئی لے

الغرض اس مقابلہ میں ہمارا خاص خطاب اہل سنت میں سے انہی حضرات سے ہے جو حقیقت سے ناواقفی اور سادہ لوحی کی وجہ سے اس پروپیگنڈے پر یقین کرتے ہیں ـــ ہمارا مقصد انہی حضرات کو خمینی صاحب کی حقیقت اور حضرات خلفائے راشدین

لے ہند و پاکستان کے ایرانی سفارتخانوں اور ان کی ایجنسیوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ اخبارات و رسائل اور پمفلٹوں کی شکل میں اردو زبان میں جو پروپیگنڈہ اس سلسلہ میں کیا جا رہا ہے اس کا حال تو کسی قدر تفصیل سے معلوم ہے۔ لیکن یورپ، امریکہ، افریقہ جیسے ممالک کے بارے میں خطوط سے اور دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں کی زبانوں میں یہ پروپیگنڈہ اس سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر اور زور شور سے کیا جا رہا ہے اور عام طور سے پڑھے لکھے مسلمان جو حقیقت سے بالکل واقف نہیں اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر خمینی صاحب کے بارے میں ایسا ہی یقین رکھتے ہیں ـــ ان بیچاروں کو کیا معلوم کہ تقیہ (یعنی جھوٹ بول کر دوسروں کو دھوکا دینا) شیعہ مذہب میں صرف جائز نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور ائمہ معصومین کی سنت ہے۔ مذہب شیعہ کی معتبر کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ سنیوں کے ساتھ جماعت میں ان کے امام کے پیچھے ازراہ تقیہ جو نماز پڑھی جائے اس کا ثواب پچیس درجہ زیادہ ہو گا۔ انشاء اللہ آگے اپنے موقع پر اس موضوع پر تفصیل سے عرض کیا جائے گا

عام صحابہ کرام اور اہل سنت کے بارے میں ان کے خیالات اور موقف سے واقف کرانا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اگر عقلیں مسخ نہیں کر دی گئی ہیں اور ہدایت سے محرومی کا فیصلہ نہیں کر دیا گیا ہے تو خمینی صاحب کی جو عبارتیں ان صفحات میں ان کی "کشف الاسرار" سے نقل کی گئی ہیں وہی اس مقصد کے لیے کافی ہیں۔

ہاں اس سلسلہ میں حضرت فاروق اعظم کی شان میں خمینی صاحب کا ایک انتہائی دل آزار اور دلخراش جملہ ہم دل پر جبر کر کے ان فریب خوردہ حضرات کی عبرت و بصیرت کے لیے اور نقل کرتے ہیں۔

خمینی صاحب نے "مخالفت عمر با قرآن خدا" کے عنوان کے تحت، سب سے آخر میں "حدیث قرطاس" کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ کلام میں فاروق اعظم کی شان میں اُن کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

"ایں کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالفت است با آیاتے از قرآن کریم" (کشف الاسرار ص۱۱۹)

اس جملہ میں حضرت فاروق اعظم کو صراحۃً کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔ خمینی صاحب کی اس بدزبانی پر کہنے کو تو بہت کچھ دل چاہتا ہے لیکن اس سے اپنے غیظ و غضب کے اظہار کے سوا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لیے اس کا انتقام "عزیز ذو انتقام" ہی کے سپرد کرتے ہیں

خمینی صاحب نے اس بحث کے آخر میں ایک عنوان قائم فرمایا ہے۔

نتیجہ سخن مادریں بارہ (یعنی شیخین کی طرف سے قرآن کی مخالفت کے بارے میں ہماری مندرجہ بالا گفتگو کا نتیجہ) اس عنوان کے تحت خمینی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

از مجموعہ ایں مادہا معلوم شد مخالفت کردن۔ شیخین از قرآن در حضور مسلماناں یک امر خیلے مہمے نبود و مسلماناں نیز یا داخل در حزب خود آنہا بودہ و در مقصود با آنہا بودند، ویا اگر ہمراہ نبودند جرأت حرف زدن در مقابل آنہا کہ با پیغمبر خدا و دختر او ایں طور سلوک میکردند نداشتند، ویا اگر گاہے

یکے از آنہا یک حرفے میزد و سخن او را بچیزے نمیگرفتند و جملہ کلام آنکہ اگر در قرآن ہم ایں امر با صراحت لہجہ ذکر میشد باز آنہا دست از مقصود خود برنمیداشتند و ترک ریاست برائے گفتہ خدا نمیکردند۔ منتہا چوں ابوبکر ظاہر سازیش بیشتر بود با یک حدیث ساختگی کار را اتمام میکرد چنانچہ راجع بآیات ارث دیدید و از عمر ہم استبعادے نداشت کہ آخر امر بگوید خدا یا جبرئیل یا پیغمبر در فرستادن یا آوردن ایں آیت اشتباہ کردند و مہجور شدند، آنگاہ سنیان نیز از جائے برمیخواستند متابعت او را میکردند چنانچہ در انہمہ تغییرات کہ در دین اسلام داد متابعت از و کردند و قول او را بآیات قرآنی و گفتہائے پیغمبر اسلام مقدم داشتند"

کشف الاسرار ص۱۱۹-۱۲۰

خمینی صاحب نے اس طول طویل عبارت میں اپنے ناظرین کے سامنے اُس بحث کا نتیجہ اور خلاصہ پیش کیا ہے جو انہوں نے شیخین (حضرت ابوبکر و حضرت عمر) کی مخالفتِ قرآن کے بارہ میں کی ہے (جو ہمارے ناظرین کرام نے گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمائی) خمینی صاحب کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے ابوبکر و عمر کی مخالفتِ قرآن کی جو مثالیں پیش کی ہیں ان سے معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کی موجودگی میں اور علانیہ ان کے سامنے صریح قرآنی احکام کے خلاف رویہ اختیار کرنا ان دونوں کے لیے کوئی اہم اور غیر معمولی بات نہیں تھی، اس وقت کے مسلمانوں (یعنی صحابہ) کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی پارٹی میں شامل اور حکومت و اقتدار طلبی کے ان کے مقصد و نصب العین میں اُن کے ساتھ شریک، ان کے رفیق کار اور پورے ہمنوا تھے، یا اگر ان کی پارٹی میں شامل اور ان کے پورے ہمنوا نہیں تھے تو بھی ان کا حال یہ تھا کہ وہ اُن جفا پیشہ طاقتور منافقین کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے جو خود رسول خدا اور آپ کی لختِ جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر چکے تھے[1] وہ اُن سے ڈرتے تھے اس وجہ سے ان کے خلاف زبان کھولنے کی ان میں جرأت و ہمت

---

[1] حوالہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمایئے

ہی نہیں تھی ، اور اگر اللہ یہی چاہتے کہ کوئی بات ان کی منشا کے خلاف نہیں کرتا ہو اگر کچھ ہوا بھی تو وہ
اُس کی کوئی پرواہ نہ کرتے اور جو کرنا ہوتا وہی کرتے ـــــ حاصل یہ کہ اگر قرآن میں
امامت کے منصب کے لیے حضرت علی کے نام کی صراحت بھی کر دی گئی ہوتی تب
بھی یہ لوگ (شیخین اور ان کی پارٹی) اللہ کے فرمان کی وجہ سے حکومت پر قبضہ کرنے
کے اپنے مقصد اور منصوبہ سے ہرگز دستبردار نہ ہوتے ، ابوبکر جنہوں نے پہلے سے پورا
منصوبہ تیار کر رکھا تھا ، قرآن کی اس آیت کے خلاف ایک حدیث گھڑ کے پیش کر
دیتے اور معاملہ ختم کر دیتے جیسا کہ انہوں نے حضرت فاطمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی میراث سے محروم کرنے کے لیے کیا ـــــ اور عمر سے بالکل بعید نہیں تھا کہ وہ
(اس آیت کے بارے میں جس میں صراحت کے ساتھ امامت کے منصب پر حضرت
علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو خود خدا سے اس
آیت کے نازل کرنے میں یا جبرئیل یا رسول خدا سے اس کے پہچاننے میں بھول چوک
ہو گئی ، اس وقت سنی لوگ بھی ان کی تائید کے لیے کھڑے ہو جاتے اور خدا کے
فرمان کے مقابلہ میں ان ہی کی بات مانتے ـــــ جیسا کہ ان ساری تبدیلیوں کے بارے
میں ان کا رویہ ہے جو عمر نے دین اسلام اور اس کے احکام میں کی ہیں ، ان سب
میں سنیوں نے قرآنی آیات اور رسول خدا کے ارشادات کے مقابلہ میں عمر کی بات
ہی کو مقدم رکھا ہے اور اسی کی پیروی کر رہے ہیں ۔

حضرت عثمان ذوالنورین کے بارے میں

شاید ناظرین نے بھی محسوس کیا ہو کہ
حضرات شیخین، عام صحابہ کرام اور ان کے

لـہ اس ظالمانہ سلوک سے خمینی صاحب کا اشارہ ان شیعی روایات کی طرف ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ (معاذ اللہ) شیخین اور ان کی پارٹی کے خاص ساتھیوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسی ایذائیں پہنچائیں اور کیسے کیسے ستایا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی لخت جگر فاطمہ زہرا کے ساتھ کیسا ظالمانہ سلوک کیا۔

(باقی صفحہ آئندہ پر)

آگے ان کے متبعین اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں تو خمینی صاحب نے اس
اس موقع پر اپنے "خیالات و تحقیقات" کا اظہار فرمایا لیکن خلیفہ ثالث حضرت عثمان کا کوئی
ذکر ہی نہیں آیا ـــــ تو ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ خمینی صاحب کے نزدیک وہ (معاذ اللہ)
اس درجہ کے مجرم ہیں کہ ان کو اور ان کے ساتھ حضرت معاویہ کو انہوں نے یزید کے ساتھ
مجرمین کے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے ۔ اسی کتاب "کشف الاسرار" میں مندرجہ بالا بحث سے
چند صفحے پہلے یہ مضمون لکھنے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیج کر دین اسلام
کی اور خداوندی قانون کے مطابق ایک حکومت عادلہ کی تعمیر و تکمیل کرائی اور یہ عادت
مکمل ہو گئی تو عقل کا تقاضا ہے کہ وہ خدا کی اس بقا اور حفاظت کا بھی انتظام کرے
اور اپنے پیغمبر ہی کے ذریعہ اس کے بارے میں ہدایت دے ، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو
وہ اس کا مستحق نہیں کہ اس کو خدا مان کر ہم اس کی پرستش کریں ـــــ آگے اسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ابوبکر نے ان کو باپ کے ترکہ سے محروم کیا اور (معاذ اللہ) عمر نے ان کے بازو پر ایسا تازیانہ مارا جس سے ان کا بازو سوج گیا اور گھر کا دروازہ ان پر گرا دیا جس سے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور پیٹ میں جو بچہ تھا جس کا نام پیدائش سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محسن رکھ گئے تھے وہ شہید ہو گیا" یہ (خرافاتی روایت ملا باقر مجلسی نے "جلاء العیون" میں ذکر کی ہے (اسکے اردو ترجمہ مطبوعہ ایران کے حصہ اول ص۲۷۲ پر بھی دیکھی جا سکتی ہے) اور واضح رہے کہ خمینی صاحب نے اپنی اسی کتاب کشف الاسرار کے ص۱۲۱ پر مجلسی کی کتابوں کو معتبر قرار دیکر انکے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے ۔ نیز یہ روایت شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتاب احتجاج طبرسی ص۴۷ میں بھی ہے۔ علاوہ ازیں خود خمینی صاحب نے حضرت عمر کے بارے میں کشف الاسرار ہی میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول خدا کے آخری وقت میں آپکی شان میں ایسی گستاخی کی کہ حضور پاک کو انتہائی صدمہ ہوا اور آپ اسی صدمہ کو لیکر دنیا سے رخصت ہوئے (ص۱۱۹) اور اسی کشف الاسرار میں حضرت عمر کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول خدا کے گھر میں آگ لگائی ۔
(در خانہ پیغمبر آتش زد ص۱۱۱) معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲

سلسلہ میں خمینی صاحب نے لکھا ہے :-

ماخدائے را پرستش میکنیم ومیشناسیم کہ کارہایش بر اساس عقل پائیدار و
بخلاف گفتہ عقل، ہیچ کارے نہ کند نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا
پرستی و عدالت و دینداری بناکندہ خود بخرابی آں بکوشد ویزید ومعاویہ و
عثمان و ازیں قبیل چپاولچی ہائے دیگر را امروم امارت دہد۔
(کشف الاسرار ص۱۰۷)

مطلب یہ ہے کہ ایسے خدا کی پرستش کرتے اور اسی کو مانتے ہیں جس کے سارے کام عقل وحکمت کے مطابق ہوں۔ ایسے خدا کو نہیں جو خدا پرستی اور عدالت و دینداری کی ایک عالیشان عمارت تیار کرائے اور خود ہی اس کی بربادی کی کوشش کرے کہ یزید ومعاویہ اور عثمان جیسے ظالموں بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کردے۔

اس وقت ہم کو اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا ہے ناظرین کو صرف یہ بتلانا ہے کہ حضرت عثمان بھی (جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کا نکاح کیا اور یہ شرف ان کے سوا کسی کو حاصل نہیں) خمینی صاحب کے نزدیک اس درجہ کے مجرم ہیں۔ (کبرت کلمۃ تخرج من أفواههم)

اب رہ گئے بس حضرت علی

اور ان کے تین یا چار ساتھی (سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن الاسود اور ایک روایت کے مطابق چوتھے عمار بن یاسر بھی) اس وقت کے ایک لاکھ سے اوپر مسلمانوں میں شیعی روایات کے مطابق بس یہی پانچ حضرات تھے، جو منافق نہیں تھے مومن صادق تھے، اور وفات نبوی کے بعد بھی یہ ثابت قدم رہے ــــ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس پانچ نفری جماعت میں قائد اور امیر کی حیثیت حضرت علی ہی کی تھی باقی چار ان کے متبع اور پیرو کار تھے ــــ لیکن شیعی روایات اور خمینی صاحب کے بیان کے مطابق) ان کا بھی حال یہ تھا کہ یہ جاننے کے باوجود ابوبکر (معاذ اللہ) مومن نہیں منافق ہیں اور انہوں نے

صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں اپنے کو مسلمان ظاہر کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے سے قرآن میں تحریف بھی کر سکتے ہیں اور اس کے بعد بھی آگے یہ کہ اگر کسی وقت یہ محسوس کریں کہ اسلام چھوڑ کے (اور ابوجہل وابولہب کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کرکے ہی یہ حکومت واقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو یہ بھی کر گزریں گے۔ (بہرحال ابوبکر کے بارے میں یہ سب کچھ جاننے کے باوجود) حضرت علی نے تقیہ کا راستہ اختیار کرکے ان کو خلیفہ رسول مان کر ان کی بیعت کی اور ان کے ساتھ ان کے چاروں ساتھیوں نے بھی اسی طرح تقیہ کا راستہ اختیار کرکے ضمیر کے خلاف ان کی بیعت کی۔ شیعہ حضرات کی معتبر کتاب "احتجاج طبرسی" میں ہے۔

ما من الامۃ احدٌ بایع مکرھًا غیر علی واربعتنا

سوائے علی کے اور ہمارے ان چاروں کے امت میں سے کسی نے ابوبکر کی بیعت زور اور زبردستی سے مجبور ہو کر نہیں کی (یعنی ان کے سوا سب مسلمانوں نے ان کی بیعت برضا ورغبت کی)

پھر شیعہ مذہب کے مسلمات میں سے ہے کہ حضرت علی، ابوبکر کی پوری مدت خلافت میں اس تقیہ ہی کی روش پر قائم رہے کبھی ایک دن بھی انھوں نے کسی مجمع میں اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا دن میں پانچ وقت ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے اور امورِ خلافت میں برابر تعاون کرتے رہے۔ پھر یہی رویّہ ان کا حضرت عمر کے قریبًا دس سالہ دورِ خلافت میں اور اس کے بعد حضرت عثمان کے قریبًا بارہ سالہ دورِ خلافت میں مذہب شیعہ کے مسلمات اور شیعی روایات کے مطابق خلافت وامامت کے مسئلہ میں کبھی اپنے اختلاف کا اظہار نہیں کیا۔

پھر شیعی روایات میں اُس جبر اور زبردستی کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے جس سے مجبور ہو کر حضرت علی نے بیعت کی تھی، وہ بڑی ہی شرمناک اور خود علی مرتضیٰ کے حق میں انتہائی توہین آمیز ہے ــــ احتجاج طبرسی کی جس روایت میں اس جبری بیعت کا ذکر کیا گیا ہے اُسی میں ہے کہ حضرت علی کے گلے میں رسی ڈال کر گھر سے گھسیٹ

کے ابوبکر کے پاس لایا گیا اور وہاں عمر اور خالد بن ولید وغیرہ تلواریں لیے کھڑے تھے اور (نعوذ باللہ) عمر نے دھمکی دی کہ بیعت کرلو ورنہ تمہارا سر قلم کر دیا جائے گا، اس طرح ان کو مجبور کیا گیا تب آخر الامر انہوں نے بیعت کی ۔ (ملخصاً احتجاج طبرسی صفحہ ۴۷، ۴۸)

حیرت ہے کہ ان شیعہ مصنفین نے یہ خرافاتی روایت جس میں حضرت علی کی سخت ترین توہین و تذلیل کی گئی ہے اور ان کو انتہائی بزدل اور پست کردار دکھایا گیا ہے، اپنی تصنیفات میں شامل کرنا کس طرح مناسب سمجھا۔ ہمارے نزدیک تو اس کی کوئی معقول توجیہ اس کے سوا نہیں کی جاسکتی کہ حضرات شیخین کی عداوت اور ان کو ظالم و جابر ثابت کرنے کا جذبہ ان پر ایسا غالب آیا کہ اس کو سوچ ہی نہ سکے کہ اس روایت سے خود حضرت علی کی تصویر کتنی خراب بنتی ہے؟

حضرت علی مرتضیٰ تو امت کے سابقین اولین میں ہیں، ان میں خداداد طاقت و شجاعت فطری غیرت وحمیت اور محیر العقول جانبازی کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت کے فیض سے عزیمت و قربانی اور حق گوئی و بیباکی کے اوصاف مثالی حد تک راسخ ہو گئے تھے، ان کے بارے میں ایسی بزدلی اور پست کرداری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا — بعد کے دور میں بھی اس امت میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جنھوں نے "کلمۃ حق عند سلطان جائر" کے جہاد کی تابناک مثالیں قائم کی ہیں۔

باب ۴

حضرات شیخین ذوالنورین عام صحابہ کرام اور اہل سنت کے بارے میں خمینی صاحب کے فرمودات ایک نظر میں

خمینی صاحب کی کتاب "کشف الاسرار" کی جو عبارتیں اس سلسلہ کی پہلی قسط میں ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائیں جن میں انہوں نے حضرات شیخین و ذوالنورین، عام صحابہ کرام اور اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں تقیہ کی لاگ لپیٹ کے بغیر اپنے عقیدہ و مسلک کا صراحت و صفائی اور پورے ادعا کے ساتھ اظہار فرمایا ہے، ان کے بارے میں جو کچھ ہم کو اپنے خاص مخاطبین سے عرض کرنا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے مختصر الفاظ میں خمینی صاحب کے ان فرمودات کا حاصل چند نمبروں میں یکجا ناظرین کے سامنے "نقل کفر کفر نباشد" کی معذرت کے ساتھ پیش کر دیا جائے۔

(۱) شیخین ابوبکر و عمر دل سے ایمان ہی نہیں لائے تھے، صرف حکومت اور اقتدار کی طمع و ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا۔ (جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے یہ "چپکا رکھنا" خود خمینی صاحب کی تعبیر ہے)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت و اقتدار حاصل کرنے کا جو منصوبہ تھا اس کے لیے وہ ابتدا ہی سے سازش کرتے رہے، اور انہوں نے اپنے ہم خیالوں کی ایک طاقتور پارٹی بنالی تھی، ان سب کا اصل مقصد اور مطمع نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت پر قبضہ کر لینا ہی تھا۔ اس کے سوا اسلام سے اور قرآن سے ان کو کوئی سروکار نہیں تھا۔

(۳) اگر بالفرض قرآن میں صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامت و خلافت کے لیے حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر بھی کر دیا جاتا تب بھی یہ لوگ ان قرآنی آیات اور خداوندی فرمان کی وجہ سے اپنے اس مقصد اور منصوبہ سے دستبردار ہونے والے نہیں تھے جس کے لیے انہوں نے اپنے کو اسلام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے چپکا رکھا تھا، اس مقصد کے لیے جو حیلے اور جو داؤ پیچ ان کو کرنے پڑتے وہ سب کرتے، اور فرمان خداوندی کی پروانہ کرتے۔

(۴) قرآنی احکام اور خداوندی فرمان کے خلاف کرنا ان کے لیے معمولی بات تھی، انہوں نے بہت سے قرآنی احکام کی مخالفت کی اور خداوندی فرمان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

(۵) اگر وہ اپنا مقصد (حکومت و اقتدار) حاصل کرنے کے لیے قرآن سے ان آیات کا نکال دینا ضروری سمجھتے (جن میں امامت کے منصب پر حضرت علی کی نامزدگی کا ذکر کیا گیا ہوتا) تو وہ ان آیتوں ہی کو قرآن سے نکال دیتے، یہ اُن کے لیے معمولی بات تھی۔

(۶) اگر وہ ان آیات کو قرآن سے نہ نکالتے تب وہ یہ کر سکتے اور یہی کرتے کہ کوئی حدیث اس مضمون کی گھڑ کے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو سنا دیتے کہ آخری وقت میں آپؐ نے فرمایا تھا کہ امام و خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ شوریٰ سے طے ہوگا اور علی جن کو امامت کے منصب کے لیے نامزد کیا گیا تھا اور قرآن میں بھی اس کا ذکر کر دیا گیا تھا اُن کو اس منصب سے معزول کر دیا گیا۔

(۷) اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ عُمر ان آیات کے بارے میں کہہ دیتے کہ یا تو خود خدا سے ان آیتوں کے نازل کرنے میں، یا جبرئیل یا رسول خُدا سے ان کے پہنچانے میں اشتباہ ہو گیا، یعنی غلطی اور چوک ہو گئی۔

(۸) خمینی صاحب نے (حدیث قرطاس ہی کا ذکر کرتے ہوئے) بڑے دردناک نوحہ کے انداز میں (حضرت عمر کے بارے میں) لکھا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ کے آخری وقت میں اس نے اپنی شان میں ایسی گستاخی کی جس سے رُوحِ پاک کو انتہائی صدمہ پہنچا اور آپ دل پر اس صدمہ کا داغ لیکر دنیا سے رخصت ہوئے — اس موقعہ پر خمینی صاحب نے صراحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ عمر کا یہ گستاخانہ کلمہ دراصل اس کے باطن اور اندر کے کفر و زندقہ کا ظہور تھا۔ یعنی اس سے ظاہر ہو گیا کہ (معاذ اللہ) وہ باطن میں کافر و زندیق تھا۔

(۹) اگر یہ شیخین (اور ان کی پارٹی والے) دیکھتے کہ قرآن کی ان آیات کی وجہ سے

(جن میں امامت کے لیے حضرت علی کی نامزدگی کی گئی ہوتی) اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے ہم حصول حکومت کے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسلام کو ترک کر کے اور اس سے کٹ کر ہی یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں، تو یہ ایسا ہی کرتے اور (ابوجہل و ابولہب کا موقف اختیار کر کے) اپنی پارٹی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہو جاتے۔

(۱۰) عثمان و معاویہ اور یزید ایک ہی درجہ کے "چیاو چی" (ظالم و مجرم) تھے۔

(۱۱) عام صحابہ کا حال یہ تھا کہ یا تو وہ ان کی (شیخین کی) خاص پارٹی میں شریک و شامل ان کے رفیق کار اور حکومت طلبی کے مقصد میں ان کے پورے ہمنوا تھے۔ یا پھر وہ تھے جو ان لوگوں سے ڈرتے تھے اور ان کے خلاف ایک حرف زبان سے نکالنے کی ان میں جرأت و ہمت نہیں تھی۔

(۱۲) دنیا بھر کے اولین و آخرین اہل سنت کے بارے میں خمینی صاحب کا ارشاد ہے سینوں کا معاملہ یہ ہے کہ ابوبکر و عمر قرآن کے صریح احکام کے خلاف جو کچھ کہیں، یہ لوگ قرآن کے مقابلہ میں اسی کو قبول کرتے اور اسی کی پیروی کرتے ہیں — عمر نے اسلام میں جو تبدیلیاں کیں اور قرآنی احکام کے خلاف جو احکام جاری کیے سینوں نے قرآن کے اصل حکم کے مقابلہ میں عمر کی تبدیلیوں اور اُس کے جاری کئے ہوئے احکام کو قبول کر لیا اور وہ انہی کی پیروی کر رہے ہیں۔ (یہ ہے خمینی صاحب کے فرمودات کا حاصل اور خلاصہ)

خمینی صاحب کے ان فرمودات کے لوازم و نتائج

قرآنی آیات اور احادیث متواترہ کی تکذیب

خمینی صاحب "کشف الاسرار" کی اُن عبارتوں میں جو ناظرین کرام نے پہلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں (اور جن کا حاصل سطور بالا میں عرض کیا گیا) حضرات خلفائے ثلثہ اور ان کے خاص رفقاء یعنی — حضرت علی مرتضٰی اور ان کے ۳ - ۴ ساتھیوں کے علاوہ — تمام ہی سابقین اولین،

مثلاً حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ، حضرت زبیر وغیرہ صفِ اول کے سارے ہی صحابہ کرام کے بارے میں جو کچھ فرمایا ـــــ یعنی یہ کہ یہ سب (معاذ اللہ) منافقین تھے، صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر کے اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چپکا رکھا تھا، اور یہ ایسے شقی اور ناخدا ترس تھے کہ اپنے اس مقصد کے لیے اسلام کو چھوڑ کے (ابوجہل اور ابولہب کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جانا ضروری سمجھتے تو یہ ایسا بھی کر سکتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض خمینی صاحب نے یہ جو کچھ فرمایا ظاہر ہے کہ یہ قرآن مجید کی ان تمام آیات کی تکذیب ہے جن سے قطعیت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات خلفائے راشدین کی دعوت و نصرت اور جہاد فی سبیل اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے وہ سب مومنین صادقین ہیں، مقبولین بارگاہ خداوندی ہیں، جنتی ہیں، اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں ـــــ ان آیات کو پوری وضاحت و تشریح کے ساتھ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی "ازالۃ الخفا" میں، اور نواب محسن الملکؒ کی آیاتِ بینات حصہ اول میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ نے علاحدہ علاحدہ ان آیات کی تفسیر میں مستقل رسائل لکھے ہیں، ان چیزوں کا

لے۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحبؒ کے اس سلسلہ کے چند رسائل کے نام یہ ہیں۔ مقدمہ تفسیر آیات خلافت۔ تفسیر آیت استخلاف۔ تفسیر آیت تمکین فی الارض۔ تفسیر آیت فی، تفسیر آیت قتال مرتدین۔ تفسیر آیت اظہار دین۔ تفسیر آیت رضوان۔ تفسیر آیت میراث ارض، تفسیر آیت معیت، تفسیر آیت دعوت اعراب۔ ان کے علاوہ بھی اس سلسلے کے متعدد تفسیری رسائل حضرت مولانا لکھنوی علیہ الرحمہ کے ہیں) ان میں سے اکثر رسائل قریباً ساڑھے سات سو صفحات کے ضخیم مجلد مجموعہ کی شکل میں حال ہی میں پاکستان میں طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔ اس مجموعہ کا نام "تحفۂ خلافت" ہے۔ یہ مجموعہ جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام مدنی محلہ شہر جہلم (پاکستان) سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ (راقم سطور کو حضرت مولانا لکھنوی کے حفید مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی نے بتلایا ہے کہ ان تمام رسائل کو تصحیح وغیرہ کے خاص اہتمام کے ساتھ عنقریب ہی شائع کرنے کا ارادہ ہے)۔

مطالعہ کر کے ہر وہ شخص جو عقل سلیم اور نور ایمان سے محروم نہیں کیا گیا ہے پورے یقین کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں خاص معجزانہ انداز میں ان صحابہ کرام کے مومنین صادقین ہونے کی شہادت محفوظ کر دی ہے اور یہ اس لیے بھی کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اور آپ کی ساری دینی تعلیمات انہیں کے ذریعہ بعد والوں کو پہنچنے والی تھیں، اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت، آپ کے واقعاتِ حیات، آپ کی ہدایات، سیرت و تعلیمات اور آپ کے معجزات کے عینی شاہد تھے اور انہی کی دعوت و شہادت بعد والوں کے لیے ایمان لانے کا ذریعہ بننے والی تھی ـــــ اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان اصحاب کی امانت و صداقت اور عند اللہ مقبولیت کی شہادت کے علاوہ ان کے وہ فضائل و مناقب بھی بیان فرمائے جو حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ "قدر مشترک" کے اصول پر یہ احادیث متواترہ ہیں۔

بہرحال خمینی صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ ان آیات کی اور ان احادیث متواترہ کی اسی طرح تکذیب ہے جس طرح کہ یہ عقیدہ کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آ سکتا ہے ـــــ اُن آیات قرآنی اور احادیث متواترہ کی تکذیب ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا بیان فرمایا گیا ہے (ضروری نہیں کہ یہ تکذیب دانستہ، شعوری اور بالارادہ ہو)

| رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر معاذ اللہ... |

پھر بات ان آیات و احادیث کی تکذیب ہی پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس سے بدرجہا زیادہ سنگین یہ مسئلہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگر خواص و عوام صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب کے ان فرمودات کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تسلیم کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت و اصلاح، تزکیۂ نفس اور تعمیر سیرت کے جس مقصد عظیم کے لیے آپ کو خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا تھا، اس میں آپ صرف ناکام ہی نہیں رہے بلکہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خلکم بدہن) انتہائی درجہ

کے نااہل اور ناقابل ثابت ہوئے — آپ کی زندگی میں ایک لاکھ سے اُوپر آدمیوں نے اسلام قبول کیا، ان میں سے ایک بڑی تعداد ابتدائے دورِ نبوت سے آپ کی حیاتِ طیبہ کے آخری دن تک آپ کے قریب اور سفر و حضر میں آپ کی رفاقت و صحبت میں رہی آپ کے مواعظ و خطبات اور مجلسی ارشادات خود آپ کی زبان مبارک سے دن رات سنتی رہی، آپ کے معاملات اور شب و روز کے معمولات دیکھتی رہی، لیکن ان میں سے دس کو بھی ایمان نصیب نہیں ہوا وہ (معاذ اللہ) منافق یعنی بظاہر مسلمان اور بباطن کافر ہی رہے۔ کیا کسی مرشد و مصلح کی ناقابلیت اور نااہلیت کا اس سے بڑا بھی کوئی ثبوت ہو سکتا ہے؟ — پھر حضرت علی مرتضیٰ اور ان کے جن تین چار ساتھیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مومن صادق تھے، ان کا بھی حال یہ بتلایا جاتا ہے کہ انہوں نے دھمکی دباؤ سے مجبور ہو کر ایسے لوگوں کو خلیفۂ رسول مان لیا اور ان کی بیعت کر لی جن کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ وہ مومن ہی نہیں منافق ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے دشمن ہیں۔ اور پھر تقیہ کے نام سے ان کے ۲۴ سالہ دورِ خلافت میں ان کی اطاعت اور وفاداری کا رویہ اپنائے رہے۔

الغرض خمینی صاحب کے ان فرمودات کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین و دعوت، تربیت اور بیس سالہ جد و جہد بالکل ہی بے اثر رہی اس سے ایک بھی مرد مومن پیدا نہ ہو سکا یا تو منافقین تھے یا وہ جو تقیہ کے نام سے منافقانہ رویہ ہی اختیار کیے رہے — معاذ اللہ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

قرآن مجید قطعاً ناقابل اعتبار از روئے عقل اس پر ایمان ناممکن

اسی طرح خمینی صاحب کے ان فرمودات کا یہ بھی لازمی اور بدیہی نتیجہ ہے کہ قرآن مجید قطعاً ناقابل اعتبار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت مسلم ہے کہ قرآن پاک موجودہ کتابی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے دور میں سرکاری اہتمام سے مدون ہوا۔ اور پھر حضرت عثمان نے اپنے دورِ خلافت میں اسی نسخہ کی نقلیں

سرکاری طور پر اس وقت کے عالم اسلامی مرکزی شہروں میں بھیجیں — اور خمینی صاحب کے مندرجہ بالا فرمودات کے مطابق یہ خلفائے ثلثہ (معاذ اللہ) ایسے منافق اور ناخدا ترس تھے کہ اپنی دنیوی اور سیاسی مصلحتوں کے تقاضے سے قرآن پاک میں بے تکلف ہر طرح کی تحریف اور قطع و برید کر سکتے تھے، اور اگر وہ ایسا کرتے تو عام صحابہ میں سے کوئی ان سے خوف زدہ اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے — ظاہر ہے کہ خمینی صاحب کی اس بات کو تسلیم کر لینے کے بعد عقلی طور پر بھی اس کا امکان نہیں رہتا کہ موجودہ قرآن کے بارہ میں یقین کیا جائے کہ یہ فی الحقیقت وہی کتاب اللہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی اور اس میں کوئی تحریف اور قطع و برید کی کارروائی نہیں ہوئی ہے — خمینی صاحب کے فرمودات کا یہ ایسا روشن اور بدیہی نتیجہ ہے کہ اس کے سمجھنے کے لیے کسی خاص درجہ کی ذہانت اور باریک بینی کی ضرورت نہیں۔ ہر موٹی عقل والا بھی اس کو دو اور دو چار کی طرح سمجھ سکتا ہے — واضح رہے کہ ایمان اس قلبی یقین و تصدیق کا نام ہے جس میں کسی شک شبہ کا امکان اور گنجائش ہی نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ حضرات خلفائے ثلثہ اور عام صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب کی بات تسلیم کر لینے کے بعد قرآن پاک کے بارے میں ایسے یقین کا از روئے عقل امکان ہی نہیں رہتا۔

ملحوظ رہے کہ ایمان بالقرآن کے بارے میں یہاں جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ صرف خمینی صاحب کے فرمودات کی بنیاد پر عرض کیا گیا ہے اس مسئلہ پر تفصیل کے ساتھ ان شاء اللہ آگے اس مقالہ میں اپنے مقام پر لکھا جائے گا کہ اس بارے میں کتب شیعہ میں "ائمہ معصومین" سے کیا ارشادات روایت کیے گئے ہیں اور اکابر و اعاظم علمائے شیعہ کا موقف کیا رہا ہے

خمینی صاحب کے فرمودات کے لوازم و نتائج کے سلسلہ میں آخری سنگین ترین بات

اس سلسلہ میں راقم سطور ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہے جو اس عاجز کے نزدیک سب سے زیادہ سنگین ہے۔ کاش شیعہ حضرات بھی اس پر سنجیدگی سے غور فرمائیں۔

حضرات شیخین، ذوالنورین اور ان کے خاص رفقاء صف اوّل کے قریباً تمام ہی

صحابہ کرام کے بارے میں خمینی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کو پڑھ کے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغض و عناد نہ رکھنے والے غیر مسلم آج کل کی سیاسی مکر و فریب کی تمام خصوصیات یہی نتیجہ بھی نکال سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ) خود ان کے پیغمبر کا دعویٰ نبوت اور ایک نئے مذہب اسلام کی دعوت اپنی حکومت قائم کرنے ہی کی ایک ترکیب تھی، اصل مقصد بس حکومت کرنا تھا ـــ اور ابوبکر و عمر و عثمان جیسے تک کے کچھ سر آور اور ہوشیار و چالاک لوگ بھی اسی مقصد کو دل میں لیے ہوئے آپ کے ساتھ ہو گئے۔ اور یا اس طرح اسلام کے نام پر ایک پارٹی بن گئی ـــ اس پارٹی میں شروع ہی سے دو گروپ تھے، ایک طرف خود پیغمبر صاحب تھے جن کا مقصد اور منصوبہ یہ تھا کہ حکومت قائم ہو جائے تو وہ ہمیشہ کے لیے اس کو اپنے گھر والوں کے لیے محفوظ کر دیں نسلاً بعد نسل حکومت ہمیشہ انہی کے ہاتھ میں رہے ـــ چنانچہ جب مدینہ میں حکومت قائم ہو گئی تو (شیعی روایات کے مطابق) مختلف موقعوں پر اللہ کے حکم کے حوالہ سے آپ نے اس کا اظہار بھی فرمایا اور آخری کام اس سلسلہ میں آپ نے یہ کیا کہ جب قریباً پورا ملک عرب آپ کے زیر اقتدار آ گیا تو آپ نے غدیر خم کے مقام پر بہت بڑے مجمع میں خدا کے حکم کا حوالہ دے کر اس کا اعلان فرمایا کہ میرے بعد ولی الامر یعنی حکمران اور فرمانروا کی حیثیت سے میرے جانشین میرے داماد علی بن ابی طالب ہوں گے۔ اور ان کے بعد ہمیشہ حکومت اُن کی نسل میں رہے گی ـــ پھر اس کے بعد آپ نے اپنی آخری بیماری میں آخری دنوں میں (شیعی روایات کے مطابق حضرت علی کی اس جانشینی ہی کے لیے) ایک دستاویز لکھا دینے کا بھی ارادہ کیا، لیکن دوسرے گروپ کے سب سے طاقتور آدمی عمر کی مداخلت سے وہ لکھی نہیں جا سکی۔ اور پارٹی میں دوسرا گروپ ابوبکر و عمر وغیرہ کا تھا، اُن کا منصوبہ یہ تھا کہ پیغمبر صاحب کے بعد حکومت پر ہم قبضہ کر لیں گے۔ وہ اس کے لیے شروع ہی سے سازش کرتے رہے تھے، اور بالآخر وقت آنے پر یہی گروپ اپنی چالاکی اور چابکدستی سے حکومت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

واقعہ یہ ہے کہ خمینی صاحب نے "کشف الاسرار" میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کرام کی جو تصویر کھینچی ہے اور ان کے بارے میں جو لکھا ہے اس نے اسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سیاہ باطن دشمنوں کے لیے اس طرح سوچنے اور کہنے کا پورا مواد فراہم کر دیا ہے۔ شیعہ حضرات میں جو سلیم الفطرت اور نیک دل ہیں کاش وہ بھی خمینی صاحب کے فرمودات کے ان لوازم و نتائج پر غور فرمائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام میں ہرگز اسطرح کا کوئی اختلاف اور کوئی گروپ بندی نہیں تھی قرآن مجید میں ان کا یہ حال بیان فرمایا گیا ہے "اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" (سورۃ الفتح) یعنی ان اصحاب محمد کا حال یہ ہے کہ یہ دین کے منکروں دشمنوں کے مقابلہ میں سخت مزاج ہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر مہربان ہیں) ـــ دوسری جگہ ان ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے "وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ" (سورۃ الانفال) یعنی اللہ نے رسول خدا پر ایمان لانے والے آپ کے اصحاب کے دل جوڑ دیئے ہیں اور ان میں باہم الفت و محبت پیدا کر دی ہے ـــ یہاں تک کہ غیر مسلم مورخین کی شہادت بھی یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپ کے صحابہ کرام میں اسی طرح کا کوئی اختلاف اور کوئی گروپ بندی نہیں تھی جس کا نقشہ خمینی صاحب نے "کشف الاسرار" میں کھینچا ہے۔ سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝

اب ہم خمینی صاحب کے فرمودات کے متعلق اس سلسلۂ کلام کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان گزارشات کو اپنے بندوں کے لیے موجب بصیرت بنائے۔

اب ایک نیاز مندانہ اور مخلصانہ عرضداشت
اہلسنت کی طرف سے خمینی صاحب کے مدحوں اور داعیوں کی خدمت میں

جیسا کہ اس مقالہ میں پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے اور خیال ہے کہ اکثر ناظرین کو

بطور خود بھی معلوم ہو گا کہ اہل سنت میں سے بھی بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے اور موقر حضرات کی طرف سے اور ان کی بعض معروف جماعتوں اور تنظیموں کے ذمہ داروں کی طرف سے بھی خمینی صاحب کے بارے میں انتہائی درجہ کے خوش کن خیالات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے اور ان کو اس دور کا امیر المومنین اور امام المسلمین تبلایا جاتا رہا ہے اور امت مسلمہ کے سامنے پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ تحریروں، تقریروں اور اخباری بیانات کے ذریعہ گویا شہادت دی جاتی رہی ہے کہ خمینی صاحب دل و جان سے وحدت اسلامی کے داعی ہیں، وہ شیعہ سنی اختلاف سے بالاتر بلکہ بیزار ہیں۔ خلفائے راشدین کا احترام کرتے ہیں — ہم اس حسن ظن کی بنا پر کہ آپ حضرات نے خمینی اور اُن کے برپا کیے ہوئے انقلاب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار فرمایا، اس کی وجہ حقائق سے اور شیعہ حضرات کے عام معمول "تقیہ" کے طول و عرض سے ناواقفی اور غلط معلومات تھے، لیکن اب جبکہ اپنی کتاب "الاسرار" کے صفحات اور اس کی عبارتوں سے خمینی صاحب پوری طرح آپ کے سامنے آگئے اور آپ کے لیے ان کے بارے میں غلط فہمی کی گنجائش نہیں رہی تو آپ سے نیازمندانہ اور مخلصانہ گزارش ہے کہ آخرت کی مسئولیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے، آپ اس غلطی کی اصلاح، اس کی تلافی اور امت مسلمہ کے عام افراد پر پڑنے والے اس کے اثرات کے ازالہ کی کوشش سے دریغ نہ کریں یہ آپ کا دینی فریضہ اور خود آپ کی ذات کا آپ پر حق ہے۔

بہرحال ہمارے جن بھائیوں سے خمینی صاحب کے بارے میں غلطی ہوئی (جو یقیناً سنگین غلطی تھی) اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت کو اپنائیں اور رب کریم کی مغفرت و رحمت اور جنت کے مستحق ہوں — اللہ تعالیٰ اس عاجز راقم سطور کو بھی ہمیشہ اپنے قصوروں کے احساس و اعتراف اور توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ ویتوب اللہ علی من تاب۔

هدایۃ الشیعہ

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث۔ تقیہ کا پس منظر
کتاب اللہ میں صحابہ کا مقام اور مشاجرات صحابہؓ
کی بحث فدک اور وراثت انبیاء کی تحقیق وغیرہ۔

تصنیف

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

ناشر

دار الاشاعت اردو بازار کراچی۱

اشاعۃ المعارف کی مطبوعات

قیمت			نام کتاب
۶۰ روپے	غیر مجلد	(ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی)	فیصل اک روشن ستارہ
۵ روپے (مجلد) / ۱۰ روپے ([illegible])		″ ″ ″	سیدنا [illegible]
۱۲ روپے	(صفحات ۱۳۶)	(مولانا جعفر تھانیسری)	تاریخ کالا پانی
۷ روپے	(صفحات ۹۶)	(ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی)	یورپ کے سنگین مجرم
۹ روپے	(صفحات ۱۱۲)	″ ″ ″	تحریک آزادی کے نامور سپوت
۱/۲ روپیہ	(صفحات ۴۰)	″ ″ ″	کتاب [illegible] پر پابندی کیوں؟
۱/۲ روپیہ [illegible]		(استاذ العلماء مولانا خیر محمد جالندھری)	نماز حنفی
۲ روپے	(پاکٹ بک ۲۸۸ صفحات)	(ابوریحان فاروقی)	مسنون دعائیں

نہایت اعلیٰ معلومات پر مشتمل خوبصورت کیلنڈر

- تحریک ختم نبوت [illegible] ۵ روپے — علماء دیوبند کا [illegible] خدمات ۲ روپے
- [illegible] ۵ روپے — گوہر [illegible] علماء دیوبند [illegible] ۲ روپے
- [illegible] رسول ۱/۲ روپے — سیدنا حسینؓ (قاتلین حسینؓ کی شناخت) ۲ روپے
- [illegible] خوبصورت [illegible] — سیدنا علیؓ ۲ روپے
- خوبصورت [illegible] ۵ روپے

علاوہ ازیں

ہر قسم کی تفاسیر، ترجمۂ قرآن، کتب احادیث، علمی، اصلاحی، دینی کتابیں اور مدارس عربیہ کا مکمل نصاب خریدنے کے لیے رجوع فرمائیں۔

منگوانے کا پتہ

اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

[illegible] فہرست مفت طلب فرمائیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ

هِدَايَةُ الشِّيْعَة

جس میں

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث، تقیہ کا پس منظر، کتاب اللہ میں
صحابہ کا مقام اور مشاجرات صحابہ کی ابحاث، فدک
و وراثت انبیاء کی تحقیق وغیرہ مفید مضامین ہیں

مؤلفہ

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

اشاعت اوّل جنوری ۱۹۷۶ء

باہتمام خلیل اشرف عثمانی

طابع پریس کراچی

قیمت :

ملنے کے پتے

دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دار العلوم کراچی ۱۴

مکتبہ دار العلوم ڈاکخانہ دار العلوم کراچی ۱۴

ادارۃ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور

فہرستِ مضامین

نمبر	مباحث	صفحہ
۱	دیباچہ	۹
۲	اشتہار نمبر ۱ (از شیعہ)	۱۰
۳	مقدمہ	۱۵
۴	تقیہ کی بے بنیادی	//
۵	شیعیت کی دعوت ناجائز ہے	//
۶	تقیہ اور امام جعفر صادق رحؒ	//
۷	تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۶
۸	تقیہ اور قرآن	۱۶
۹	تقیہ اور حضرت علی رضؓ	۱۷
۱۰	ائمہ کے سبب تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی	۱۸
۱۱	تقیہ اور سیرت انبیاء و مومنین	//
	سوال اوّل	۲۰
	جواب سوال اوّل	۲۲
۱۲	مہاجرین و انصار کا ایمان اور قرآن	//
۱۳	آیۃ میں الف لام کی وجہ سے عموم و استغراق	۲۳

نمبر	مباحث	صفحہ
۱۴	بدر وعدہ میں نہیں ہوا کرتا	۲۳
۱۵	کوئی آیۃ الحاقی نہیں ورنہ وعدۂ حفاظت غلط ہوگا	//
۱۶	حفاظتِ قرآن کا مفہوم	//
۱۷	عقائدِ شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی	۲۴
۱۸	انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت علی رضؓ	//
۱۹	مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق رحؒ	۲۶
۲۰	اخطب کا قول حجت نہیں	۲۷
۲۱	اہلسنت اور حضرت علیؓ کا مقام	۲۸
۲۲	شیعہ کی مفروضہ حدیث بھی محلِ طعن نہیں	//
۲۳	خطاءِ اجتہادی صورۃً معصیت ہے حقیقۃً نہیں	۲۹
۲۴	اہل بیت کے گھر جلانا بہتان ہے	۳۰
۲۵	خطاء و عصیان اور ایمان	//
۲۶	محاربینِ امام کا ایمان بقول امام	۳۱

نمبر شمار	مباحث	صفحہ
۲۷	ندامت اور توبہ ماحی کفر ہیں	۳۱
۲۸	شیعہ کے نزدیک کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں	۳۲
	سوال دوم	۳۳
	جواب سوال دوم	۳۴
۲۹	سقیفہ میں صرف الائمۃ من قریش پیش کرنے کی وجہ	〃
۳۰	صدیقؓ کی اولیت اور قول امام	۳۵
۳۱	صدیقؓ کی خدمات اور امامؒ کا اعتراف	۳۶
۳۲	بیعت امامؒ خلافت صدیقؓ کی حقانیت ہے	۳۷
۳۳	خلافت شیخینؓ حق نہ ماننے میں مفاسد	〃
۳۴	اہل شیعہ کے لیے دو گونہ مشکلات	۴۰
	سوال سوم	۴۱
	جواب سوال سوم	۴۲
۳۵	حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث	
	فدک کی تحقیق	〃
۳۶	فدک فی تھا اور فی کا حکم	۴۳
۳۷	آیۂ میراث کی نفی حسب سنت بعد رسول ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں	۴۴

نمبر شمار	مباحث	صفحہ
۳۸	حدیث مذکورہ کو موضوع کہنا سفاہت ہے	۴۵
۳۹	وراثت انبیاء کا مفہوم	〃
۴۰	سیدہؓ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا عیب نہیں	۴۶
۴۱	کتب لغت سے لغت پر استدلال ہوگا نہ کہ دیگر امور پر	〃
۴۲	غیر موضوع لہٗ پر استدلال کے مفاسد	۴۷
۴۳	سیدہؓ اور صدیقؓ کا کوئی خطبہ ہو جو کتب اہل سنت میں نہیں	〃
۴۴	فضل صدیقؓ اور امام ابو جعفرؒ	۴۸
۴۵	سیدہؓ صدیقؓ سے ناراض ہو کر فوت نہیں ہوئیں	۴۹
۴۶	حضرت فاطمہؓ اور امامؓ میں بھی شکر رنجی ہوتی تھی	۵۰
۴۷	فدک اور حضرت علیؓ اور امام باقرؒ	۵۱
۴۸	سیدہؓ کی تدفین	〃
۴۹	سیدہؓ کی قبر [illegible]	۵۲
	سوال چہارم	۵۳
	جواب سوال چہارم	۵۶
۵۰	انعقاد خلافت شوریٰ سے ہوتا ہے	

نمبر شمار	مباحث	صفحہ
	منصوص نہیں ہوتا	۵۶
۵۱	عقیدہ خلافت اور حضرت امام	〃
۵۲	صاحب منہاج کا انصاف	〃
۵۳	منافقین کو صحابہ جانتے تھے	۵۷
۵۴	حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل	۵۸
۵۵	حضرت علیؓ نے حضورؐ کے فرمانے پر لفظ رسول نہ مٹایا	۶۰
۵۶	فضائل شیخینؓ اور حضرت علیؓ	〃
۵۷	نکاح کلثومؓ	۶۱
۵۸	خلافت صدیقؓ اجماع صحابہؓ سے منعقد ہوئی تھی	〃
۵۹	اجماع کی مخالفت حرام ہے	〃
۶۰	اصحاب ثلٰثہ کی خلافت اجماعی نہ ماننے کے مفاسد	۶۲
۶۱	آیۃ انما ولیکم مثبت خلافت بلا فصل نہیں	۶۳
۶۲	آیۃ میں اگر حصر مطلق ہو تو حضرت علیؓ کے بعد کوئی بھی امام نہیں ہو سکتا	〃
۶۳	حدیث غدیر مثبت خلافت نہیں	〃
۶۴	بزعم شیعہ حضورؐ کو ستر بار اظہار خلافت	

نمبر شمار	مباحث	صفحہ
	علیؓ کا حکم ہوا	۶۳
۶۵	آیۃ میں ابہام و اشتراک ہے	۶۴
۶۶	حضورؐ حضرت عباسؓ کو خلیفہ نامزد کر چکے تھے	〃
۶۷	حضرت عمرؓ کا حذیفہؓ سے بار بار پوچھنا کمال ایمان تھا اور اس کے دلائل	۶۵
۶۸	امام سجادؒ معصومیت کے باوجود اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے	۶۶
۶۹	معاذ اللہ عمرؓ منافق ہوں تو حذیفہؓ جھوٹے ہوں گے	۶۷
	سوال پنجم	۶۸
	جواب سوال پنجم	۶۹
	سوال ششم	۷۰
	جواب سوال ششم	۷۱
۷۰	تحریفات شیعہ	〃
۷۱	امامت کا صحیح مفہوم	〃
۷۲	احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایام فتن میں امام نہ ہوگا	۷۲
۷۳	ترجمہ حدیث میں تحریف	〃
۷۴	حضرت صدیقہؓ پر افتراء	〃

نمبر شمار	مباحث	صفحہ
۷۵	صدیقہؓ قاتلانِ عثمانؓ پر لعنت کرتی تھیں	۷۴
۷۶	صدیقہؓ علیؓ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں	″
۷۷	صدیقہؓ اور امامؓ کے مقاتلہ کا پس منظر	″
۷۸	ندامت محلِ طعن نہیں	۷۶
۷۹	زلت انبیاء سے بھی ہوئی اور حضرت علیؓ بھی بقول خود خطا سے مامون نہ تھے	۷۷
۸۰	امامت کے فرائض	″
	سوال ہفتم	۷۹
	جواب سوال ہفتم	۸۱
۸۱	امام اپنے محاربین کو مسلمان مانتے تھے	″
۸۲	حضرت علیؓ نے بیعت کر کے حکم الٰہی منسوخ کیا	″
۸۳	شیعہ مفسر طبرسی اور صدیقؓ کی خلافت بلافصل	″
۸۴	ازواجِ مطہرات اور قرآنی مباحث	۸۳
۸۵	ارتدادِ ازواج کی صورت میں حضورؐ پر الزامات	۸۴
۸۶	نزولِ آیتِ تخییر پر صدیقہؓ وحفصہؓ نے آخرت و رسولؐ کو اختیار کر لیا تھا	″
۸۷	واقعۂ ایلاء و تخییر کے بعد خدا کا حکم کہ ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو	۸۵
۸۸	آپؐ نے ازواج کو عمر بھر رکھا لہٰذا وہ طیبات تھیں	″
۸۹	عتاب خداوندی ہر جگہ محل طعن نہیں کیونکہ خود حضورؐ کو بھی ہوا	۸۶
۹۰	صراط پر اور قبر میں امامؓ کے بارے میں سوال موضوعات شیعہ میں سے ہے	۸۷
۹۱	قتالِ صدیقہؓ کو ایذاء ابولہب پر قیاس کرنا حماقت ہے	″
۹۲	حضرت صدیقہؓ کی خطا کا باعث بھی حضرت علیؓ ہیں	۸۸
۹۳	صرف ایک آیت کا منکر و مکذب بھی کافر ہے	″
۹۴	حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ سے گستاخ نہ ہوئے حالانکہ وہ کافر تھا	۸۹
۹۵	حضرت عائشہؓ باوجودیکہ محبوبہ رسولؐ ام المومنین ہیں، شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں	″
	سوال ہشتم	۹۱
	جواب سوال ہشتم	۹۲
۹۶	امام حسنؓ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی ورنہ آپ کے لاکھوں جاں نثار تھے	″
۹۷	حضرت امام حسینؓ نے نامرد وگانہ بنائے (برعکس قوم شیعہ)	۹۳
۹۸	امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؓ کے نزدیک جائز تھی	″

نمبر شمار	مباحث	صفحہ
۹۹	حضرت علیؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے امیر ضروری ہے، خواہ اچھا ہو یا برا	۹۳
۱۰۰	امام حسنؓ کی خلافت خلافتِ نبوت تھی	۹۴
۱۰۱	انعقادِ خلافت کے لیے بیعتِ خواص لازم ہے	″
۱۰۲	تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا	″
۱۰۳	یزید کی امارت اجماعی نہ تھی، خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں۔	۹۵
	سوال نہم	۹۶
	جواب سوال نہم	۹۷
۱۰۴	چند آیات اور احادیث کے معانی	″
۱۰۵	حسبنا کتاب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں	۹۸
۱۰۶	انہ لمجنون کفار کا قول تھا یا عملاً شیعہ کا ہے	″
۱۰۷	ہذیان کا بہتان	″
	سوال دہم	۱۰۰
	جواب سوال دہم	۱۰۱
۱۰۸	اہل بیت و ازواج مطہرات پر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا	۱۰۱
۱۰۹	بندگانِ خاص کی معمولی زلت پر فوری تنبیہ ہوتی ہے اور اہل اہواء کو ڈھیل دی جاتی ہے	″
۱۱۰	اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین ہیں اور اس کے شواہد	۱۰۳
۱۱۱	تمسک اور تخلف کی ایک علمی بحث	۱۰۴
۱۱۲	ایک نکتہ	″
۱۱۳	شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے	۱۰۵
۱۱۴	شیعہ اور حضرت عباسؓ	″
۱۱۵	بنات طیبات اور قرآن	۱۰۶
۱۱۶	اکثر اولادِ حسینؓ کو شیعہ نہیں مانتے	″
۱۱۷	آیۂ تطہیر ازواج مطہرات کے حق میں اتری	۱۰۷
۱۱۸	شیعہ تمام صحابہؓ کو مرتد جانتے ہیں	″
۱۱۹	بعض شبہات اور ان کا جواب	۱۰۸
۱۲۰	خاتمہ کتاب	۱۱۱

تمت

ابو کلیم عبد الکریم
۹۲-۱-۶

اعتذار از ناشر

زیر نظر کتاب ہدایت الشیعہ کے بارے میں کچھ لکھنا غیر ضروری بلکہ بے ادبی ہے کیوں کہ اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ ہیں اور اُن کا نام نامی اس کے مستند ہونے کی پوری ضمانت ہے۔

دراصل یہ کتاب شیعہ حضرات کی طرف سے کئے گئے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا مُسکت جواب ہے جس کو اگر بنظر انصاف پڑھا جائے تو شیعہ و سُنّی اختلاف ختم ہو سکتا ہے (جس کی اس زمانہ میں شدید ضرورت ہے) یہ کتاب تقریباً ۱۲۸۸ھ کی تصنیف ہے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوئے لیکن اُس وقت کی طباعت میں پیراگراف اور عنوانات نہیں تھے جس کی وجہ سے استفادہ مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا اسلم صاحب سابق خطیب مسجد پولیس ہیڈ کوارٹر کراچی کو انھوں نے پوری کتاب میں پیراگراف اور عنوانات اس خوبی سے لگائے کہ کتاب کے سارے مضامین فہرست کے آئینے میں نظر آنے لگے اور کتاب کی ذاتی جاذبیت نمایاں ہوگئی نیز مولانا موصوف نے اس بات کی بھی پوری کوشش فرمائی کہ جنابِ مصنفؒ کی اصل عبارت میں ادنیٰ تصرف بھی نہ کیا جائے۔

عنوانات صرف اصل مضمون کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں اور پوری کتاب کی اصل عبارت جوں کی توں ہے۔ یہ فہرست مضامین والا ایڈیشن مولانا اسلم صاحب نے تقریباً ۱۹۶۳ء میں اپنے مکتبہ حقانیہ سے شائع کیا تھا لیکن اب عرصہ سے نایاب تھا اس لیے اس کو عکسی طباعت کے ذریعے اب دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبول و منظور فرمائے آمین۔ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

بندہ محمد رضی عثمانی

۱۹ ارنومبر ۱۹۷۵ء

دیباچہ

الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون☆ والصلوٰۃ والسلام علی من ھدانا ودعانا الی الصراط المستقیم☆ وحذرنا وبصرنا سوء عواقب البدع والاھواء والشرور ثم الذین ظلموا عن الصراط لناکبون☆ وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین بذلوا اموالھم وانفسھم فی اعلاء کلمۃ الحق وترویج الدین المتین☆ وفازوا وصعدوا درجات القرب والحضور ولو عض علیھم الانامل الذین ھم فی غباوتھم وضلالتھم یعمہون☆

امابعد، بندۂ عاجز نابود ابو محمود کتب فروش عفا عنہ الرب المعبود کہ کچھ چنداں علم نہیں رکھتا مگر صحبتِ علمائے اہل حق سے بہرہ ور رہا ہے۔ اور مکائدِ اہل باطل شیعہ سے بخوبی واقف ہوا عرض کرتا ہے کہ دریں ایام ایک رسالہ متضمن دس سوالات منقولات شیعہ نظر سے گذرا کہ مؤلف اس کا بزعم اپنے علم کے حسب عادات اپنے اسلاف کے کوس لمن الملکی بجاتا ہے۔ اور انہی اعتراضاتِ قدیمہ کو بطرز دیگر لباس دے کر مدعی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو سمجھا دیوے تو اپنا مذہب ترک کروں اور یہ ایک دھوکہ عوام اہل سنت کو دیتا ہے کیونکہ اس کے اسلاف صدہا بار ساکت ہوئے تو کون راہ پر آیا؟ مگر یہ ایک شوشہ ہے جانتا ہے کہ علمائے اہل سنت اپنی فکر معاش سے خالی نہیں نہ کوئی آپ تک آوے گا نہ آپ کو روزِ سیاہ مناظرہ نظر آئے گا، نہ نوبت ترکِ مذہب کی پہنچے گی۔

اگر آپ کو ایسا شوقِ مناظرہ ہے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ آپ سہارنپور تشریف لائیں علماء تو ایک طرف یہ عاجز ہی آپ سے نبٹ لے گا۔ مگر کیا تعجب ہے کہ آپ ثالث ثلاثہ نصاریٰ

اور ہو دیرِ عقدِ مجلسِ مناظرہ کرتے ہیں اور ان دونوں گروہوں کا حال بخوبی واضح ہے کہ ان کے اعمال اور عقائد میں کیا کیا خرافات اور محالات ہیں۔ پھر جن کی رائے اور فہم کا حال اپنے دین میں یہ کچھ ہو غیر مذہب کو کیا سمجھیں گے؟ مگر بقول کلّ شیٔ یرجع الیٰ اصلہٖ شاید آپ کو ان کی راہ و رسم کچھ پسند آئی ہے۔ خیر غرض یہ سب آپ کے افسانہ ایک زمانہ سازی عوام کا بہکانا ہے ورنہ علمائے شیعہ سے بقول آپ کے (رسوائے) کاغذ سیاہ کیے اور کیا کبھی ہو سکا ہے؟ یہ کتب مناظرہ تحریری موجود ہیں، اگر تم میں سے کسی کو فہم و فراستِ صحیح ہو تو دیکھو۔

اور معرکہ میں علماء تو ایک طرف کبھی عوام سے بھی آپ لوگوں نے میدان پایا ہے جو اب آپ حوصلہ کرتے ہیں؟ مولوی حامد حسین لکھنوی باین دعوٰی علم کہ عالم ملک و ملکوت میں بزعم شیعہ نظیر نہیں رکھتے۔ میرٹھ میں باوصفِ اصرار و تکرارِ خاص و عام مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دوام فیوضہٗ کے مقابلہ میں نہ آئے اور گھر سے باہر نہ نکلے اور خلوت میں بھی مولانا نے شیعۂ مخلص بن کر بابِ فدک میں پوچھا تو دم چُرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے البتہ اب آپ کچھ یکتائے دوراں اپنے قدماء سے بھی بڑھ کر ہوئے ہوں گے جو یہ دعوائے لاحاصل ہے۔ سو آپ تشریف لائیں اور میدانِ مناظرہ دیکھیں۔ مگر آپ کی تحریر سے آپ کا علم و فضل معلوم و مفہوم نہیں ہوتا۔ نہ معلوم کہ کس لیاقت پر یہ زور و شور ہے شاید مناظرہ کے لیے کچھ دم محفوظ کر رکھا ہوگا۔ خیر یہ جواب تو آپ کے اشتہار کا ہے۔ اب جواب سوالات کا بہ نہایت اختصار لکھتا ہوں۔ اور آپ کے کلام لایعنی کا جواب یکسر ترک کرتا ہوں۔ الا ماشاء اللہ کہ آپ کی گستاخیٔ تحریر پر کچھ لکھا جائے سو بفحوائے جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا محمل حسن پر حمل کیا جاوے، ورنہ حتی الامکان وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ پر عمل ہوگا۔ وسمیتہٗ بِهِدَايَةِ الشيعة واللہ یهدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم

اشتہارِ ضروری[۱]

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے یہ حقیر محمد ہادی ابن مرزا علی صالح باشندۂ لکھنؤ تمامی علماء اہل سنت کی خدمت میں یہ کہ اکثر سماعت میں آیا ہے کہ آپ حضرات جب کہیں ضعفائے شیعہ کو تنہا پاتے ہیں تو انواع و اقسام کے دلائل اپنے مذہب کی حقیت کے اور فضائلِ محاربان اور مخالفانِ پیغمبرؐ کی عترت کے بیان فرما کر نہایت افتخار فرماتے ہیں گویا درپردہ علماءِ امامیہ کو چھیڑتے ہیں اگر ادھر سے جواب نہ دیا جائے تو اور اپنے دعوے پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ مولوی میر سید حسن کامل نے میرزا میر خاں صاحب سے ناحق بحث شروع کی اور گفتگو یہاں تک بڑھ گئی کہ فرمایا کیا ہوا جناب فاطمہؓ ناخوش ہو گئیں۔ اور اسی طرح میر حامد حسین صاحب نے کلماتِ ناشائستہ شانِ اہلِ بیت میں اور سخنانِ ناشائستہ علمائے امامیہ کے حق میں سنائے اور منظفر حسین ناظر ایڈیشنل جج ساکن محلہ اسلام پورنے خادم حسن کو پریشان کیا۔ قطع نظر اس کے صفدر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ پیغمبرِ خدا شیعہ تھے یا سُنی؟ اور دو چار مہینہ کے عرصہ میں مقام ٹکاری سے دو دو قطعہ کر کے سوالات آئے جن کے بیے دو رسالے لکھنے کا اتفاق ہوا اور چار سوال ایک دفعہ اور ایک صاحب نے حاجی بکائی صاحب کی معرفت بھیجے تھے کہ میں نے ان کا جواب "تنبیہ السائل" لکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ صاحب میرے پاس کیوں نہیں آتے کہ میں ان کی اچھی طرح تسکین کر دوں، مگر معلوم ہوا کہ یہ لوگ گھر بیٹھے بیٹھے نہ کتاب فریقین دیکھتے ہیں نہ تحقیق کا شوق ہے۔ بعض تو سُنی سنائی اور بہت تحفہ کے سوالات سے ایک دو سوال جن کا جواب

ھ یہ اشتہار جو شیعہ حضرات کی طرف سے ہے اصل کتاب میں کتاب کے آخر میں درج تھا لیکن اب ناظرین کی سہولت کے لیے دیباچہ کے بعد اور اصل کتاب کے پہلے درج کیا جاتا ہے ۱۲ (ناشر)

[۱] یہ اشتہار حضرات شیعہ کی طرف سے ہے جس کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے ۱۲ (ناشر)

صدہا طرق سے ہو چکا ہے تفریحاً لکھ بھیجتے ہیں، اور یہاں ان کے جواب میں تختے کے تختے سیاہ کرنے پڑتے ہیں۔ اگر جواب اُن کے پاس جاتا ہے تو اس کو دیکھتے تک نہیں، اور نہ قائل ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کہاں تک کاغذ سیاہ کیا جائے اور کب تک جواب تحریری دیا جائے۔ جب وہ خود چھیڑتے ہیں اور واقعی سمجھتے ہیں اور تسکین کے طالب ہیں تو مجھے بھی ضرور ہوا کہ اس طرح ان کی تسکین کردوں کہ جمیع علمائے اہل سنت کو اطلاع دوں کہ تحریر تو صدہا برس سے ہوتی آئی ہے اب تقریر سے صفائی ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے اگر آپ لوگ اپنے دعوے پر صادق اور اپنی سمجھ پر واثق ہیں تو ایک کام کیجئے کہ ایک اقرارنامہ کامل پر رجسٹری کروا کر چار ثالث دو انگریز اور دو ہندو ذی علم و ذی فہم مقرر کرکے باہم مباحثہ کریں، جو اپنے مذہب کی حقیقت اور ناجی ہونا اپنا دوسرے کی کتاب سے ثابت کردے وہ حق پر ہے پھر دوسرا ایمان لانے میں حجت و تکرار نہ کرے، اور خرچ ثالثوں اور انجمن کا دیدے اور جو اس سے نکل جاوے تو پھر اپنے مذہب کی حقیقت کو اپنی صحبت کیا دل میں بھی خیال نہ کرے۔ چنانچہ میں نے ٹکاری کے سوالات کے جواب میں بھی پہلے جھگڑا چکانے کو یہی درخواست کی تھی کہ ایک سے ہزار تک ان شرائط پر موجود ہوں، اور جو لوگ صنعفائے شیعہ کو چھیڑتے ہیں وہ میرے سامنے آئیں اور دیکھیں معجزات ائمہ اثنا عشر کو اور حقیقت عترت پیغمبر کو وباللہ التوفیق وبس قطعہ

ہر ایک طرح پر پو بارہ اپنے ہوئے ہم اللہ والوں سے چھکے چھٹے
اور اگر سے زور تاریخ کہو دو خمسہ سوالوں سے چھکے چھٹے

فقط تحریر بست ششم ماہ جمادی الآخر روز شنبہ قریب نصف النہار ۱۲۹۸ھ سمت اختتام پذیر رفت۔

اشتہار جاری ہے ملاحظہ ہو ۲

بقیہ اشتہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ خالق الشمس والقمر وصلی اللہ علی حبیبہ وعلیٰ آلہ خیر البشر سیما وصیہ وخلیفتہ علی بن ابی طالب قاطع باب خیبر والسلام علی اصحابہ الذین لم یتخلفوا عن ثقل الاصغر والاکبر۔

اما بعد، عرض کرتا ہے بندۂ اصغر خداوند اکبر محمد ہادی بن مرزا علی صالح باشندۂ لکھنؤ کہ جمادی الآخر کی اول تاریخ سے تا روز عید قربان برابر ہر سال مظفرپور میں ضرور ہوتا ہوں، کہ جناب نواب سید محمد تقی خاں صاحب بہادر دام اقبالہ کا ملازم ہوں، اشتہار سے واضح ہوا ہوگا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت سے طلب مناظرہ کیا ہے، مع اقرارنامہ اختیار مذہب اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ جس کا جی چاہے شرائط مندرجہ اشتہار کا عامل ہو کر تشریف ارزانی فرمائے اور ضعفائے اہل سنت کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ بعد دین میں جس کو شک ہو وہ بے تکلف تشریف لائے، انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کلمہ ان کے مزاج مبارک کے خلاف میری زبان سے نہ نکلے گا اور آیات قرآنی اور احادیث عجیب بجائی کتب اہل سنت سے نکال کر ان کا [illegible] دور کردوں گا انشاء اللہ المستعان تا دم حیات آپ دیکھیں۔ اے مسلمانوں! جو کوئی دریافت حق زندگی میں نہ ہوا جب سفر آخرت کا ہوا تو کچھ نہ [illegible] نہ عذر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تقلید [illegible] کام آسکے گی۔ پس خدا نے عقل دی ہے اور [illegible] نہ ہو کہ [illegible] امت کلمہ گو میں تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ جہنم سے نجات پائے گا، کس لیے کہ آنحضرتؐ کا قول لغو نہیں ہے اور بغیر اس فرقہ ناجی کے اختیار کیے سب عبادت

ف۵ یہ عبارت اصل اشتہار کی عبارت کی اشاعت کے بعد مصنف اشتہار یعنی مرزا محمد ہادی شیعہ نے تصدیقاً تحریر کی ہوگی جس کو بقیہ اشتہار کا عنوان دیا گیا ہے (ناشر)

بیکار ہے، کیوں کہ اگر فقط عبادت سے نجات ہوتی تو پھر نجات کو عبادت ہی کی قید کافی تھی اب آؤ ہم تمھیں راہِ ہدایت دکھائیں، اگر حق پہچان گئے فھو المراد۔ اور اگر شک رہے تو اپنے علماء سے تسکین چاہو، اگر وہ تمھاری کتب سے تسکین کردیں تو بھلا ہم ہی تمھاری بدولت ہدایت پائیں یہ احسان ہوگا کہ باطل کو چھوڑ کر راہ پر آجائیں گے ورنہ آپ لوگوں کو ملتِ پیغمبر ملے گی اور تمسک ثقلین سے ہوگا۔ یعنی کتاب اللہ اور عترتِ رسول اللہ سے کہ بغیر اطاعتِ ثقلین نجات محال ہے۔ پس اب تشریف لانے میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے فسمیته بداعی المسلمین الی الحق والیقین واللّٰہ الھادی والمعین وبہ نستعین۰ پس چند سوال کہ جادۂ حق دکھانے والے ہیں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کے وسیلے سے آپ لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوں کہ پہلے اپنے علماء سے پوچھیں پھر مجھے سرفراز کریں تاکہ میں سرمۂ حق بیں آپ کی چشمِ حق جو میں لگاؤں (مضمون اشتہار از شیعہ تمام شد)

مقدمہ
تقیہ کی بے بنیادی

شیعیت کی دعوت ناجائز ہے

اوّل قبلِ جواب یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ ضعفائے اہلِ سنت کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتے ہیں اور رغبت دلاتے ہیں سو خیر کوئی شامت کا مارا ستی آپ کے فریب میں آوے یا نہ آوے گا، مگر آپ تو اس دعوت کرنے سے خود مخالفِ معصوم ہو کر فاسق بن گئے کیوں کہ آپ کے مذہب میں بقول امام محمد جعفر صادق رضؓ دعوت غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب میں حرام ہے کلینی کی روایت ہے کہ

قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْعَبْدُ اللهِ جَعْفَرٌ كُفُّوْا عَنِ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوْا اَحَدًا اِلٰى اَمْرِكُمْ هٰذَا۔

(ترجمہ) "باز رہو لوگوں سے اور مت بلاؤ اپنے امر مذہب کی طرف کسی کو۔"

سو فرمائیے کہ اس دعوتِ حرام کا کرنے والا کون ہوا؟ اور پھر اس کو جو حلال جانے اور تقرب پہچانے تو وہ بحسبِ عقائدِ شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟

تقیہ اور امام جعفر صادق رضؓ

اور اگر عذر کرو کہ یہ حضرت امام نے بطور تقیہ فرمایا ہے تو یہ عذر بالکل بے ہودہ ہے کیوں کہ حضرت امام جعفر رضؓ کو تقیہ ہرگز درست نہیں تھا۔ چنانچہ کلینی وصیت نامہ بحارہیں وصیت امام جعفر رضؓ کی یوں روایت کرتا ہے کہ:

حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَلَا تَخَافَنَّ اَحَدًا اِلَّا اللهَ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَهْلِ بَيْتِكَ وَصَدِّقْ اٰبَاءَكَ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكَ فِيْ حِرْزٍ وَّ اَمَانٍ۔

(ترجمہ) "حدیث بیان کر لوگوں سے، اور فتویٰ دے ان کو، اور مت ہرگز خوف کر

کسی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور منتشر کر علوم اہل بیت اپنے کا، اور تصدیق کر اپنے باپ دادوں صالحین کی، پس بیشک تو پناہ دامن میں ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے :۔

قُلِ الْحَقَّ فِي الْأَمْنِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ

(ترجمہ) "کہہ سچی بات امن اور خوف میں اور مت ڈر سوائے اللہ کے کسی سے"۔

اور یہ بڑا ہی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ قول حضرت کا اپنے خواص کو تھا اگر حضرت خواص سے بھی تقیہ کرتے تھے تو آپ کی ساری روایات غیر معتبر واجب الترک ہوئیں، اور بنائے مذہب شیعہ ہی منقطع ہو گئیں۔

تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب جو ذکر تقیہ کا آیا تو کچھ مختصر بطور تمہید کے لکھتا ہوں کہ سب جوابات میں کام آوے گا۔ علمائے شیعہ کو تقیہ کی آڑ نہایت عمدہ ہے۔ اس ذریعہ سے اپنے مذہب کو تھام رکھا ہے اور تقیہ کو اول تو ائمہ پر واجب کر رکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ نہایت بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ اگر تقیہ واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ تبلیغ احکام و اظہار حق میں تکالیف اٹھائیں کسی شیعہ پر مخفی نہیں۔ سوچنا چاہیے کہ معاذ اللہ بسبب عدم تقیہ خود رسول اللہ ہی عاصی و فاسق ہو گئے کہ تیرہ سال تک مکہ میں کس قدر خود جفا اٹھائی اور کبھی کفار کے ساتھ تقیہ و موافقت نہ کی۔ اگرچہ یہاں گنجائش تحریر بہت ہے مگر بہ نظر اختصار مختصر کلام ہے۔ عاقل کو یہی بس ہے اور علیٰ ہذا حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے کہ جان دے دی اور سب دے دیا مگر تقیہ نہ کیا۔ سو وہ بھی شیعہ کے نزدیک حرام موت مرے معاذ اللہ۔

تقیہ اور قرآن مجید اور خود حق تعالیٰ قرآن شریف میں اس تقیہ ساختہ پرداختہ شیعہ کو حرام فرماتا ہے :۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ قَالُوا كُنَّا

مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۔

(ترجمہ) "بے شک وہ لوگ کہ قبض ارواح کی ان کی فرشتوں نے اس حال میں کہ ظلم کر رہے تھے وہ اپنی جانوں پر (یعنی ظاہر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے بخوف کفار مکہ) تو کہا فرشتوں نے تم کس حال میں تھے، کہا انھوں نے ضعیف تھے دنیا میں کمزور۔ کہا فرشتوں نے کیا اللہ کی زمین میں گنجائش نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جاتے وہاں سے کہیں اور؟ پس وہ لوگ ٹھکانا ان کا جہنم ہے اور برا ہے ٹھکانا"۔

اور یہی بات ہے کہ ائمہ کوئی بڑھیا عورت یا بوڑھے مرد ہپ ہپ کرتے نہیں تھے اور نہ بچے معصوم کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا ان کو محال تھا تا معذور ہوتے۔ لہٰذا اس آیت کے بعد جو دوسری آیت مذکور ہے۔ ائمہ کے حق میں اس سے رخصت نہیں نکل سکتی۔

دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے :۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ ۔

(ترجمہ) "کیا گمان کیا تم نے کہ داخل ہو جاؤ گے تم جنت میں اور نہ آئی تم پر مثل پہلوں کے کہ لگی ان کو تکالیف اور مشقتیں، اور ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کہہ پڑے رسول اور اس کے ساتھ مومن کب آوے گی نصرت اللہ کی، ہوشیار ہو جاؤ کہ نصرت اللہ کی قریب آ گئی ہے"

اور فرماتا ہے :۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۔

(ترجمہ) "کیا گمان کرتے ہو تم، کہ جنت میں جاؤ گے تم؟ اور نہ ظاہر جانے مجاہد کو تم میں سے

اللہ اور ظاہر بجان لے صابروں کو۔"

سوائے اس کے بہت آیات ہیں، اگر عقل اور آنکھ ہو تو قرآن شریف ہر ہر شخص کے پاس موجود ہے دیکھ لیوے۔ مومن کو تو یہی تین آیات بس ہیں۔

تقیہ اور حضرت علی اور نہج البلاغہ میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:۔

اِنّی وَاللّٰہِ لَو لَقِیتُھُم وَاحِدًا وَھُم طلاع الارض کلھا مابالیت ولا استوحشت

(ترجمہ) "میں بیشک قسم اللہ کی اگر ملوں میں ان لوگوں سے تنہا اور وہ بھری ہوئی زمین کے قدر ہوں تو کچھ پرواہ نہ کروں اور دہشت نہ کروں۔

اور بحر المناقب میں ہے کہ:۔

خَطَبَھُم عُمَرُ بنُ الخَطَّابِؓ قَالَ لَو صَرَفنَاکُم عَمَّا تَعرِفُونَ اِلٰی مَا تُنکِرُونَ مَا کُنتُم تَصنَعُونَ قَالَ فَسَکَتُوا۔ قَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثًا فَقَامَ عَلِیٌّ فَقَالَ اِذًا کُنَّا نَستَتِیبُکَ فَاِن تُبتَ قَبِلنَاکَ قَالَ وَاِن لَم اَتُب قَالَ اِذًا نَضرِبُ الَّذِی فِیہِ عَینَاکَ۔

(ترجمہ) "خطبہ پڑھا حضرت عمرؓ نے پس کہا کہ اگر میں پھیر دوں تم کو امر معروف اور خیر سے امر منکر کی طرف تو تم کیا کرو۔ کہا راوی نے کہ سب چپ رہے۔ حضرت عمرؓ نے تین بار تکرار کیا اس اپنے قول کو، سو علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اب تجھ سے توبہ لیں ہم اگر توبہ کرے تو تو ہم تجھ کو قبول رکھیں۔ کہا عمرؓ نے اگر میں توبہ نہ کروں؟ کہا علیؓ نے کہ پھر ماریں جہاں کہ دونوں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر [illegible])۔"

اب ذرا شیعہ انصاف کریں کہ ایسا شخص جو [illegible] عام سے نہ گھبراوے اور حضرت عمرؓ کو مجمع عام میں کہ دے کہ سب بزعم شیعہ اعدا حضرت امیرؓ تھے کیسا جواب دیا تقیہ کر سکتا ہے [illegible] کا کام ہے کہ تجویز کرے؟ معاذ اللہ۔ اور اس قسم کی روایات کتب معتبرۂ شیعہ میں بہت ہیں۔ بخوف اطناب ترک کی ہیں۔ اگر شیعہ مومن ہیں اور

اپنی کتابوں کو صحیح جانتے ہیں تو یہی دو روایات کافی ہیں۔

ائمہ کے لیے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی تھوڑی سی بات ہے کہ تقیہ اگر کوئی کرتا ہے تو محل خوف میں کرتا ہے سو ائمہ کہ اپنی موت وحیات پر قادر ہیں۔ چنانچہ کلینی نے اس بات کو بہت عمدہ روایات سے ثابت کیا ہے اور سب علماء شیعہ اس پر متفق ہیں، اُن کو کس کا خوف ہو سکتا ہے اور ان کو کیا وجہ اور ضرورت تقیہ کی پڑتی ہے۔ ہاں معاذ اللہ حظ نفسانی اور تر لقمہ کھانے کے لیے اور بے حمیتی پر کمر باندھنے کو اور دین میں سستی اور مداہنت اور امر شرعیہ میں کرنے کو اگر شیعہ تجویز کریں تو کچھ تکرار نہیں، ورنہ انبیاء اور ائمہ جو رواج دین اسلام اور اظہار دین اور قمع کفر و بدعت کے لیے مبعوث ہوتے ہیں ان سے کیوں کر یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ ساری عمر کفار کے ہم پیالہ وہم نوالہ تابعدار، فرمانبردار، مدح خواں بنے رہیں اور صلوۃ وجہاد کے شریک اور کاہے حق زبان پر نہ لائیں، اور نہ کہیں دوسرے ملک میں نکل کر اپنے کام کو جاری کریں۔

تقیہ اور سیرت انبیاء و مومنین سیرت رسل میں حق تعالیٰ فرماتا ہے:

یَخشَونَہٗ وَلَا یَخشَونَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ۔ "ڈرتے ہیں وہ خدا سے اور کسی سے نہیں ڈرتے سوا خدا کے"۔

بلکہ مومنین کی شان میں فرماتا ہے:۔ یُجَاھِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُونَ لَومَۃَ لَائِمٍ۔

(ترجمہ) جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور نہیں ڈرتے کسی ملامت کرنے والے سے"۔

اب کہو کہ اہل تقیہ شیعوں میں یہ صفت کہاں ہے۔ بلکہ وہ تو برعکس خوف ملامت سے بزدلی کرتے ہیں۔ اور سوا خدا کے سب سے ڈرتے ہیں۔ بلکہ خدا سے بھی بس نہیں ڈرتے کہ اگر تبلیغ احکام میں مداہنت ہوئی تو کل خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔

الحمد للہ کہ اقوال ثقلین (کتاب و سنت) سے تقیہ مصطلحہ شیعہ کی جڑ اکھڑ گئی۔ اگر اب بھی شیعہ نہ مانیں اور حضرات ائمہ کو جبان، بے غیرت اور نفس پرور ٹھہرائیں خدا ان کو سمجھے بس اور زیادہ کیا لکھوں۔ اِنَّکَ لَا تَھدِی مَن اَحبَبتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھدِی مَن یَّشَآءُ

سُوالِ اوّل[۱]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کل صحابہ کو بُرا جانتے ہیں اور ہم سُنّی کل صحابہ کو نیک اور عادل جانتے ہیں، اگر یہ سچ ہے تو کوئی سند لاؤ کس لیے کہ شیعہ تو کہتے ہیں کہ اصحاب کے دو معنی ہیں یعنی ایک تعریف عام کہ جو صحبتِ پیغمبر خدا میں پہنچا وہ اصحاب ہے۔ دوسری تعریف خاص ہے کہ جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان پر دنیا سے گیا اور قرآن شریف میں بھی جیسے اصحاب کی تعریف ایمان اور عمل صالح پر آئی ہے ویسے ہی مذمت کفر و نفاق و ارتداد پر آئی ہے اور اسی طرح حضرت کے دین سے اُن کے پھر جانے کی بھی خبر ہے چنانچہ ارشادِ رسولِ خدا بھی یہ ہے۔ اور اس کے راوی آپ کے عالم مشہور شاہ عبدالحق دہلوی اور اخطب خوارزمی ہیں کہ آنحضرتؐ نے روکے فرمایا کہ اے علیؑ لوگوں کے دلوں میں تیری عداوت ہے اور میرے بعد ظاہر کریں گے، اُن پر لعنت کرے گا خدا اور ملائکہ اور جن و انس۔

اور جمع بین الصحیحین میں حدیث ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ روزِ قیامت کو میرے اصحاب کے ایک گروہ کو ملائکہ جہنم کو لیے جاتے ہوں گے میں اُن کی شفاعت کروں گا تو خدا فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد کیا حادثے برپا کیے، مرتد ہو گئے بعد تیرے۔

اور ایسی ہی بلکہ اس سے واضح تر حدیثیں آپ کی کتب میں بہت ہیں۔ پس جب تعریف سے ارشادِ خدا اور رسولؐ سے ثابت ہوا کہ اصحاب آنحضرتؐ کے مومن اور منافق دونوں

---

۱ از حضرات شیعہ اثنا عشر

تھے پس کل کو بُرا جاننے والا ملتِ اسلام سے باہر ہے، اور قرآن کا منکر ہے اور کل کو اچھا جانتے وہ بھی قرآن کا منکر ہے۔ پس دیکھو تو کہ شیعہ نے تو تمسک ثقلین اچھے بُرے میں خوب تمیز کر لی، یعنی جسے عترت نے بُرا کہا اُسے بُرا کہتے ہیں، اور جسے جھوٹا کہا اسے جھوٹا جانتے ہیں اور جسے اچھا کہا اسے اچھا جانتے ہیں۔ اور اب بھی جس نے اہل بیت سے محبت کی اسے مومن جانا، اور جس نے عداوت کی اسے منافق۔ اس پر بھی ہم احادیثِ رسولِ خداؐ سند رکھتے ہیں آپ ہی کی کتب سے مگر آپ تو فرمائیے آپ جو یہ فتویٰ عام دیتے ہیں کہ کل صحابہ عادل ہیں، سوءظن کسی اصحاب سے نہیں کرنا چاہیئے کہ ظنِ بد کرنا کفر ہے۔ پس عجب حیرت کا مقام ہے کہ خدا تو ان کے کفر و نفاق کی گواہی دے اور آپ اس کو نہ مانیں اور ظنِ بد کو جانبِ کل صحابہ کفر کہیں۔ پس یہ حکم آپ کا مخالف قرآن ہے یا نہیں اور یہ کفر ہوا یا اسلام؟

اگر وہ کہہ دیں کہ ہم بھی بنا بر تعریف خاص کے انھیں صحابہ کو جو اطاعت عترت میں تھے دوست رکھتے ہیں اور بُرے اصحاب کو ہم بھی بُرا جانتے ہیں تو پوچھو کہ بُرے اصحاب سے شیعہ کو آگاہی فرمائیے کس لیے کہ جنھوں نے مع اہل بیت گھر جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو آئے اور اس واقعہ پر ہم بیس کتابیں آپ کی گواہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ جو لڑے حتیٰ کہ معاویہ بھی آپ کے نزدیک معافی مجتہدوں میں ہے۔ یہ سب تو آپ کی تجویز میں دوستانِ خاص اہل بیت و عترتِ پیغمبرؐ ہیں وہ دشمن کون تھے؟ جن کی خبر خدا تعالیٰ اور رسولؐ نے دی ہے اور پوچھو کہ جب ان امور مذکورہ بالا پر لوگ مومن اور دوست ٹھہرے تو شیعہ بیچارے کیوں کافر ہو گئے کہ ان کا قول کیا تکذیب عترت اور اُن کے حکم قتل سے زیادہ ہے؟ اس کا جواب دو۔

جوابِ سوالِ اوّل

مہاجرین و انصار کا ایمان اور قرآن لاریب اہل سنت صحابی اس کو کہتے ہیں کہ باسلام خدمتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور بایمان انتقال کیا۔ اور مرتد ہوکر مرنے والے کو صحابی نہیں کہتے۔ مگر شیعہ کہتے ہیں کہ ایسے صحابی جس کو سائل بمعنی خاص کر تعبیر کرتا ہے[1] چار یا پانچ شخص تھے۔ اور سوا ان اشخاص کے سب مہاجرین اور انصار صحابی بایں معنی نہیں تھے، بلکہ یا از سرِ نو مسلمان نہیں ہوئے تھے منافق تھے، یا بعد وفات حضرتؐ کے مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ اور دعوٰی شیعہ کا بالکل مردود ہے ثقلین اس کو رد کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور احادیثِ ائمہ شیعہ سے ان سب کا صحابی عادل ہونا ثابت ہے اور جو بعض ان میں سے محاربِ حضرت امیرؓ تھے عین حالتِ حرب میں بھی وہ بقول حضرت امیرؓ مسلمان تھے۔

اب سنو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

(ترجمہ) "اور سب سابقین اولین مہاجرین و انصار، اور جو لوگ اُن کے تابع ہوئے نیکی کے ساتھ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی، اور تیار کیا ہے اللہ نے اُن کے واسطے جنات، بہتی نیچے اُن کے نہریں ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ کو یہ ہے بڑی مراد پانا۔"

آیت میں الف لام کی وجہ سے عموم و استغراق اور شیعہ کو معلوم ہے کہ الف لام جمع پر معنی استغراق و عموم کے دیتا ہے تو واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ سب مہاجرین اور انصار کو بشارت

[1] از حضرت گنگوہی رحمہ اللہ (ناشر)

اپنی رضامندی اور جنت کی دیتا ہے ابد الآباد کو اور حق تعالیٰ علّام مافی الصدور اور ازل سے ابد تک کا عالم، جب یوں فرمادے تو اب نفاق یا ارتدادِ مہاجرین و انصار کا کیوں کر احتمال ہو سکتا ہے اور صحابی اور عادل ہونا ان کا اور مقبول و مقرب ہونا کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو گیا، اب اُن پر دعوٰی نفاق و ارتداد کا تکذیبِ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کی ہے اور اپنا ایمان کھونا۔

بدا وعدے میں نہیں ہوتا یہاں شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اور جو اس قسم کی آیات ہیں ان میں بدا ہوا ہے۔ سو یہ بات نہایت حماقت کی ہے کیونکہ بدا وعدے میں نہیں ہو سکتا کہ تخلفِ وعدہ اور کذب حق تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ سو عذر بدتر از گناہ ہوا مگر حیف ہے کہ شیعہ کو اپنی بات کی پچ میں کچھ پرواہ نہیں۔

کوئی آیت الحاقی نہیں، ورنہ وعدہ حفاظت غلط رہے گا یا اس آیت پر شیعہ یوں کہیں کہ یہ آیت الحاقی ہے کہ جامع قرآن نے بڑھادی، سو اس شبہ واہی کا بھی حق تعالیٰ نے خود جواب فرمادیا کہ:۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

(ترجمہ) "تحقیق ہم نے ہی نازل کیا قرآن کو اور بیشک ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔"

سو جس کی حفاظت کا حق تعالیٰ ذمہ دار ہو اس میں کوئی الحاق و تحریف و نقصان کس طرح کر سکتا ہے۔ اگر عقل ہو تو یہ بات بہت ظاہر ہے۔

حفاظتِ قرآن کا مفہوم اور یہ عذر شیعہ کا کہ محافظت لوحِ محفوظ میں مراد ہے، تو سخت بوالعجبی ہے کیوں کہ شاید تورات اور انجیل کی تحریف لوحِ محفوظ میں پہلے ہوئی ہو گی جو حق تعالیٰ اس کتاب مبین میں اس کے عدمِ وقوع کا ذمہ کش ہوتا ہے۔ شاید شیعہ کے نزدیک کچھ تصرف اہلِ کتاب کا لوحِ محفوظ تک پہنچ سکتا ہو گا۔ معاذ اللہ۔ تو اب خدائے عالم کیا ہوا؟ عاجز ترین مخلوق ٹھہرا اگر اس تقریرِ واہی پر یہ استیجاب اہل سنت کو ہے "شیعہ اہلِ عدل" پر کہ حق تعالیٰ کے ذمہ پر لطف کو واجب کرتے ہیں تو یہ بات لازم ہی ہے۔ خیر اس مسئلے کو ہم نہیں چھیڑتے

علمائے شیعہ خود عاقل ہیں تو سمجھ لیویں گے۔ الغرض اس آیت قرآن شریف سے سب مہاجرین و انصار کا جنتی ہونا اور اصحابی بمعنی خاص ہونا اور ایمان پر انتقال کرنا بیّن ہے۔

عقائد شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی

ہاں اگر شیعہ یہاں بھی تقیہ پر حمل کریں تو ان سے بعید نہیں، کیونکہ جیسا صحابہؓ سے جناب ائمہ کہ علم ماکان و مایکون بھی رکھتے تھے، اور قادر اپنی موت و حیات پر تھے کسی کو ان کے ہلاک پر قدرت بھی نہیں تھی، اور اپنے اعداء کے اہلاک پر ان کو دسترس بھی تھی پھر ساری عمر بخوف اعداء ظاہر میں اعداء کے ساتھ رہے۔ اور ان سے کچھ اپنا جان و مال و آبرو و ایمان و سلام نہ محفوظ ہو سکا تو حق تعالیٰ بھی باوصفِ صفات کمال اگر اپنے بدیں سے ڈرے اور ان کی خوشامد کرے تو ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ سے سوا اس کے کچھ بن ہی نہیں آئی۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔

دوسری آیت:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ

(ترجمہ) البتہ راضی ہوا اللہ مومنین سے جب بیعت کی انھوں نے تحتِ شجرہ، پس جانا جو کچھ اُن دل میں ہے، پس اتاری سکینہ اور رحمت اُن پر۔"

اب شیعہ آنکھ کھول کر دیکھیں کہ تحتِ شجرہ بیعت کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے یا کوئی اور لوگ تھے؟ اور آخر سورۃ تک دیکھو کہ کیا کیا وعدے مغفرت اور نصرت کے اور صفات ان کے کمالات کے مذکور ہیں۔ اگر خوفِ طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا مگر مؤمن کو ایک آیت کا حوالہ بس ہے، اور بددین کو سارا قرآن بھی سُنانا عبث ہے۔

انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت علیؓ

اور حضرت امیرؓ سے "نہج البلاغۃ" میں مذکور ہے:۔

لَقَدْ رَاَيْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَرٰى اَحَدًا مِّنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ لَقَدْ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا۔ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّقِيَامًا

يُرَاوِحُوْنَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَاَقْدَامِهِمْ يَقِفُوْنَ عَلٰى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ۔ كَاَنَّ بَيْنَ اَعْيُنِهِمْ رُكَبُ الْمِعْزٰى مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْيُنُهُمْ حَتّٰى تَبُلَّ جُيُوْبُهُمْ وَمَادُوْا كَمَا يَمِيْدُ الشَّجَرُ فِي الْيَوْمِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَرَجَآءً لِّلثَّوَابِ۔

(ترجمہ) "البتہ دیکھا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پس نہیں دیکھتا تم میں سے کسی کو کہ مشابہ ان کے ہو۔ البتہ وہ تھے کہ صبح کرتے پراگندہ، غبار آلودہ، رات گزارے ہوئے سجدہ و قیام میں، نوبت بہ نوبت راحت پاتے تھے[۱] پیشانی و قدموں میں ٹھہرتے تھے گویا چنگاری آگ پر ذکرِ آخرت سے اور گٹھے تھے مثل گھٹنوں کے نشان کے ان کی آنکھوں کے وسط میں جب ذکرِ خدا ہوتا تھا بہتی تھیں آنکھیں ان کی یہاں تک کہ تر ہو جاتے تھے جیب ان کے ہلتے تھے مثل درخت کے تیز ہوا کے دن میں، خوفِ عقاب اور توقع ثواب میں۔"

اور فرماتے ہیں:

لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْتَلُ اٰبَاؤُنَا وَاَبْنَاؤُنَا وَاِخْوَانُنَا وَاَعْمَامُنَا وَمَا يَزِيْدُ بِذٰلِكَ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا۔ فَلَمَّا رَاَى اللّٰهُ صِدْقَنَا اَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ حَتَّى اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ الخ

(ترجمہ) "البتہ تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قتل کیے جاتے تھے باپ اور بیٹے اور بھائی اور ماموں اور چچا ہمارے اور نہیں بڑھتا تھا اس سے ہمارا مگر ایمان و انقیاد سو جب دیکھا اللہ نے صدق ہمارا اتارا ہمارے دشمنوں پر خواری اور ہم پر مدد کو، حتیٰ کہ مستقر ہو گیا اسلام۔"

[۱] یعنی سجدہ سے تھکتے تو قیام کرتے اور قیام سے تھکتے تو سجدہ کرتے ۱۲

سبحان اللہ یہ حال دیکھو سب مہاجرین اور انصار کا تھا، یا آپ کے چار پانچ نفر کا۔

مہاجرین وانصار اور امام جعفر صادق کتابِ خصال میں زبانی امام صادق کے ہے کہ:۔

كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا ثَمَانِيَةُ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ وَاَلْفَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْمَدِيْنَةِ وَاَلْفَيْنِ مِنَ الطُّلَقَاءِ لَمْ يُرَ فِيْهِمْ قَدَرِيٌّ وَّلَا مُرْجِيٌّ وَلَا مُعْتَزِلِيٌّ وَّلَا صَاحِبُ رَأْيٍ ـ وَكَانُوْا يَبْكُوْنَ اللَّيْلَ وَيَقُوْلُوْنَ اَقْبِضْ رُوْحَنَا قَبْلَ اَنْ نَّاكُلَ خُبْزَ الْخَمِيْرِ۔

(ترجمہ) "تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قدری اور مرجی اور معتزلی اور صاحب رائے۔ رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الٰہی قبض کر لے ہماری روح پہلے خمیری روٹی کھانے سے۔"

اس روایت سے محقق ہو گیا کہ حضرت امیر رضؓ سب صحابہؓ کی تعریف میں فرماتے تھے جو اوپر نقل کیا گیا اور صاحب الفصول امامیہ روایت کرتا ہے:

عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام انہ قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر وعمر وعثمان ۔ اَمَا تُخْبِرُوْنِیْ؟ اَنْتُمْ من المہاجرین الذین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا و ینصرون اللہ ورسولہ؟ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوؤا الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم؟ قالوا لا ـ قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ھذین الفریقین وانا اشھد انکم لستم من قال اللہ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا لِّلَّذِیْنَ اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔

(ترجمہ) "امام ابو جعفر محمد بن باقرؓ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اس قوم کو کہ خوض کیا تھا انھوں نے شانِ ابی بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ میں۔ کیا خبر نہیں دیتے تم مجھ کو؟ کہ تم مہاجرین میں سے ہو، جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے، تلاش میں تھے وہ فضل اللہ اور رضامندی اس کی کے اور مدد کرتے تھے اللہ اور رسول اس کے کی۔ کہا انھوں نے نہیں فرمایا پھر ان لوگوں میں ہو جنھوں نے ٹھکانا پکڑا دارِ مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے (یعنی مہاجرین سے) دوست رکھتے تھے مہاجرین سے اور انصار سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم نہیں ہو وہ لوگ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاؤا الخ یعنی یہ کہ جو لوگ کہ آتے ہیں بعد اُن کے کہتے ہوئے اے رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ سابق ہوئے ہم سے ایمان میں اور مت کر دلوں میں ہمارے کینہ مؤمنین کا اے رب ہمارے البتہ تو غفور الرحیم ہے۔"

اس حدیث سے صحتِ ایمان مہاجرین وانصار وخوبی ابو بکرؓ اور بُرائی کینہ داران اُن کے کی معلوم ہر خاص وعام کو ہو گئی۔ اب عترت کے اقوال سے بھی عدالت اور قبولیت سب مہاجرینؓ انصار کی عند اللہ وعند الائمہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور اقوال دیگر ائمہ بخوفِ اطناب ترک کرتا ہوں۔ جناب سائل اور ان کے ہم مشرب آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں اور عذر تقیہ زبان پر نہ لادیں کہ اول ہی اس عذر کو قطع کر چکا ہوں۔ سو اہلِ سنت کو یہ حجت (شیعہ پر) کافی ہے۔

اخطب کا قول حجت نہیں ہے اور سائل جو ترجمہ حدیث کا بحوالہ شیخ عبد الحقؒ اور اخطب خوارزم نقل کرتا ہے یہ اخطب تو زیدی، غالی، کذاب ہے۔ اس کے قول سے اہل سنت پر حجت لانی محلِ عجب ہے۔ آپ نے اپنی ہی کتب سے کیوں نہ نقل کر دیا؟ جو جی چاہے تھا اور دعویٰ الزام وہی کا کتب اہل سنت سے کیوں کرتے ہو؟ دیکھو ہم بجز قرآن شریف اور روایات (آپ کی کتب) کے ہرگز سند نہ دیں گے، اور شیخ کا جو نام لکھا ہے تو آپ نے یہ نہ لکھا کہ شیخ نے کس کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے تاکہ آپ کا صدق و کذب معلوم ہوتا۔ کتب اہل سنت میں بایں الفاظ کوئی حدیث نہیں۔ مگر مکائد شیعہ میں ہے کہ یہ عبارت کو تحریف کرتے ہیں یا معنی کچھ اور کہتے ہیں۔

اہل سنت اور حضرت علیؓ کا مقام ہماری کتب میں تو حدیث یوں ہے لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ (ترجمہ) "نہیں دوست رکھتا علیؓ کو منافق اور نہیں بغض کرتا علیؓ سے مؤمن) یا اس کے معنوں میں مثل اس کے سو بحمد اللہ اصحابِ رسول اللہؐ اور سب اہل سنت محبتِ علیؓ سے سینہ پُر رکھتے ہیں چنانچہ کتبِ اہل سنت فضائل و محامد علیؓ سے پُر ہیں کسی پر مخفی نہیں۔ البتہ ایسی محبت (کہ یا خدا سے زیادہ بنا دیویں، یا نامردگی و بے عزتی میں یکا کر دیویں) اہل سنت نہیں رکھتے یا بایں شور اشوری یا بایں بے نمکی۔ یہ حال رواياتِ شیعہ کا ہے کہ بیانِ مظلومیت میں اس قدر گھٹا دیں کہ معاذ اللہ اور بیانِ فضائل میں اتنا بڑھا دیں کہ استغفر اللہ۔ سو روایات اپنی کتب کو دیکھ لو، تاکہ ہمارا صدق آپ پر روشن ہو جائے ؎

ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ

شیعہ کی مفروضہ حدیث اگر بالفرض بایں معنی ہی حدیث ثابت ہو جاوے تو پھر لفظ اصحاب اس میں کہاں ہے کہ آپ کو محلِ طعن ہو۔ کیا سب لوگ بس صحابہ میں ہی منحصر ہو گئے ہیں؟ سبحان اللہ! آپ کے بغضِ قلبی نے دیدۂ بصیرت کو عجب روشنی دی ہے کہ حضرتؐ تو بعض لوگوں کے حال سے مطلع فرماویں، آپ اس کے خلافِ ثقلین زبردستی صحابہؓ پر حمل کریں۔ حق یہی ہے کہ یہ اشارہ نواصب کی طرف تھا صریحًا اور روافض کی طرف اشارۃً وکنایۃً ہے کہ وہ ظاہر سب و شتم اسد اللہ الغالبؓ کو کرتے ہیں اور در پردۂ محبت میں دادِ بغض دیتے ہیں۔ چنانچہ کچھ معلوم ہو گیا اور کچھ آگے بیان ہوگا۔

اور حدیث صحیحین جو سائل نے نقل کی ہے کہ روزِ حشر حوض پر سے کچھ لوگ ہانکے جائیں گے سو ان کو بھی سب مہاجرین و انصار پر حمل کرنا کمالِ بلادت ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں بلفظ اُصَیْحَابِی آیا ہے۔ اور یہ تصغیر قلت کے واسطے ہے اور بعض جگہ (رِجَالٌ مِّنْ اُمَّتِیْ) آیا ہے اور یہ بھی عرفِ عرب میں قلت کے لیے آتا ہے۔ سو چند فرق (فرقے) (ناشر) اس قسم کے مُرتد

ہوں گے، نہ سب صحابہؓ معاذ اللہ۔ اور وہ قومِ بنی تمیم کے لوگ اور چند اقوام دیگر تھے، کہ قریب وفات حضرتؐ کے آکر مسلمان ہوئے پھر بعد وفات مرتد ہو گئے تھے۔ حضرتؐ ان کو روزِ محشر (چونکہ ان کو مسلمان چھوڑ کر تشریف لے گئے، ان کے ارتداد سے مطلع نہ تھے اس تعارف پر ان کو) اصحاب کہہ کر تعبیر فرماویں گے اپنے علم کے موافق، نہ یہ کہ یہ لوگ اصحاب بمعنی خاص ہیں جیسا کہ تمام مہاجرین و انصار ہیں اور اہل سنت ہرگز اُن (چند مرتدین۔ ناشر) کو اصحاب نہیں کہتے ورنہ معاذ اللہ کلام ثقلین جھوٹ ہو جاوے اور یہ محال ہے۔ مگر آپ کیسے منصف محبِ ثقلین ہیں کہ اس معنی کو برعکس صحابہ پر حمل کیا اور کچھ اپنی عاقبت کا اندیشہ نہ کیا۔

الحاصل قرآن شریف اور احادیثِ عترت سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ عدول مقبول تھے نہ کوئی منافق تھا نہ مرتد ہوا، مگر وہی چند رجال جنہیں صحابہؓ بھی منافق پہچانتے تھے۔

خطاءِ اجتہادی صورۃً معصیت ہے حقیقتاً نہیں اور جو کچھ بعض سے حربِ حضرت امیرؓ یا کچھ اور بشریت سے تقصیر ہوئی وہ خطاءِ اجتہادی تھی اور جو امر بخطاءِ اجتہاد سرزد ہوتا ہے وُہ بصورت معصیت ہے نہ خود معصیت۔ چنانچہ اہلِ عقل و علم پر واضح ہے اور اگر بالفرض گناہ ہی تھا تو وہ انجام کار اس سے تائب اور نادم ہو کر پھر درجہ عدالت کو فائز ہو گئے کیونکہ وہ کچھ معصوم گناہ سے نہیں تھے۔ سو ایسے صحابہؓ کو بُرا جاننے والا ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوا اور قرآن کا منکر۔ اور جو کل کو اچھا جانے تبعِ ثقلین ہے داخل ملتِ پیغمبرؐ۔ پس دیکھو کہ اہلِ سنت نے خوب تمیز کی کہ جس کو ثقلین نے اچھا کہا اچھا جانا اور بُرے کو بُرا اور اب بھی جو صدقِ محبت اہلِ بیت و عترت سے رکھتے ہیں وہ اچھے ہیں جیسا اہل سنت، اور جو مکذبِ ثقلین ہیں اور پردۂ محبت میں تنقیص و توہینِ شانِ عترت کرتے ہیں وہ بُرے اہلِ شرارت اور اس دعوے پر ہم احادیثِ ثقلین کو شاہد رکھتے ہیں چنانچہ ابھی نقل ہوئیں۔ اور ہم حُسنِ ظن پر یہ عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ ثقلین کے ارشاد پر مدار کار ہے۔ البتہ شیعہ بدظنی کو کار فرما کر مکذبِ ثقلین ہوتے ہیں سو تعجب ہے کہ قرآن و عترت تو تعریف اُن کی کرے اور شیعہ اس کو مانیں پس بولو کہ یہ فعل آپ کا مخالفِ ثقلین

ہے کہ نہیں؟ اور کفر ہے یا اسلام؟ اب اگر شیعہ بُروں کو پوچھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اصحاب میں تو کوئی بُرا نہیں تھا۔ جو لوگ نومسلم اعراب مرتد ہو گئے وُہ بُرے تھے مگر وہ اصحاب نہیں تھے اور جو بعض منافق ان میں ملے ہوئے تھے (جیسا عبد اللہ بن اُبیّ اور اس کے تابع اور ذوالخویصر "راس الخوارج") وہ بُرے تھے، مگر وہ بھی اصحاب نہیں تھے۔ اگر ان کو شیعہ باصطلاح خود صحابہ بمعنی عام کہہ کر بُرا کہیں تو ہم گلہ نہیں کرتے۔

اہل بیتؓ کے گھر جلانا بہتان ہے | اور یہ جو آپ بُہتان، طوفان، افترا کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے خانۂ اہل بیت جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو گئے۔ یہ بالکل افترا و کذب اعدائے (اہل بیت) دوست نما کا ہے۔ اہل سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں۔ آپ نے آنکھ بند کر کے بس کتاب ذکر لکھ دیا۔ زبان کے آگے کچھ کنواں کھائی تو ہے ہی نہیں۔ للہ دللوصی۔ ایک کتاب کا تو نشان دیا ہوتا تاکہ آپ کا صدق و کذب سب پر روشن ہو جاتا۔ اگرچہ واقف تو اب بھی آپ کے صدق و دیانت کے قائل ہو گئے ہیں۔ ہاں البتہ ہمارے پاس آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ سب عدول اور محب اہل بیت و عترت تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی آیات کا حوالہ اوپر گذرا۔ اور اگر قرآن شریف آپ کے نزدیک کچھ معتبر نہیں تو بہرحال نہج البلاغۃ و فصول وغیرہ آپ کی کتب تو قرآن شریف سے بھی آپ کے نزدیک زیادہ معتبر اور واجب التسلیم ہیں۔ اگر یہ لوگ بقول آپ کے دشمن اہل بیتؓ ہوتے تو بزعم آپ کے کافر ہوتے۔ پھر ائمہ کفار کی ایسی مدح کس طرح کر سکتے تھے؟ مدح کافر کی فسق ہے اور ائمہ آپ کے نزدیک فسق سے معصوم ہیں۔ سو اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھو اور اس قول خسارت مآل سے نادم ہونا چاہیے۔

خطاء عصیان اور ایمان | اور معاویہؓ کا محاربہ حضرت امیرؓ کے ساتھ جو ہوا تو اہل سنت اس کو کب بھلا اور جائز کہتے ہیں۔ ذرا کوئی کتاب اہل سنت کی دیکھی ہوتی، اہل سنت ان کو اس فعل میں خاطی کہتے ہیں۔ مگر معاویہؓ اس خطا کے سبب ایمان سے نہیں نکل گئے جیسا تم اور تمہارے اسلاف کا زعم ہے کیوں کہ حق تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے:

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الآیہ

(ترجمہ) "اور اگر دو طائفے مومنین کے آپس میں مقاتلہ کریں تو ان میں صلح کرا دو"

تو دیکھو کہ حق تعالیٰ باوصفِ مقاتلہ باہمی ان کو مؤمنین کہہ کر تعبیر فرماتا ہے اور سوا اس کے صدہا آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فسق و گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا اور حضرت امیرؓ کا قصہ مشہور ہے کہ معاویہؓ اور ان کے ساتھ والوں کو آپ نے لعن کرنے نہیں دیا اور منع لعن سے فرمایا۔ اگر کافر ہوتے تو کیا وجہ منع لعن کی ہوتی۔

محاربین امام کا ایمان بقول امام | اور نہج البلاغۃ میں حضرت امیرؓ کا قول شریف منقول ہے:

اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِي الْاِسْلَامِ عَلٰى مَا دَخَلَ فِيْهِ مِنَ الزَّيْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّاوِيْلِ

(ترجمہ) "صبح کی ہم نے قتال کرتے ہوئے اپنے بھائیوں مسلمانوں سے بسبب اس کے کہ داخل ہوئی اس میں کچھ کجی اور ٹیڑھا پن اور شبہ اور تاویل۔"

حضرت امیر ان کو خود مسلمان بھائی فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ اس میں بسبب شبہ و تاویل کجی آ گئی تھی۔ اور یہ خود بیّن ہے کہ گناہ کرنے سے اسلام کامل نہیں رہتا۔ نہ یہ کہ بالکل اسلام سے خارج ہو جائے۔ سو اس نص سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ حرب (حضرت) معاویہؓ سے خطا ہوئی مگر بتاویل منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ آخر عمر میں اس امارت اور اپنے کردار سے نادم ہوتے تھے۔

ندامت اور توبہ ماحی کفر ہے | سو ندامت کے بعد جو کچھ گناہ ان سے ہوا بالیقین معاف ہوا کہ حق تعالیٰ تائب کے سب گناہ معاف کرتا ہے بلکہ کفر بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے، حاجت سند نہیں اور عادل کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ کبھی اس سے کوئی تقصیر نہ ہو بلکہ اس سے کوئی گناہ ہوا اور پھر توبہ کر لی تو پھر عادل ہو جاتا ہے۔

شیعہ کے نزدیک گناہ کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں | اور شیعہ تو گناہ کبیرہ سے عصمت کو بھی ساقط نہیں کرتے چہ جائے کہ عدالت!

رَوَى الْكُلَيْنِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ إِنَّ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَتَى ذَنْبًا كَانَ الْمَوْتُ عَلَيْهِ هَلَاكًا

(ترجمہ) "حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا کہ موت اس پر موجب ہلاکت کی تھی"

پھر جب عصمت انبیاء کی ایسے گناہ سے ساقط نہیں ہوتی تو بیچارے معاویہؓ تو معصوم نہیں تھے اور معاویہؓ نے تو یہ گناہ خطا سے کیا ہے۔ اب شیعہ حضرت آدمؑ کے باب میں نہ معلوم کیا حکم لگائیں گے؟ کہ ان کی کتابوں میں صریح موجود ہے کہ یہ بلا آدمؑ پر بھی حسد مرتبہ علیؓ و فاطمہؓ کے سبب آئی تھی اور یہ عمداً تھا۔ سو بعد توبہ آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ

(ترجمہ) "پھر پسند کر لیا اس کو اس کے رب نے اور رجوع کی اس پر اور ہدایت کی"

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑی اور مارا یہ خطا سے ہی ہوا تھا جب کہ انبیاء سے ایسا کچھ سرزد ہو جائے، معاویہؓ وغیرہ پر کیا موجب طعن ہے وہ تو کچھ معصوم نہ تھے۔ علاوہ بریں اگر تقصیر حرب معاویہؓ اور چند دیگر سے ہوئی آپ نے اپنے کمال تبحر اور ہمہ دانی سے سارے مہاجرینؓ اور انصارؓ (کہ بقول امام جعفرؓ بارہ ہزار تھے) ایک درجہ کر دیا۔ بڑے افسوس اور حیرت کی جا ہے کہ صحابہؓ باوصف مدح ثقلین کے کافر ہوں اور شیعہ باوجود مخالفت ثقلین و گستاخی اہل بیت کے مومن و مخلص رہیں؟ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو۔ وَاللّٰهُ الْهَادِي

سوال دوم

پوچھو اپنے علماء سے کہ شیعہ کہتے ہیں [illegible] مذکور ہیں کہ فلاں سورۃ اور فلاں آیت اور حدیث شان [illegible] شیعہ [illegible] اور ان کے فضل خلافت اور وجوب اقتدا پر دلالت کرتی ہے کیا حضرات شیعہ سب [illegible] صاحب فراموش کر گئے تھے؟ ہاں جب دنیا سے تشریف لے گئے تو شاید وہاں لوح محفوظ ملاحظہ فرما کر اور رسول خدا سے تحقیق کر کے اپنے مطیعان مشرب کو الہام فرمایا کیں لیے کہ اس وقت خلافت کے روز کوئی سند بیان نہیں ہوئی سوائے قریش ہونے اور [illegible] کے کہ اس پر شیخ ثانی نے بیعت کر لی۔

اب پوچھنا چاہیے کہ اگر یہ پہلے سے بھی ہوتی تو مثل نحن معاشر الانبیاء کے معرکے میں کیا بیان نہ ہوتیں۔ ان کا جواب شافی لا کر دو۔ ورنہ یہ سب ہمارے نزدیک موضوعات احباب ہیں۔

ل از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب سوال دوم

شیخینؓ کا حقِ خلافت اور دلائل

سقیفہ میں "الائمۃ من قریش" پیش کرنے کی وجہ

روز سقیفہ انصار اس بات پر مجتمع ہوئے تھے کہ ایک امیر انصار میں ہو اور ایک مہاجرین میں اور حدیث اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ کا ان کو کوئی خیال نہیں رہا تھا کیونکہ وہ معصوم نہیں تھے کہ نسیان و سہو ان پر نہ ہو سکے اور فی الحقیقت سہو سے تو معصوم بھی مامون نہیں اور علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بھی ان کو نہیں تھا تاکہ عیب کیا جاوے کہ [illegible] ان کو معلوم کیوں نہ تھا۔ اگر معلوم بھی نہ ہو تو بھی کچھ حرج نہیں۔ جب شیخینؓ وہاں تشریف لے گئے اور اس حدیث کو پیش کیا اس سے ان کا وہ ارادہ فسخ ہو گیا اور سب نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پیش کرنا جب ضروری ہوتا کہ کسی کو فضل ابوبکرؓ میں تکرار اور عذر ہوتا۔ ان کی افضلیت کے سب مقر تھے اور انصار کا مذہب شیعوں کا سا نہ تھا کہ امام سب سے افضل ہونا چاہیئے اور نہ ترتیب خلافت کا وہاں ذکر تھا پھر وہاں آیات فضائل کا سنانا کیا ضروری تھا کہ نہ سنانے میں آپ کا اعتراض وارد ہوتا۔ وہاں فقط مذکور اتنا تھا کہ انصار میں امیر نہیں ہو سکتا۔ سو یہ مقصد صرف حدیث کے ہی سنانے سے حاصل ہو گیا۔ اگر بالفرض اس باب میں آیت صریح بھی ہوتی تو کچھ ضروری ہے کہ آدمی اپنے استدلال میں سارے ہی دلائل پیش کرے جب ایک دلیل سے کام نکلے اور دلیل لانا کیا ضروری ہے اور در صورتیکہ حدیث صحابی کے نزدیک مثل قرآن قطعی ہے، تو قطعیت حدیث و قرآن میں کچھ تفاوت نہیں اثبات مقصود میں دونوں یکساں ہیں تو پھر آیات پیش نہ کرنے میں پوچھنا فضول کا ہی ایک عجب بوالفضولی ہے انصار شیعہ نہیں تھے کہ صدہا آیات قرآنی اور نصوص آمرہ کو سن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور آیات و احادیث عترت کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ وہ اہل صدق و ایمان تھے ایک ہی حدیث سن کر تسلیم کر لیا۔

اب اس قدر جواب سے آپ کے سوال کی خوبی [illegible] معلوم ہو جانا آپ کے اس کلام واہی کا [illegible] ظاہر ہو گیا [illegible] آپ کے [illegible] ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک وہ خود آپ کے منہ پر منقلب ہو گئی [illegible] آپ کے [illegible] یا ضرورت سے

صدیقؓ کی اولیت اور قول امامؑ

[illegible] ثابت خلیفہ اول [illegible] در حقیقت امامت جناب ان کے [illegible] آپ کو [illegible] روایت [illegible] فرمائیے کہ نہج البلاغۃ آپ کی کتاب معتبر [illegible] لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ نے امیر معاویہؓ کو لکھا تھا اس میں یہ عبارت ہے:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ بِالْمَدِیْنَۃِ لَزِمَتْکَ یَا مُعَاوِیَۃُ وَاَنْتَ بِالشَّامِ لِاَنَّہٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ
الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْھُمْ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاھِدِ

اَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰى لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ لِلّٰهِ رِضًى

(ترجمہ) "اما بعد، میری بیعت تجھ کو لازم ہوگئی اے معاویہ! درحالیکہ تو شام میں تھا کیونکہ مجھ سے بیعت کی ان لوگوں نے جنھوں نے بیعت کی تھی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے جس شرط پر ان سے بیعت کی تھی پس نہیں اب حاضر کو کچھ اختیار اور نہ غائب کو محل رد اور بس مشورہ معتبر مہاجرین و انصار کا ہی ہے پس اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر دیں تو ہوتا ہے وہ شخص اللہ کے نزدیک بھی مرضی و پسندیدہ۔"

سبحان اللہ! اس نص میں حضرت امیرؓ نے خلفائے ثلٰثہ کی امامت کو صاف صاف حق بتایا اور منکرین کو زبوں فرمایا اور معہٰذا سب مہاجرین و انصار کی تعدیل فرمائی۔ یہ مسئلہ بھی حل فرما دیا کہ امامت بالشوریٰ ہوتی ہے، نہ منصوص من اللہ تعالیٰ۔ جیسا شیعہ گمان کئے بیٹھے ہیں۔ اور یہاں مؤلف نہج البلاغۃ کو حذفِ اسائی خلفاء میں کوئی صورت مفر نہیں ملی، بناچاری ناچاری نام لکھ دیا ہے ورنہ ان کی دیانت سے بعید تھا کہ ان حضرات کے اسماء مبارکہ کی تصریح کریں۔

صدیقؓ کی خدمات اور امامؓ کا اعتراف | دوسری جگہ نہج البلاغہ میں ہے:

لِلّٰهِ بِلَادُ اَبِىْ بَكْرٍ فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَى الْعَمَدَ وَاَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَةَ

(ترجمہ) "واسطے اللہ کے ہیں بلاد ابی بکرؓ کے البتہ انھوں نے سیدھا کیا کجیوں کو، اور علاج کیا بیماری کا، اور قائم کیا سنت کو اور پیچھے ڈالا بدعت کو۔"

یہاں مؤلف نے بجائے لفظ ابی بکرؓ کے لفظ فلاں کا رکھا تھا اور بسبب تعصب ہی کے تصریح نام حضرت ابوبکرؓ کی نہ کی تھی مگر شارح نے اس کی تحریف کو ظاہر کر دیا کہ مراد ابوبکرؓ ہیں۔ اب یہ دونوں شارحین بیانِ خلافت ابوبکرؓ کو اور حقیقت امامت حضرت ممدوح کو کیسا صاف بیان کرتے ہیں کہ ہر گز اہل ایمان کو اس میں محل تردد نہیں ہو سکتا۔

بیعتِ امامؓ خلافتِ صدیقؓ کی حقانیت ہے | اور ہم سب سے درگذر سے خود حضرت امیرؓ کا بیعت کرنا کتنی حجت واضح ہے کیونکہ اگر خلافت اُن کی حق نہ ہوتی تو حضرت امیرؓ معصوم، عالم ماکان و یکون، اشجع الاشجعین ہرگز بیعت نہ کرتے۔ دیکھو چھ مہینے تک آپ کو جو بیعت سے کچھ تردد رہا تو ہرگز بیعت نہ کی اور کسی سے ہراساں نہ ہوئے اور تقیہ واہیہ محرمہ کو کار نہ فرمایا۔ اگر ایسا آپ تقیہ کرنے والے ہوتے تو اوّل کیا وجہ انکار بیعت تھی، اور اگر لیاقت خلیفہ اوّل میں نہ ہوتی تو چھ مہینے کے بعد کہاں سے لیاقت آگئی تھی؟ اور معاذ اللہ شیخینؓ اگر زبردستی بیعت لیتے ہوتے تو اوّل ہی زبردستی سے کون مانع تھا۔

خلافتِ شیخینؓ نہ ماننے میں مفاسد | اس جگہ محبت عترت کے مدعیین نے تراشا ہے کہ آپ کے گلے میں رسی باندھ کر لائے اور بیعت کرائی۔ حضرت نے مجبور، مقہور ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے بیعت کر لی۔ سبحان اللہ یہ حسنِ عقیدت شیعہ کا ہے کہ ایسے بہادر کو نامرد بتائیں اور آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت ابن ملجم کے ہاتھ سے ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہما ہرگز میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے، اور پھر بھی تحریر لوح محفوظ کو غلط سمجھا اور بخوفِ جان کافروں کے ہاتھ پر بیعت کر کے ساری عمر گزار دی اور اپنی دختر عمرؓ کو بیاہ دی۔ جیسے علامہ شوستری وغیرہ لکھتے ہیں تو نزدیک شیعہ کے حضرت علیؓ شیرِ خدا نہایت جبان و بے غیرت تھے؟ اور دیکھو کہ امام معصومؓ کی بیٹی کا نکاح کافر سے کیسے ہو سکتا ہے! معاذ اللہ، کلثومؓ اور علیؓ اور حسنینؓ کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور ابوبکرؓ کے وقت بنی حنیفہ سبایا ابوحنیفہ پکڑے ہوئے آئے، ایک لونڈی حضرت امیرؓ کو ملی آپ نے اس کو تصرف میں رکھا کہ محمدؓ اس سے پیدا ہوئے۔ تو جب امام حق نہیں تھا؟ جہاد صحیح نہیں تھا؟ غنیمت حرام تھی۔ پس حضرت علیؓ نے معاذ اللہ زنا کیا؟ اب کہاں تک مفاسد اس عقیدۂ باطل کے لکھوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ موافق رائے شیعہ علیؓ میں معاذ اللہ سارے جہاں کے عیوب موجود ہوتے ہیں ہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جانا ہوگا کہ اگرچہ تقدیر خداوندی ہی قتل میرا ابن ملجم

کے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر شیخین رض بسبب غلبۂ قوت کے اگر تقدیر کو پلٹ دیویں تو کیا کروں گا؟
آخر ان لوگوں نے لطفِ خداوندی کو جو در بابِ امامت ذمۂ حق تعالیٰ کے واجب تھا نہیں چلنے
دیا، اور قرآن شریف کو بھی تحریف کر دیا اور ذمۂ خداوندی کچھ کارگر نہ ہوا۔ یہاں بھی ان کا کیا ہو
جاوے گا خدا تعالیٰ کا لکھا نہ چلے گا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، حق یہ ہے کہ چھ مہینے تک آپ نے
بسبب اپنی شجاعت کے بیعت نہ کی اور مخالفت سے تمام مہاجرین و انصار کی کچھ گھبراہٹ نہ
کی، اور یہ توقف محض شکر رنجی بشریت کے باعث سے تھا کہ ہم سے اس باب میں مشورہ نہ کیا
کہ ہم اہل مشورہ میں تھے، بعد چھ مہینے کے وہ رنج دفع ہو گیا اور خود بلا اکراہ مجمع عام میں اقرار
فضائل ابی بکر رض فرمایا، اور بیعت کر لی اور حضرت ابوبکر رض نے عذر کیا کہ وہ وقت ایسا تنگ تھا
کہ فرصت مشورہ کی نہ تھی اور نہ توقف کا محل تھا۔ حضرت امیر رض نے بھی اس عذر کو پسند
و قبول فرمایا۔

اہل شیعہ کے لیے دوگونہ مشکلات لیکن شیعہ کو یہاں میدانِ تنگ ہے کہ نہ بشریت کو معصوم
پر لگا سکتے ہیں (اگرچہ انبیاء معصومین سے حسد اور گناہِ کبیرہ اور غضب (ناکردہ گناہ پر) اور فضیحہ
کرنا بری عن الخطاء کو جائز ہو، جیسا حضرت آدم و یونس و موسیٰ علیہم السلام کے وقائع میں معلوم
ہوا، مگر امام معصوم رض پر کیوں کر ایسی بات لگا سکیں) اور نہ جبرانہ بیعت کا اقرار کر سکتے ہیں کہ پھر
بنائے مذہب شیعہ منقطع ہو جاوے گی اور نہ تقیہ کو مان سکتے ہیں کہ اس میں حضرت امیر رض کے
اوپر مفاسد بے شمار متوجہ ہوتے ہیں مگر نقل مشہور ہے مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ اِخْتَارَ
اَھْوَنَھُمَا ناچاری تقیہ کرنا اگرچہ علی رض پر معاذ اللہ سب کچھ ثابت ہو جاوے گا مگر شیخین رض و
صحابہ رض کی برائی اور ظلم تو ثابت ہو جائے گا۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ "دوستی بے خرد دشمنی ست"
سو اس جواب میں شیعہ تأمل کریں اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آویں۔ واللہ الہادی

سوال سوم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کے بڑے عالم صاحب جامع الاصول کہ جو تمہارے
کتاب ہدایہ میں لعنت لمر میں خطبۂ جناب فاطمہ رض کو نقل کرتے ہیں وہ مسعودی مورخ مذہب میں
لکھتا ہے، اور ابوبکر جوہری نے تمام و کمال لکھا ہے کہ شیخ ابن ابی الحدید نے اس سے نقل
کی ہے اس خطبہ کو۔ دیکھو ہم یہاں اس مختصر میں بیان نہیں کر سکتے کہ جزو بھر کا ہے، اگر کوئی
طلب کرے تو حاضر ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ لکھتے ہیں کہ جب جناب فاطمہ رض نے منع فدک پر ابوبکر رض کو مار دیا
تو حضرت فاطمہ رض ایک گروہ زنانِ بنی ہاشم کو ساتھ لے کر مسجد میں آئیں اور پردہ تنوا بیٹھ
رکھی، ایک خطبہ مشتمل حمد و ثناءِ الٰہی اور نعتِ رسالت پناہی پڑھا اور حقیق اور حق تجویزات
کے جو اصحاب پر تھے بیان کیے کہ سب رونے لگے، اور پھر آیاتِ قرآنی در قربِ پدر
بزرگوار سے سند لا کر کوئی کلمۂ تکفیر و تفسیق و ارتداد اور غصب خلافت در فدک و ترک
مدد کے ترک کا اٹھا نہیں رکھا اور کیا کچھ نہیں فرمایا۔ ذرا دیکھو تو معلوم ہو۔

پس اب پھر اس حقیر کی طرف سے پوچھو کہ وہ حدیث و آیات فضیلتِ شیخین جو کتب
میں لکھتے ہو اس وقت تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو کسی نے بیان کیوں نہیں کی کہ جب وہ مرتد
قائل ہوتیں پھر اب لوگ ان کے دوست امام کی وفات کے بعد مراقبہ کر کے ترکیم نشر و محبت
میں لوحِ محفوظ سے لائے مشت بعد از جنگ ہے اور تریاق فاروق جدم و ہے و مردہ ہے

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

کیا حاصل، ایسے تو سمجھو کہ اگر کوئی فضل ان کا واقعی ہوتا یا بد کہنا باعث معصیت ٹھہرتا تو معصومہ مظلومہ کے حق میں کیوں ایسے کلمات فرمائیں اور اصحابِ موجودہ سے کوئی تو مانع ہوتا یا پھر حضرت ابوبکرؓ خود رد کرتے، دلیل کافی اور جواب شافی قولِ خدا تعالیٰ اور رسولؐ سے دیتے نہ کلمات سخت خشونت کے جو قریب مذکور ہوتے ہیں مغلوبیت کی جہت سے کہنے پڑتے۔

غرض علمائے مذکورہ لکھتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ نے دلائل اور براہین جنابِ فاطمہؓ کے سُنے تو منبر پر تشریف لے گئے اور پہلے تو حضار پر خفگی کی استماعِ کلام جناب سیدہؓ سے کہ تم کیوں آپ کی طرف مخاطب ہو کر سنتے ہو اور پھر جناب امیر کی طرف اشارہ کرکے کہا انما ھو ثعلب شھیدہ ذنبه مرب لکل فتنة ھو الذی یقول کروھا جذعة بعد ما ھرمت یستعینون بالضعفة ویستنصرون بالنساء کام طحال احب اھلھا الیھا البغی۔ حاصل یہ ہے کہ علیؓ نہیں ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکھے اپنے دعوے پر اپنی دُم کو، وہ پالیتا ہے ہر فتنہ و فساد کو، وہ چاہتا ہے کہ فتنۂ پارینہ کو تازہ کرے، اب جو کچھ نہ ہو سکا تو مدد چاہتا ہے ضعیفوں اور عورتوں سے مانند اُمِّ طحال کے کہ دوست رکھتی تھی زناکاروں کو۔"

الامان یہ کلمات عترتِ رسولِ کائناتؐ کی شان میں کیسے ہیں کیا مودت ذوالقربیٰ اسی کا نام ہے؟ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کل صحابہ کو عادل اور دوست عترتِ رسولؐ جانتے ہیں کہ دعوٰی جناب سیدہؓ کا اور دلائل اور براہینِ معصومہؓ کا جواب یہی تھا جو ابوبکر نے دیا تھا کہ عدل میں حکومت کی خود پسندی اور زور اور نفسانیت کا تقاضا بھی شامل ہو سکتا ہے جو حاکم مدعی کے دعوے کو دلائل و براہین سے رد نہ کرے اور اس کے عوض میں کلمات خشونت آمیز کہے، اس حاکم کو صاحبانِ عقلِ سلیم عادل کہیں گے یا ظالم؟ اور پھر ایسے کہنے والے کو دوست سمجھیں گے یا دشمن؟ ذرا غور تو کرو اور گریبان میں سر ڈالو، اور ان کلماتِ ناشائستہ کا نتیجہ سنو کہ جب آپ کے حضرت ابوبکرؓ نے وہ کلمے بیان کیے تو ہماری سیدہؓ گریاں گھر چلی گئیں، انتہیٰ۔

اور ظاہر ہے کہ دنیا سے ان پر ایسی غضبناک تشریف لے گئیں کہ جنابِ امیرؓ نے شب کو انھیں ایسا مخفی دفن کیا کہ اب تک نشانِ قبر بھی حضرت فاطمہؓ کا آپ لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ آج تک اہلِ مدینہ دو جگہ قبر کا نشان دیتے ہیں۔

برائے خدا اے مسلمانوں کوئی تو انصاف کرو کہ ان باتوں پر تو کافر کو تاب نہ رہے گی نہ مسلمان کو کہ عترتِ پیغمبرؐ کو کوئی بُرا کہے اور وہ سُنے اور پھر اسے مسلمان اور عترتِ پیغمبرؐ میں جانتے یہی ملتِ پیغمبرؐ تھی اور اسی سیرتِ شیخین پر چلنے کو کہتے ہو ؎

ہرگزم باور نمی آید ز روئے اعتقاد
اینہمہ ہا گفتن و دین پیغمبر داشتن

پیغمبرؐ تو ایذائے علیؓ اور فاطمہؓ پر کفر کا حکم فرمائیں اور خدا موذیانِ پیغمبرؐ پر اور حق چھپانے والوں پر باعلان لعنت کرے اور حکم دے اور آپ اس کو خیال میں نہ لائیں۔ دیکھو قرآن کو ایسے قرآن پڑھنے سے کیا حاصل پس ایسوں سے حسنِ ظن رکھنا کفر ہے۔ یا صدیق کہنا۔ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو جو سچا جانتا ہو اس میں خوب تحقیق کرکے ہماری تسکین کر دے؟

جوابِ[۱] سوال سوم

حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ اور مسئلہ فدک کی تحقیق

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی میراث کو کہ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے فدک وغیرہ تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طلب کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَةٌ پڑھ کر سنائی (ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کے کسی کو وارث نہیں کرتے۔ جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ترکہ حضرت کا درحقیقت ملک حضرت کی نہیں تھا اب میں اس ترکہ میں جس طرح حضرت تصرف فرماتے تھے اسی طرح خرچ کروں گا، اور واللہ قرابتِ رسول اللہ مجھ کو اپنی قرابت سے مقدم و عزیز تر ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس بات کو سن کر ساکت ہو گئیں اور پھر اس باب میں نہیں بولیں۔

یہ حقیقت تھی اس واقعہ کی، اس میں شیعہ مقتضائے اپنی جبلت کے طعن کرتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ظلم کیا کہ حق ان کا جو شرع سے اُن کو ملتا تھا وہ غصب کر لیا اور ایک حدیث اپنی طرف سے بنا کر حکم حق تعالیٰ کو منسوخ کر دیا۔ حق تعالیٰ قرآن شریف میں دختر کو وارث کرتا ہے اوّل تو یہ خبر موضوع ہے۔ اور اگر سلّمنا۔ خبر واحد ہے۔ ناسخ قرآن شریف

[۱] از حضرت گنگوہی رحمہ اللہ (ناشر)

کی نہیں ہو سکتی۔

جواب اس کا ہمارے علماء نے بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے خصوصاً مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ہدیۃ الشیعہ میں کہ اردو زبان میں ہے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔

فدک فَیْ تھا اور فَیْ کا حکم

مختصر یہ ہے کہ فدک وغیرہ جائداد ملک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھی، بلکہ وہ بیت المال تھا۔ حضرت بقدر حاجت اس میں سے لے کر اپنے صرف میں لاتے تھے اور آیہ سورہ حشر۔

مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَ الْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ

(ترجمہ) "جو کچھ کہ فَیْ کیا اللہ نے اپنے رسول پر سو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا اور مسکینوں کا، تا کہ نہ ہو جائے برتاؤ دولتمندوں کا۔"

دلیل ہے اس پر کیونکہ جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان کیا مصرف بیان کیا ہے کہ اس کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ اگر ملک ان لوگوں کی ہوتی، تو حضرت اُن پر تقسیم (زمین کو) کر دیتے، اور آپ نے نہیں کی تو حضرت بھی مثل ابوبکر رضی اللہ عنہ غاصب حقوقِ مسلمین ہو جاویں (معاذ اللہ) اور بھی مستحق بے نہایت ہیں۔ ان کا حصہ مشخص ہونا محال۔ سو بہرحال یہ معنی استحقاق و نفع ہے کہ اس کا محصول بیت المال میں رہے، اور ان مستحقوں پر صرف کیا جاوے جیسا دستور (بیت المال) کا ہے سو جب ملک ہی آپ کی ان اشیاء میں نہ تھی پھر میراث کیونکر جاری ہو، اس تحقیق میں طول بہت ہے مگر مختصراً فہم عوام کے لیے لکھا گیا۔

آیۂ میراث کی مخاطب امت ہے رسول نہیں

اور اگر تسلیم کیا ہم نے کہ ملک ہی حضرت کی تھی اور بخاطرِ شیعہ اپنا یہ مسئلہ ہم نے چھوڑا تو بھی سنو کہ آیۃ یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ الخ جس میں مسائل میراث مذکور ہیں حق تعالیٰ نے بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امت کو خطاب کیا ہے

اس میں ذات پاک حضرتؐ کی داخل نہیں ۔ دیکھو کہ اوّل شروع سورۃ میں حق تعالیٰ نے ایسے ہی احکام ارشاد فرمائے ہیں جو خاص اُمت کے حق میں ہیں، اور حضرت رسالت مآبؐ کو اُن میں داخل نہیں فرمایا (کہ دو یتیموں کو ان کے مال، اور مت لو بجلا ان کا اپنے بُرے کے بدلے، اور مت کھا جاؤ مال ان کا اپنے مال میں ملاکر، اور اگر خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تم یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دو سے چار تک) اور سوائے اس کے سب احکام کو دیکھو، پھر منع کرنا یتیموں کا مال کھانے سے، اور چار سے زیادہ نکاح کرنے سے اور دیگر سب اُمور حضرت رسالت مآبؐ کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرتؐ کو چار سے بھی زیادہ نکاح درست تھے ۔ ایسا ہی حکم وسبت میراث ہے کہ آپؐ کے حق میں یہ حکم نہیں، بایں وجہ کہ آپؐ کی کچھ ملک ہی نہ تھی جس کو ہم نے بلحاظ شیعہ تسلیم کرکے چھوڑ دیا ۔

یا بایں وجہ کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں وَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "آبِ حیات" میں بِمَا لَا مَزِيْدَ عَلَيْهِ ثابت کیا ہے ۔

اور کچھ نہ سہی مگر یہ حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ بہت صحابہ سے منقول ہے اور خود حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ سُنی تھی اور جو حدیث رسولؐ کی زبان سے سُنی جاوے سننے والے کے حق میں مثلِ قرآن قطعیت میں ہوتی ہے ۔ جب ابوبکرؓ نے خود سُنا تو اُن کے نزدیک یہ حدیث مثل قرآن تھی اس حدیث سے قرآن شریف کی آیۃ کو تخصیص کرنا ضروری ہے ۔ اس میں شیعہ کو بھی اپنے اصول کے موافق بجز تسلیم چارہ نہیں ہے ۔

اور ہم لوگ اُمتی اوّل تو اس حدیث کو مشہور کہتے ہیں، اور بہت سے راوی اس کے طبقہ اولیٰ میں موجود ہیں از انجملہ علیؓ بھی ہیں، چنانچہ کتب اہل سنت میں موجود ہے اور پھر دوسرے طبقات میں بھی بہت بہت راوی ہیں تو حدیث ہمارے حق میں مشہور ہوئی ہم کو بھی تخصیص آیہ اس خبر سے روا ہے

اور اگر مانا کہ خبر واحد ہی ہے تو ہم کب کہتے ہیں کہ آیۃ عام و مطلق ہے بلکہ مخصوص ہے کہ قطعیات سے وراثت کافر کی اور غلام کی اور مباین دار کی اور قاتل کی اس عام سے تخصیص ہو چکی ہے ۔ پھر مخصوص البعض کی تخصیص خبر واحد سے روا ہے ۔

ہم نے مانا کہ مخصوص بھی نہیں مگر مجمل ہے ۔ حضرت رسالت مآبؐ کا اس حکم میں داخل ہونا مشتبہ ہوا بسبب احکام مخصوصہ سابق کے اس خبر سے بیان ہو گیا کہ آپؐ داخل اس حکم میں نہیں اور بیانِ مجمل خبر واحد سے باتفاق روا ہے ۔

حدیث مذکورہ کو موضوع کہنا سفاہت ہے | باقی شیعہ کا اس خبر کو موضوع بتانا سو کمالِ سفاہت ہے کیونکہ خود آپ کی معتبر کتاب کافی کلینی میں امام جعفر صادق رضؓ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِيْثَ مِنْ اَحَادِيْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ۔

(ترجمہ "البتہ علماء وارث انبیاء کے ہیں اور یہ اس واسطے کہ انبیاء نے وارث نہیں کیا کسی کو درم و دینار کا ۔ اور جز این نیست کہ وارث کیا انھوں نے احادیث کا (اپنی حدیثوں سے) سو جس نے لیا کچھ اس سے، البتہ لیا اس نے بہت حصہ کامل ۔"

سُبحان اللہ! امام جعفرؓ اوّل انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درم و دینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درم دینار کا وارث نہیں کرتے زمین کا وارث کیوں کر کر سکیں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی توریث فقط علم کی ہے پھر جب توریثِ انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین وجائداد کیوں کر میراث میں آگئی ؟

وراثتِ انبیاء کا مفہوم | اور جہاں کہیں انبیاء کے بیان میں لفظ وراثت کا آیا ہے وہاں علم ہی مراد ہے خواہ قرآن میں خواہ حدیث میں سو اب دیکھو کہ اس حدیث کلینی میں اور حدیث اہل سنت میں کچھ تفاوت معانی کا نہیں، محض لفظ مختلف ہیں سو شیعہ نے بعض اصحابؓ میں اپنی حدیث صحیح کو

پس پشت ڈال دیا۔ اعتراض تو کیا مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لی، اور قولِ ائمہ شیعہ کے نزدیک قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہے، سو انصاف درکار ہے کہ اس جواب میں ابو بکرؓ کی کیا تقصیر تھی؟ اور قرآن کے خلاف ابو بکرؓ نے کب کیا ہے تاکہ وہ محلِ طعن ہوں۔

سیدہؓ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا عیب نہیں

اگر شیعہ کہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ مسئلہ عدم جریان میراث (ترکہ رسول اللہ میں) کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک تو کچھ حرج نہیں جو بعضے مسئلے معلوم نہ ہوں۔ مگر شیعہ کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ حضرت علیؓ سے بعضے مسئلے پوچھے گئے، فرمایا میں نہیں جانتا۔ سو جب علیؓ عالم ماکان وما یکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے، تو حضرت فاطمہؓ کو بھی نہ معلوم نہ ہو تو کیا حرج ہے اور نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت امیرؓ فرمایا کرتے تھے لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست افوق ان اخطی ولا امن ذلک من فعلی۔ سو جب خود حضرت امیرؓ خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمہؓ سے بھی اگر خطا (طلب فدک میں) ہو گئی تو کیا تعجب ہو گیا۔

بہرحال اس قصہ میں شیعوں کے اپنے سوء عقیدہ کی ترویج کے لیے اکاذیب اختراع کیے ہیں، اور ان کے مکائد میں داخل ہے کہ جو کتاب غیر مشہور اہل سنت کی دیکھتے ہیں اس کی طرف اپنی موضوع روایت نسبت کر دیتے ہیں تاکہ اہل سنت کو تردد پیدا ہو جائے تو سائل بھی اس سوال میں اس اپنے بزرگوں کے طریقہ اتباع میں فرماتے ہیں کہ صاحب جامع الاصول نے خطبہ حضرت فاطمہؓ نقل کیا ہے۔ معاذ اللہ یہ قصہ واہی تباہی صاحب جامع کی طرف لگانا شوخ چشم ہے۔

کتب لغت سے لغت پر استدلال ہوگا نہ کہ دیگر امور پر

کیوں کہ نہایہ ابن اثیر وغیرہ کتبِ لغتِ حدیث میں التزام فقط تصحیح الفاظِ حدیث اور شرحِ معانی اور مرادِ حدیث کا ہے خواہ وہ حدیث صحیح ہو یا ضعیف و موضوع اور ہرگز التزام تنقید و تعدیلِ روایات کا نہیں۔ لہٰذا الفاظ روایاتِ موضوع و مفتری کے بھی لکھ دیتے ہیں اور تصریح وضعیتِ حدیث نہیں کرتے کہ ان کو اس سے بحث نہیں، کہ یہ دوسرا فن ہے، اور اس کی دیگر کتب میں مثلاً زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا موضوع حدیث ہے، اور غِبّ کے مادے میں مذکور۔ اور کچھ تعرض وبحثِ وضعیت اس حدیث سے نہیں کیا ایسا ہی اور بہت لغات میں واقع ہے۔ اگر فہم و عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے۔ علیٰ ہذا لغت لمہ کو اور اس کے معانی اور محل کو بیان کیا اور تعرض بطلانِ روایت کا نہیں کیا تو پھر اس سے تصحیح روایت مؤلف کے ذمہ لگانی کس قدر حماقت ہے البتہ اگر تعدیل اس روایت کا کہیں آپ نشان دیتے تو منہ سامنے کر کے بولنا تھا۔ ورنہ فقط لفظ کے نقل کرنے سے توثیق ہو جانی محض خیالِ خام جہلا ہے۔ اہلِ علم تو ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

غیر موضوع لہ پر استدلال کے مفاسد

اب ہم کو اندیشہ ہے کہ علماء شیعہ نے جو کتب لغت یا تفسیروں میں معانی لفظِ خمر و زنا و ربوا کے مثلاً لکھے ہیں اور فقرہ وَهُوَ حَرَامٌ کا نہیں لکھا تو آپ جیسے صاحب حوصلہ، ذی شعور بے شک ان اشیاء کو حلال سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ دوسری روایات و کتب کی تحریم کا تو آپ کے نزدیک کچھ اعتبار ہی نہیں۔ معاذ اللہ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اور شیخ ابن الحدید معتزلی نے اگر کچھ نقل کیا، تو سگِ زرد برادرِ شغال ہم پر کیا حجت ہے جوہری نے کوئی لفظ نقل کر کے حوالہ دے دیا ہوگا کہ فلاں عبارت میں یہ لفظ بایں معنی آیا ہے غرض اہل لغت اگر کوئی نقل کر دے تو تصدیق اور صحت اس کی ہو جانی آپ ہی کا فہم ہے شرح ملا میں شارح نے زیرِ مسئلہ جواز دخولِ ما مصدریہ کے بر اسمیہ پر رضی سے نہج البلاغہ کا یہ فقرہ نقل کیا ہے بقوا فی الدنیا ما الدنیا باقیۃ پس تو یہ معنی ہو گئے کہ مولوی جامی نہج البلاغہ کو تصدیق کر کے مؤمن ہو گئے۔

سیدہؓ اور صدیقؓ کا کوئی خطبہ ہجو کتب اہل سنت میں نہیں ہے

الغرض یہ قصہ حضرت زہراؓ کا نساء بنی ہاشم کو جمع کرنا اور خطبہ ہجو خلیفہ کا پڑھنا، اور خلیفہ اوّل کا خطبہ، در باب مذمت حضرت امیرؓ کا پڑھنا محض افترا ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں اس کی کچھ اصل و پتہ و نشان نہیں ہے

پس پشت ڈال دیا۔ اعتراض تو کیا مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لی، اور قولِ ائمہ شیعہ کے نزدیک قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہے، سو انصاف درکار ہے کہ اس جواب میں ابوبکر رضؓ کی کیا تقصیر تھی؛ اور قرآن کے خلاف ابوبکر رضؓ نے کب کیا ہے تاکہ وہ محلِ طعن ہوں۔

سیدہؓ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا عیب نہیں

اگر شیعہ کہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ مسئلہ عدم جریان میراث (ترکہ رسول اللہ میں) کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اہلِ سنت کے نزدیک تو کچھ حرج نہیں جو بعضے مسئلے معلوم نہ ہوں۔ مگر شیعہ کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ حضرت علیؓ سے بعضے مسئلے پوچھے گئے، فرمایا میں نہیں جانتا۔ سو جب علیؓ عالم ما کان و ما یکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے، تو حضرت فاطمہ رضؓ کو بھی نہ معلوم ہو تو کیا حرج ہے اور نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت امیرؓ فرمایا کرتے تھے لا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست افوق ان اخطی ولا آمن ذلک من فعلی۔ سو جب خود حضرت امیرؓ خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمہؓ سے بھی اگر خطا (طلب فدک میں) ہو گئی تو کیا تعجب ہو گیا۔

بہرحال یہ قصہ ہیں شیعوں کے اپنے مسئلہ عقیدہ کی ترویج کے لیے اکاذیب اختراع کیے ہیں اور ان کے [illegible] کہ جو کتاب غیر مشہور اہل سنت کی دیکھتے ہیں اس کی طرف اپنی موضوع روایات نسبت کر دیتے ہیں تاکہ اہل سنت کو تردد پیدا ہو جائے تو سائل [illegible] اپنے [illegible] کے طریقہ اتباع میں فرماتے ہیں کہ صاحب جامع الاصول نے [illegible] نقل [illegible] جامع کی [illegible] کا شوق چرایا ہے۔

کتب لغت حدیث [illegible]

کیونکہ [illegible] ابن اثیر وغیرہ و کتب لغت حدیث میں التزام فقط [illegible] شرح معانی اور [illegible] حدیث کا ہے خواہ وہ حدیث صحیح ہو یا ضعیف [illegible] تنقید و تعدیل روایات کا نہیں۔ لہٰذا الفاظ روایات موضوعہ [illegible] اور تصریح وضعیت حدیث نہیں کرتے کہ ان کو اس سے بحث نہیں کہ یہ دوسرا فن ہے، اور اس کی دیگر کتب ہیں مثلاً ذہبی [illegible] موضوع

حدیث ہے، اور غیب کے مادے میں مذکور۔ اور کچھ تعرض و بحث وضعیت اس حدیث سے نہیں کیا ایسا ہی اور بہت لغات میں واقع ہے۔ اگر فہم و عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے علی ہذا لغت لم کو کو اور اس کے معانی اور محل کو بیان کیا اور تعرض بطلانِ روایت کا نہیں کیا تو پھر اس سے تصحیح روایت مؤلف کے ذمہ لگانی کس قدر حماقت ہے البتہ اگر تعدیل اس روایت کا کہیں آپ نشان دیتے تو منہ سامنے کر کے بولنا تھا۔ ورنہ فقط لفظ کے نقل کرنے سے توثیق ہو جانی محض خیال خام جہلا ہے۔ اہل علم تو ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

غیر موضوع لہ پر استدلال کے مفاسد

اب ہم کو اندیشہ ہے کہ علماء شیعہ نے جو کتب لغت یا تفسیروں میں معانی الفاظ خمر و زنا و ربا کے مثلاً لکھے ہیں اور فقرہ وَهُوَ حَرَامٌ کا نہیں لکھا تو آپ جیسے صاحب حوصلہ ذی شعور بے شک ان اشیاء کو حلال سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ دوسری روایات و کتب کی تحریم کا تو آپ کے نزدیک کچھ اعتبار ہی نہیں۔ معاذ اللہ ع

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

در شرح ابن الحدید معتزلی نے اگر کچھ نقل کیا، تو [illegible] اشتغال ہم پر کیا حجت ہے جوہری نے کوئی لفظ نقل کر کے حوالہ دے دیا ہو گا کہ [illegible] ایسا ہے غرض اہل لغت اگر کوئی نقل کر دے تو تصدیق اور صحت کی ہو گئی تو آپ ہی کا قصور [illegible] شارح نے اپنے مسئلہ [illegible] سے نہج البلاغہ کو [illegible] کو تصدیق کر کے [illegible] ہو گئے۔

یہ دعویٰ کہ حضرتؓ کا کوئی خطبہ [illegible] کتب اہل سنت میں نہیں ہے

[illegible] امیرؓ کا پڑھنا محض افترا ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں اس کی کچھ اصل و پتہ و نشان نہیں ہے

الامان، یہ شیعوں کا کیسا آنکھ بند کرکے طوفان بکنا ہے۔ کہ نہ خدا سے شرمادیں اور نہ رسول اہلبیت عترت سے کچھ باک کریں۔ ان کی اہانت پر کس طرح جرأت کرتے ہیں، اور کیوں کر خلاف ان کے اقوال کے اعتقاد کر لیتے ہیں، اور مکذب ان کے بنتے ہیں۔ اہل سنت کی کتابوں میں دیکھو کہ مدائح شیخین رض کی بزبان امیر المؤمنین حضرت علی رض موجود ہیں۔ اور مدائح حضرت امیر رض کے شیخین رض کی زبان سے مسطور۔ اور [illegible] مدائح اور مدارج حضرت فاطمہ رض کے۔ پھر اہل سنت کی طرف ایسے واہی طوفان [illegible] کمال بے حیائی ہے اور اہل سنت کی کتابیں کچھ مخفی نہیں جس کا دل چاہے مدائح حضرت امیر رض و حضرت زہرا رض دیکھے کہ کس قدر لکھے ہوئے ہیں۔ ہم کو حاجت تحریر ان کی اس رسالہ میں نہیں۔ اگر نقل بھی کریں تو شیعہ کب مانتے ہیں۔ مگر اہل عقل کو فہم درکار ہے کہ در صورتیکہ یہ لوگ حضرات عترت کے ایسے محب و معتقد ہوں تو ایسی حرکت ان سے واقع ہوئی کب قرین قیاس ہے۔

فضل صدیق رض اور امام جعفر رض مگر اب کتب شیعہ کی معتبرات کو دیکھو۔ کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ میں تحریر ہے:

سُئِلَ الْإِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ هَلْ يَجُوْزُ؟ فَقَالَ نَعَمْ. قَدْ حَلّٰى اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ سَيْفَهٗ بِالْفِضَّةِ فَقَالَ الرَّاوِيْ اَتَقُوْلُ هٰكَذَا فَوَثَبَ الْإِمَامُ عَنْ مَكَانِهٖ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّيْقُ. نَعَمْ الصِّدِّيْقُ. نَعَمْ الصِّدِّيْقُ فَمَنْ لَّمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ قَوْلَهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

(ترجمہ) "پوچھے گئے امام ابوجعفر علیہ السلام حلیہ سیف کہ آیا جائز ہے یا نہیں؛ فرمایا ہاں جائز ہے، البتہ محلی کیا ابوبکر صدیق رض نے اپنی تلوار کو چاندی سے۔ بولا راوی کیا تم بھی صدیق کہتے ہو ابوبکر رض کو؟ پس اچھل پڑے اپنی جگہ سے، فرمایا ہاں صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں پس جو کوئی نہ کہے ان کو صدیق تو نہ سچا کیجیو حق تعالیٰ اس کے قول کو دنیا اور آخرت میں"

سبحان اللہ! اس میں سے یہ بھی نکلا کہ جو آپ کو صدیق نہیں کہتے اُن پر حضرت امام ابوجعفر رض نے بددعاء کی ہے اور مقبولِ بارگاہ کی بددعاء کا اثر اب موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے جھوٹ بولنا اور جھوٹ بول کر دھوکا دینا کس کا شعار ہے۔ خیر اب دیکھو! التقریر طویل لاحاصل لا طائل کس پر اُلٹی اور شیعوں پر اس آیۃ امام معصوم نے ردنا ڈال دیا یا نہیں؟ اب سائل کے کلمات ناشائستہ کا جواب لکھنا کیا ضروری ہے؟ مگر مزاحیت کہ [illegible] محبت و اتباع ائمہ کے کیونکر نصوص ائمہ کو غلط سمجھے گئے کیا اس کا ہی نام محبت ہے؟ معاذ اللہ [illegible] کا رسنو اگر کتب شیعہ میں کیا لکھا ہے کتب اہل سنت کی تو سب کچھ موجود ہے مگر شیعہ کب تسلیم کریں گے۔

سیدہ رض و صدیق رض سے [illegible] ہو کر فوت نہیں ہوئیں محاج السالکین [illegible] معتبر شیعہ کی ہے لکھا ہے: [illegible] اِنْقَبَضَتْ عَنْهُ وَهَجَرَتْ

[illegible] فَاَرَادَ اِسْتِرْضَاءَهَا

[illegible] فَاَخْرَجَتْ وَالْحَقُّ اَبِيْ

[illegible] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] حَسَنٍ وَ

اِبْنَ السَّبِيْلِ [illegible] فَقَالَتْ اِفْعَلْ كَمَا

[illegible] فِيْهِ مَا كَانَ

[illegible]

[illegible] اَبُوْبَكْرٍ عَلَيْهِمْ

[illegible]

ترجمہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تھے اس کو اور دیتے تھے فقرا کو اور مساکین کو اور مسافروں کو بعد دینے قوت تمہاری کی اور قوت کارگزاروں کی، پس کہا فاطمہ رض نے کہ تو بھی کیا کر جیسا کہ میرے باپ رسول اللہ کیا کرتے تھے۔ کہا ابوبکر رض نے تمہارے لیے اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ میں کروں اس میں وہی عمل جو کرتے تھے رسول اللہ تمہارے باپ اس میں کہا فاطمہ رض نے واللہ یونہی کرو گے؟ پھر کہا ابوبکر رض نے واللہ کروں گا یونہی۔ پس کہا فاطمہ رض نے الٰہی تو گواہ رہ اس کا پس راضی ہو گئیں اس پر فاطمہ رض اور لیا عہد اس بات کا۔ پس تھے ابوبکر رض دیتے قوت ان کی پھر تقسیم کر دیتے باقی کو سو دیتے فقرا و مساکین و ابن السبیل کو۔

اب اس روایت سے رضامندی حضرت فاطمہ رض کی جب واضح ہو گئی تو قول سائل کا لغو ہو گیا۔ کچھ بھی معنی اس کے نہیں ہو سکتے ہیں۔ عجب ہے کہ آدمی آنکھ بند کرکے ایسی بات کہہ دے اور اپنی کتابوں کو بھی نہ دیکھے۔ معاذ اللہ اس تعصب کا کیا علاج۔

اور ابوبکر رض بہتان شیعہ سے کیسے بری ہیں۔ سبحان اللہ! اور ذرا انصاف درکار ہے کہ اگر صدیق اکبر رض ایسا ظلم کرتے تو حضرت امیر رض ان کے ساتھ کیوں کر شیر و شکر کی طرح ہم پیالہ و ہم نوالہ بنے رہتے، اور بحکم الٰہی اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً کہیں نہ نکل جاتے، اور کیونکر ساری عمر کفر کے لباس میں بسر کرتے اور حسنین رض اور حضرت امیر رض کیسے اپنی بہن بیٹی کا ظالم سے نکاح کر دیتے؟ یارو! ذرا انصاف کرو، کہ ائمہ کو ایسا نامرد بنانا۔ وہ زور و بل کس دن کے لیے تھا۔ بہن بیٹی چھیننے کی غیرت نہ ہوا اور دین و ایمان سب ہاتھ سے جانے کی پروا نہ ہے توبہ، توبہ! استغفر اللہ! بہرحال ظاہر ہو گیا کہ حضرت فاطمہ رض ابوبکر رض سے غضبناک نہیں گئیں جو کچھ رنج باقتضائے بشریت تھا رفع ہو گیا۔ ایسے رنجوں سے شانِ خلیفہ میں کچھ بھی نقصان نہیں آیا۔

حضرت فاطمہ رض اور امام میں بھی شکر رنجی ہوتی تھی،

حضرت امیر رض اور حضرت زہرا رض کی شکر رنجی باہمی ہو جاتی تھی، یہ واقعات کچھ شیعہ پر مخفی نہیں۔ پھر دونوں معصوموں میں کون ظالم

تھا؟ اور رنج وہی حضرت زہرا رض سے حضرت امیر رض کا کیا حال ہوا تھا۔ شیعہ کو ایسے مطاعن کرنے اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ شیعہ اس مسئلہ میں خود متردد ہیں۔ اوّل میراث کا دعویٰ کیا، جب جواب دنداں شکن سنا ہبہ کا دعویٰ کیا، جب جواب پایا کہ شیعہ مذہب میں (ہبہ ناشر) بدون قبض معتبر نہیں ہوتا اور قبضہ حضرت فاطمہ رض کا کبھی فدک وغیرہ پر ثابت نہیں ہوا ناچار وصیت کا دعویٰ کیا۔ اور خود بیّن ہے کہ وصیت اختِ میراث ہے جب میراث اس میں نہیں ہو سکتی وصیت بھی نہیں ہو سکتی۔

غرض کتبِ شیعہ میں ایسی ہی روایات متعارضہ ہر باب میں موجود ہیں، جب کہ ان کو علمائے اہل سنت کی طرف سے ایسے ایسے جوابات انہی کتابوں سے معلوم ہوئے تو آنکھیں چار ہو گئیں، لہٰذا حتی الامکان ہرگز اپنی کتب مذہب کو ظاہر نہیں کرتے۔ اصولِ مذہب ہنود و مجوس تک کی کتابیں چھپ گئیں مگر اس مذہب کی ایک کتاب نہ چھپی (باوجود اس قدرت و ثروت کے) بہرحال اس قوم کو باوجودیکہ اپنے معائب مذہبی پر اطلاع ہوئی مگر اپنی سوءِ عقیدت سے باز نہیں آتے۔

فدک اور حضرت علی رض اور امام باقر رح

خیر، ان سب سے درگزر کرکے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ اقوال تمہارے صادق ہیں تو حضرت امیر رض نے اپنی خلافت میں یہ ترکہ اولاد فاطمہ رض و عباس رض کو کیوں نہیں دیا؟ آیا حضرت امیر رض بھی غاصب ہی تھے؟ اور عمر بن عبدالعزیز رح نے جب امام باقر رح کے حوالے فدک کر دیا، انھوں نے اپنے پاس رکھا، کیوں علیٰ فرائض اللہ تقسیم نہ کیا آیا یہ بھی ظالم ہی تھے؟ معاذ اللہ

سیدہ رض کی تدفین

اب باوجودیکہ حضرت زہرا رض رنجیدہ (خلیفہ سے) نہیں مریں پھر خفیہ دفن کرنا ان کو اس سبب سے تھا کہ حضرت فاطمہ رض بسبب کمال اپنے تستر و حیا کے شرم کرتی تھیں (اس سے) کہ میرا جنازہ مردوں کی نظر سے گزرے گا کہ اس زمانہ میں نعش جنازے پر نہیں ہوتی تھی، لہٰذا حضرت اسماء رض کو وصیت کی تھی کہ تم اور حضرت علی رض مجھ کو غسل دے کر خفیہ دفن کر دیجیو

اور بالفرض اگر کوئی اور وجہ تھی مگر جب وہ ناخوش نہیں رہی تھیں تو پھر اس کا طعن حضرت ابوبکرؓ پر کیا ہے!

سیدہؓ کی قبر بقیع میں ہے | اب یہ طعن کہ اہلِ مدینہ کو خبر قبر حضرت فاطمہؓ کی معلوم نہیں، بالکل مہمل ہے کیوں کہ (اوّل تو) قبر ان کی بقیع میں ہے، سب کو معلوم ہے اور اگر بھلا تردد اہلِ مدینہ کو ہے تو اس میں ابوبکرؓ پر کیا طعن ہے؟ مگر شیعہ مدعیانِ محبت سے پوچھنا چاہیئے کہ آپ فرمائیں کہ قبر حضرت زہراؓ کہاں ہے، آپ کو بھی کچھ معلوم ہے؟

الغرض اے مسلمانو! ذرا انصاف کرو، اس خرافات پر تو کوئی کافر بھی تاب نہ لائے گا کہ اسلام کا دعویٰ کریں اور قرآن و عترت کو رد کریں اور اپنی نفسانیت سے مقبولانِ الٰہی کو کافر و منافق ٹھہرائیں [illegible] تقلید پر چلیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سوالِ[1] چہارم

پوچھیے اپنے علماء سے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت خاتمؐ تک کوئی نبی یا اس کا خلیفہ بغیر تقررِ خدا ہوا ہو تو ہمیں بتایئے، بلکہ جس نبی اور رسول کو خدا نے بھیجا تو اُمت نے اس سے معجزے طلب کیے، اس پر بھی قلیل ایمان لائے۔ ان میں بھی خالص کم اور منافق زیادہ جو کہ کسی مصلحتِ دنیا سے ایمان لائے۔ دُور کیوں جاؤ اسی امت کا حال دیکھو کہ جنابِ رسولِ خداؐ کے کیسے معجزے دیکھے، اس پر ایمان نہ لائے۔ تا آنکہ یہ ارادہ کیا کہ منزلِ عقبہ میں پیغمبرِ خداؐ کو شہید کر ڈالیں۔ تفسیر کشاف اور استیعاب میں دیکھو، اور صحیح بخاری میں دیکھو کہ کون کون منافق تھا، ان میں سے کوئی صاحب بھی ان معجزاتِ باہرہ پر ایمان نہ لائے اور نبوّت کا یقین نہ کیا، سب جانے دو، ان کے بیان میں طول ہے۔ مشکوٰۃ شریف کو ملاحظہ کرو حضرت فاروقؓ کا حال کیا لکھا ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ سن شریف تو بت پرستی ہی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کلمۂ اسلام بھی کتنے معجزات دیکھ کر پڑھا۔ اور کتنے معجزے حضرتؐ کی خدمت میں رہ کر دیکھے، پھر بھی جب آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں کفار سے صلح کی تو اس وقت بطون ان کا چھپ نہ سکا آخر کھل ہی پڑے اور بولے کہ مجھے ایسا شک نبوّت میں کبھی نہ ہوا تھا جیسا آج ہوا۔ دیکھو معجزات کے مشاہدہ پر تو ان کا یہ حال تھا۔ اب یہاں کوئی بتاؤ کہ اجماع کونسی کتاب کے حکم پر ہوا کہ صاحب کی نبوّت ہی میں شک تھا اور حضرت ابوبکرؓ میں کونسا معجزہ سب پیغمبروں سے کامل دیکھا کہ ان پر ایمان لائے، اور اب حضرات اہلِ سنت نے کونسے معجزات اور دلائل اور

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

برائیں پر چند جہلاء کی خلافتِ اجماعی کو قبول کیا کہ جس کے رئیس اور بانی مبانی ہی کو نبوت میں شک تھا، اور خلافتِ اجماعی پر کیوں کر اعتقاد قائم ہوا، باوجودیکہ وہ عترتِ پیغمبر صاحبِ فضل بھی موجود تھے جس کی اطاعت کو حکم خدا تعالیٰ اور رسولؐ کا حکم خاص و عام ہو چکا تھا۔ وہ لوگ صاحب اولوالامر چاہتے تھے یا خواہش نفس کی، یہ سراسر مخالفت خدا اور رسول کی ہے، اسی کا نام اسلام ہے؟ سبحان اللہ ایسوں کی اطاعت خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے یا اولوالامر کی کچھ تو البتہ ہوا کی اطاعت سے مُنہ موڑو۔

غور تو کرو، کہ کیا اہلِ اجماع کا مرتبہ انبیاء سے بھی بڑھا ہوا ہے؟ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے حکم خدا حضرت ہارونؑ کو خلیفہ نہ کر سکے۔ اپنی کتابوں کو تو دیکھو! ثعلبی وغیرہ علماءِ اہلِ سنت روایت کرتے ہیں، اس کے بیان میں طول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام نے انگوٹھی سائل کو رکوع میں دی تو جنابِ پیغمبرؐ نے بھی دعا کی مثل حضرت موسیٰؑ کے۔ اور یہ عرض کی وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ عَلِیًّا یعنی "گردان میرا وزیر علی کو" خدا نے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ نازل کیا۔

یا روزِ غدیر کے بعد جب سب لوگ اقرار و عہد کر چکے ولایت جنابِ امیرؑ کا تو ایک منافق پر کہ ظاہرا اسے حاکم ہونا حضرتؓ کا ناگوار ہوا آسمان سے پتھر گرا۔ تفسیر ثعلبی میں دیکھ لو۔ پس اخطب خوارزم نے لکھا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا کہ علی کو سب لوگ امیر المؤمنین کہا کریں کوئی نام نہ لے تب آنحضرتؐ نے حکم دیا، اور اپنی طرف سے حکم نہ دیا سو کیونکر ممکن ہے کہ ملائکہ کی رائے بابِ خلافت ملائکہ میں قبول نہ ہوئی کیا اہلِ اجماع کی رائے سب پر بلند تھی؛ حالانکہ بعضے اپنے نفاق و ایمان کا حال تو حذیفہؓ سے پوچھتے تھے بخاری میں دیکھ لو۔

سبحان اللہ! جو ایسے خود غلط ہوں وہ غیر کو وزیر و خلیفہ بنانے کو بیٹھیں اور امیر المؤمنین بنادیں اور اولوالامر قرار دیں، یہ تو بُت کا خدا قرار دینا ٹھہرا۔ پس جس نے اولوالامر اپنی خواہشِ نفس سے بنایا اس نے دوسرا خدا ہی بنایا، ایسی حالت میں جو لوگ سوائے معبودِ برحق کے غیروں کو خدا جانتے ہیں اُن پر کفر کا اطلاق اہلِ سنت کو رچاہیے کیا اُممِ سابقہ کا حال قرآن میں نہیں پڑھا۔ پس ان میں اور تم میں کیا فرق ہے اگر تم ان حرکتوں کے ساتھ مسلمان رہے تو وہ کیوں کافر ہوئے کس لیے کہ اِس میں اور اُس میں دونوں میں بندگی الٰہ ہوا کی ہے۔ اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ خدا نے کس کو فرمایا ہے۔

پس بغیر حکم پیغمبرؐ کسی کو نائب، خلیفہ پیغمبر بنانے اور جاننے والے بندگانِ خدا سے باہر ہیں یا نہیں؛ ہمیں سمجھادو۔ فقط

جوابِ سوال چہارم

انعقادِ خلافت شوریٰ سے ہوتا ہے منصوص نہیں ہوتا

ماشاء اللہ اس سوال میں آپ نہایت زور شور پر ہیں مگر سلیقہ و تمیز خداداد ہے اصل یہ ہے کہ انبیاء تو خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کے تقرر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کلام ہے۔ البتہ نزاع اس میں ہے کہ بعثتِ رسل شیعہ کے مذہب میں حق تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے۔ اور اہل سنت کے نزدیک حق تعالیٰ کے ذمہ پر واجب نہیں۔ جو کچھ خیر بندہ کے واسطے کرے عین احسان بندہ پروری ہے سو اس میں بحث نہیں۔ لہٰذا ہم کو اس میں کچھ کہنا ضروری نہیں اور خلفاء وائمہ کے تقرر میں شیعہ مدعی ہیں کہ وہ منصوص من اللہ ہونا چاہیے۔ سنت جماعت اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نص ہونی امام کے باب میں ضروری نہیں، تو آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بدوں تقرر خدا تعالیٰ کے کوئی ہوا ہو تو بتاؤ۔ تعجب ہے کہ آپ ایسے عالم اپنے مذہب کے ہو کر تجاہلِ عارفانہ کرتے ہو، خیر ہم کو اس سے کیا غرض۔ آپ کا سوال پورا کر دیا جاتا ہے۔

عقدِ خلافت اور حضرت امام نہج البلاغہ جو آپ کی کتاب قرآن شریف سے بھی زیادہ معتبر ہے اس میں نامہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کہ حضرت معاویہؓ کے نام پر لکھا ہے اور پہلے اس کی نقل بھی ہو چکا ہے، اس میں یوں ارشاد ہے ذرا ہوش کر کے سنو۔

ف[1] از حضرت گنگوہی رح از ناشر

اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰهِ رِضًی۔

(ترجمہ) "بس یوں ہی ہے کہ مشورہ معتبر حق مہاجرین و انصار کا ہے، سو وہ اگر جمع ہو جاویں ایک شخص پر اور مقرر کر کے امام بنالیں تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا ہے۔"

اب دیکھو کہ خود جناب امیرؓ اپنی ہی امامت کو بالشوریٰ فرماتے ہیں، آپ اپنے ہی گھر کو دیکھو، حضرت کے حال سے کیا استفسار کر کے حاصل کرو گے۔ اگر خلافت حضرت امیرؓ کی اللہ کی طرف سے منصوص ہوتی تو شوریٰ مہاجرین و انصار کی حجت سے حضرتِ معاویہؓ کو کیوں الزام دیتے؟ خود نصِ خداوندی یا نص ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے خدا اور رسولؐ کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے یا اجماع کا؟ اور شوریٰ مہاجرین و انصار کو اگر معاویہؓ معتبر جانتے تو تکرار ہی کیوں کرتے؟ باوجود اس کے یہ کہ ان لوگوں کا اجماع معتبر ہے اگرچہ تم معتبر نہ سمجھو۔ تو اب نہیں معلوم کہ آپ اس کلام حضرت امیرؓ کو بھی صادق جانتے ہیں یا یہ بھی کاذب محمول تقیہ پر ہی سمجھ رہے ہیں؟

صاحب منہاج کا انصاف یہاں صاحبِ منہاج شیعہ نے انصاف کیا اور کہا کہ قولہ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ دلیل صحت مذہب اہل سنت ہے۔ اگر آپ بھی انصاف پر آجاویں تو لائق ہے۔

الحاصل جو نبی ہوا حسب مراتب اس کے توابع ہوئے کسی کے قلیل کسی کے کثیر، اور ہمارے سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھوں آدمی توابع ہوئے چنانچہ بارہ ہزار کے صحابہ ہونے کی نص تو آپ کی کتاب ہی سے ثابت ہے، تو اتنے تو آپ کو بھی واجب التسلیم صحابہ جاننے پڑے۔

منافقین کو صحابہ جانتے تھے اور بعض منافق بھی صحابہ میں ملے رلے تھے ہر چند ان کے نفاق کی خبر صحابہ کو تھی مگر حکم ظاہر پر تھا اور انجام کار سب متمیز ہو گئے تھے کسی کا حال مخفی نہ رہا تھا

اور جو لوگ تبوک کے غزوہ میں (لیلۃ العقبۃ) بے ادبی کے قصد سے آئے تھے وہ بھی بعض صحابہ کو معلوم تھے اور جو پتہ اُن کی موت کا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی سب نے دیکھا، اور تصدیق ان کی ہو گئی۔ اب تفسیر کشاف جار اللہ معتزلی کی ہم کو دیکھنی یا استیعاب کا دیکھنا کچھ ضروری نہیں۔ اور نہ اس واسطے حاجت بخاری کی ہے۔ سب اہل سنت جانتے ہیں مگر استیعاب و بخاری سے تم نے یہ نہ لکھا کہ کس مقام پر ان کتابوں میں ان منافقوں کے نام درج کئے ہیں؟ تاکہ آپ کا مافی الضمیر معلوم ہوتا۔ ایسے مہمل اشارات سے تو کچھ کام نہیں چلتا چند آدمی اہلِ نفاق جن کا نام ان کتابوں میں ہے عبداللہ بن اُبَیّ اور ذو الخویصرہ اور جد بن قیس یہ تو سب کے نزدیک منافق ہیں۔ پھر کتاب کا دیکھنا کیا ضرور۔

مگر تم نے اگر اپنے عقیدۂ فاسدہ کے معین کوئی بات اس میں گھڑی ہے تو اس کا اظہار ضرور تھا، تاکہ آپ کو اس کا جواب وافی ملتا۔ مگر بخاری سے کچھ کام نہ چلتا دیکھا، لہٰذا آئیں بائیں دے گئے۔ اپنے نزدیک آپ نے ان پڑھوں کو دھوکا دیا ہے۔

اتنا ہم بھی کہے دیتے ہیں کہ بخاری سے (مثل قرآن شریف کے اور اقوالِ عترت کے) سب مہاجرین و انصار صحابہ کا صدق و اخلاص مثل آفتاب واضح ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ کے مطالعہ پر حوالہ کرتے تو، سو جس قدر مضمون بخاری میں ہے وہی مشکوٰۃ میں ہے۔ اگر حوالہ مشکوٰۃ کا بنا بر تصدیق الفاظ موضوعہ (تمہارے) واقعہ حدیبیہ (کے) اور اپنے فسادِ عقیدہ کے لیے ہے تو کمال خیانت ہے (دور از دیانت) اور اثر اس دعائے امام مقبول کا ہے کہ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ حضرت فاروقؓ کے فضائل مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے زیادہ مذکور ہیں۔

حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل سنو کہ حضرت فاروقؓ سال ششم مسلمان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ الٰہی دین کو قوت دے ساتھ ایک کے دو میں سے یا عمرؓ یا ابوجہل مگر چونکہ ابوجہل کی تقدیر میں کفر ہونا تھا، اس کو توفیق نہ ہوئی، اور حضرت فاروقؓ

کو منصبِ وزارت جناب رسالت مآبؐ کا ملنا تھا وہ مسلمان ہوئے اور آپ کے اسلام کے سبب اسلام ظاہر ہوا، اور آپ ہمیشہ مکہ میں کفار سے مقابلہ کرتے رہے، اور بعد اسلام کے جو کچھ فتوح و معاملات (سامنے حضرتؐ کے اور بعد وفات حضرتؐ کے) ہوئے وہ کچھ مخفی نہیں تقریباً بقدر تیس سال کے آپ نے جہاد اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں سعی فرمائی، بعد بلوغ کے اکثر عمر آپ کی اسلام میں گزری اور تھوڑی جاہلیت میں دیکھو کہ تمہارا یہ مقال کہ سن شریف بت پرستی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کس قدر بے ہودہ ہے۔ اوّلاً جب باخلاص کوئی مسلمان ہو تو ہزار برس کی بت پرستی پر ملامت کرنا حماقت ہے۔ دوسرے یہ آپ کا طعن واہی حضرت سلمانؓ پر بہت چسپاں ہے کہ ان کی عمر اکثر مجوسیت اور نصرانیت ہی میں گئی اور تھوڑی اسلام میں۔ حضرت عمرؓ تو (قبل چالیس سال کی عمر کے) کوئی تینتیس سال ہی کی عمر میں مسلمان ہوئے، کمال عمر نہیں تھا بلکہ شباب تھا۔ حضرت سلمانؓ کی تو ساری عمر کفر ہی میں گئی۔ اور عمار و مقداد بھی اوّل بت پرست تھے اور آپ کا عبداللہ بن سبا بانیٔ مذہب یہودی تھا اور حسب عقیدہ آپ کے حضرت امیرؓ کی خدمت میں مسلمان ہوا۔ سو یہ طعن اُلٹا تم پر ہی رجوع کرتا ہے۔

اور روز صلح حدیبیہ کے، حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم حق پر اور کفار باطل پر ہمارے قتیل جنت میں اور ان کے دوزخ میں، تو پھر ایسی دبی صلح کرنی مناسب نہیں معلوم ہوتی ہماری شجاعت و جانبازی دیکھی تو ہوتی، اس صلح پر بار بار عرض کرتے تھے مگر یوں نہیں کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے، یا نہیں ہونے دیں گے۔ باادب عرض کرتے تھے کہ اس میں خفت اہلِ اسلام ہے۔ مگر چونکہ وہ عالم مایکون نہیں تھے، یہ معلوم نہیں تھا کہ انجام اس کا بہت اچھا ہے۔ جب حضرتؐ نے عرض آپ کی قبول نہ کی تسلیم کر لیا اور یہ لفظ کہ "جیسا شک مجھ کو نبوتِ پیغمبرؐ میں آج ہوا کبھی نہیں ہوا تھا" ہرگز انھوں نے نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب اہلِ سنت میں یہ لفظ ہے۔ معاذ اللہ! یہ جرأت آپ کی؟ اور ایسا افترا؟ اگر اس ہی لفظ

کے واسطے بخاری و مشکوٰۃ و استیعاب دکھاتے ہو تو بڑی غیرت کی بات ہے حیف ہے کہ کچھ بھی آپ میں بوئے دیانت نہیں ہے۔ فرمایئے کس جا کونسی کتاب میں یہ عبارت ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، ایسا جھوٹ باندھنا۔

حضرت علی رضؓ نے حضورؐ کے فرمانے پر بھی لفظ "رسول" نہ مٹایا

ہاں! جب سہیل بن عمرو نے صلحنامہ کے لکھنے کے وقت کہا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو ہرگز تکرار نہ کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب صلحنامہ جناب امیر رضؓ کو ارشاد فرمایا کہ یہ لفظ مٹا دو حضرت علی رضؓ نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں مٹانے کا آخر حضرتؐ نے خود حضرت علی رضؓ کے ہاتھ سے کاغذ لے کر آپ مٹایا۔ حضرت علی رضؓ عالم ماکان نے صاف انکار ارشادِ مصطفویؐ کیا پھر جو کچھ توجیہ اس فعل حضرت امیر رضؓ کی ذہن عالی میں ہوگی وہی توجیہ حضرتِ فاروقؓ کی طرف سے قبول ہو جب معصوم اور عالم ماکان نے صاف انکار کر دیا تو بیچارے فاروقؓ تو نہ معصوم تھے اور نہ عواقب الامور کے واقف، اُن پر کیوں اتنا غصہ ہے؟ حاصل یہ ہے کہ کتب اہلِ سنت میں تو بجز مدائح فاروقی کوئی تنقیص کی بات نہیں۔ پھر ایسا وسوسہ عوام کو ڈالنا آپ ہی کا کام ہے۔

فضائل شیخین رضؓ اور حضرت علی رضؓ

مگر حضور اپنی کتبِ معتبرہ کو ملاحظہ فرما کر قرۃ العین بن شرح نہج البلاغۃ میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضؓ نامۂ معاویہؓ میں بعد ذکر شیخین کے یوں ارشاد کرتے ہیں:۔

لَعَمْرِیْ اِنَّ مَکَانَهُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰہُ وَجَزَاهُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔

ترجمہ "قسم اپنی بقاء کی تحقیق مرتبہ ان کا اسلام میں بہتر رہا ہے اور مصیبت ان کے انتقال کی اسلام میں نقصان شدید ہے۔ اللہ رحم کرے ان کو اور بدلہ دیوے اُن کو بہتر ان کے اعمال سے"۔

نکاح کلثوم رضؓ

اور نکاح کرنا حضرت امّ کلثومؓ کا بھی دلیل قاطع ہے اسلام و کمال فاروقی پر سُئِلَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ تَزْوِیْجِهَا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّہٗ رَاٰہُ اَهْلًا لَهَا مَا کَانَ یُزَوِّجُهَا اِیَّاہُ وَکَانَتْ اَشْرَفَ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (پوچھے گئے امام محمد باقر رحؒ نکاح کرنے کلثومؓ سے جواب دیا کہ اگر عمر رضؓ کو علی رضؓ اہل و لائق کلثوم نہ جانتے تو ہرگز نکاح نہ کرتے کہ وہ اشرف اور بزرگترین عورتوں میں تھیں) سبحان اللہ آپ کے امر تو یوں مدح حضرت فاروقؓ کی فرما دیں، اور آپ کو یہ مالیخولیا۔ تعجب ہے اور بیعت کرنا حضرت امیر رضؓ و حسنینؓ کا اور شریک مشورہ رہنا خود دلیل افضلیت عمر رضؓ ہے مگر شیعہ نے [illegible] اپنی نواسے بیچا کو نعوذ بالله حضرت امیر رضؓ و حسنین رضؓ کو معاذ اللہ بے غیرت [illegible] سب کچھ [illegible] انسانیت کو پار اتار دیا۔ نقل مشہور "بیگانی بر شگون [illegible]

[illegible]

[illegible] عمر رضؓ اور مہاجرین انصار [illegible] کتاب [illegible] قرآن [illegible] جب معلوم ہو چکی تو چھوڑ کر ان مقبولوں کو [illegible] رسول اللہ اور حضرت رسول [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۔

[illegible] سب [illegible] حق تعالیٰ [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] اور حضرت امیر [illegible]

میں داخل ہو گئے، اگرچہ بعد چھ ماہ کے ہی سہی ۔ اجماع میں ایک وقت جمع ہونا شرط نہیں اور عذر توقف اس قدر مدت کا سابق مذکور ہو چکا ۔ نہیں معلوم کہ یہ قول و فعل حضرت امیرؓ آپ کے نزدیک جہل و ضلالت ہے یا علم و ہدایت ؟ پس اور کیا سائل کے کلام جہنم انجام کا جواب لکھا جاوے ؟

اصحاب ثلٰثہ کی خلافتِ اجماعی نہ ماننے کے مفاسد

اور عذر شیعہ کہ حضرت امیرؓ کے گلو میں رسن بستہ کھینچ لا کر بیعت کرا دی اول تو وہی تفضیحت اس قول نامعقول پر وارد ہے جو پہلے عرض ہو چکی، اور دوسرے یہ کہ حضرت عمرؓ کے وقت جو حضرت امیرؓ نے اول وہلہ میں بیعت کر لی جب کونسی زنجیر معاذ اللہ آپ کی گردن میں باندھی گئی تھی ؟ اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے ساتھ خلافتِ ابوبکرؓ میں تو چھ ماہ ہمت بھی باندھی ۔ ان اوقات میں اتنا بھی نہ ہو سکا ۔ حق تعالیٰ ایسے محبون دشمنوں کو شرماوے ۔

الحاصل جب یہ اجتماع خلافت ابوبکرؓ کا حسب ارشاد حضرت علیؓ و تصدیق فعل حضرت امیرؓ حق و موافق حکم کتاب اللہ ہوا تو بیچارے سنت جماعت کیوں اس اجماع پر ایمان نہ لاویں ؟ ہم تو ظاہر و باطن محبِ علیؓ ہیں نہ مثل روافض ۔ اب کہو کہ تم کس کو جاہل قرار دیتے ہو ؟ اپنے منہ پر طمانچہ مارو" معاذ اللہ اگر وہ جاہل تھے تو اُن میں ایک جاہل علیؓ بھی تھے، اگر عمرؓ کو شک فی النبوت تھا، تو کلثومؓ کا شاک سے نکاح کیوں کر دیا تھا ؟ اور اگر عترت کے واسطے حکم خلافت خدا تعالیٰ و رسولؐ کی طرف سے صادر ہوا تھا اس ہی عترت نے کیوں بیعت کر لی تھی ؟ مخالفت خدا تعالیٰ و رسولؐ کی تھی ۔ زیادہ تمہاری خرافات کا جواب کچھ ضروری نہیں، روزِ جزا اپنے کردار کو پاؤ گے ۔ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرنا بھی محض جہالت ہے ۔ انبیاء میں کلام نہیں، اور بابِ امامت میں قول حضرت امیرؓ کا ہم پیش کر چکے ہیں اور ثعلبی ہرگز اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں، اس کی روایت اکثر روافض سے منقول ہیں ۔

نہج البلاغہ کو تو چھوڑ دو اور ثعلبی کے قول پر اعتماد کرو ۔ حیف بریں محبت عترت

آیہ انما ولیکم بشرط تسلیم بھی مثبت خلافت بلافصل نہیں

اور آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ الآیۃ میں کلام طویل ہے ۔ اگر تسلیم کریں کہ خلافت حضرت امیرؓ میں نازل ہوئی تو خلافت بلافصل کہاں سے نکلتی ہے ؟ اُن کے وقت میں خلافتِ حقہ حضرت علیؓ پر ہی حصر تھی ۔

آیۃ میں اگر حصر مطلق ہو تو حضرت علیؓ کے بعد کوئی امام نہیں ہو سکتا

اور شیعہ جو حصرِ مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو لازم ہے کہ حضرت امیرؓ کے بعد بھی کوئی امام حق نہ ہو سکے، کیونکہ جب حصر حقیقی ہوا تو اول اور آخر یکساں ہو گا ۔ عقل درکار ہے ۔ ایسی ہی روایت پتھر گرنے کی واہی موضوع ہے اور اخطب خوارزم زیدی غالی کذاب ہے ۔ اس کی روایت لکھنی بھی (الزام اہل سنت میں) جہالت ہے ۔

حدیثِ غدیر مثبتِ خلافت نہیں

اور روزِ غدیر حضرتؐ کا یہ ارشاد کہ من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ، اہلِ سنت کے بسر و چشم معتبر و مقبول، چنانچہ مبارکباد دینا حضرت عمرؓ کا حضرت امیرؓ کو اس بشارت پر اہلِ سنت کی کتب میں موجود ہے مگر بلادتِ شیعہ کا کیا علاج ؟ حضرت علیؓ کے مولا ہونے کا کس کو عذر و انکار ہے ؟ مولا کے معنی ناصر اور دوست کے آتے ہیں، اور متصرف کے معنی بھی ہیں، سو یہ عبارت کہ بعد اس کے ہے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ دلیل ظاہر ہے کہ معنی مولا کے یہاں دوست ہیں، اگر عقل ہو ۔ سو دوستی حضرت علیؓ کے ساتھ اہل سنت کو اور سب صحابہ کو ہونا ثابت ہو چکی ۔

اور سلمنا کہ معنی مولا کے متصرف ہی ہیں تو حضرت امیرؓ اپنے عہدِ خلافت میں لاریب متصرف تھے ہم کو کب انکار ہے لیکن معنی مولا کے اولیٰ بالتصرف کہیں لغت میں ثابت کرو، جب خلافت بلافصل کا دعویٰ کرنا ۔

بزعم شیعہ حضور کو ستر بار اظہار خلافت علیؓ کا حکم ہوا

اور تماشہ ہے کہ حضرت سید البلغاء اس امر کو کہ بزعم شیعہ رکن دین اسلام ہو، اور حضرت خداوندی سے اس قدر تقاضا میں ہوا کہ :

یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهٗ ۚ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔

(ترجمہ) "اے رسول پہنچا دے جو کچھ اتارا گیا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور جو نہ کرے گا تو نہیں پہنچایا ہوگا تُو نے اس کی رسالت کو اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھ کو لوگوں سے"

اور یہ رسالت اظہارِ خلافت علیؓ کی تھی، اور پھر ستر بار جب آپ کو حضور ہوا یہی تاکید ہوئی کہ امر خلافت علیؓ کو ظاہر کر دو اور لوگوں کی اذیت کا ذمہ بھی حق تعالیٰ نے کر لیا ۔

آیۃ میں ایہام و اشتراک ہے

اس پر ایسی موہم عبارت سے فرمایا کہ اول تو مشترک لفظ بولے اور اس میں بھی جو کچھ بعض معانی سے مفہوم ہو سکتا اس کے ساتھ بالفصل کی قید نہ فرمائی پھر آخر فقرہ [illegible] بلا اشتراک کچھ [illegible] تھا اس کو بھی [illegible] دیا سبحان اللہ، خوب ساتت [illegible] اور خوب [illegible] وصف تاکید [illegible] خداوندی کے اظہار امر خلافت علیؓ کی رسالت کو ظاہر [illegible] اس [illegible] شیخین [illegible] کی کیا تقصیر اجناب رسالت ہی معاذ اللہ بزعم شیعہ عاصی ہو گئے ۔ [illegible] لوگ سمجھ بیٹھے بالفصل میرا خلیفہ [illegible]

[illegible] حضرت عباسؓ [illegible] خلیفہ [illegible]

اور [illegible] بزعم شیعہ حضرت [illegible] حضرت رسالت [illegible] بیٹھے تھے تو پھر بھی حضرت [illegible] امام زین العابدین [illegible] علیہ السلام نے حضرت [illegible] ارشاد کیا کہ [illegible] تم قبول کرے مجھ کو اس [illegible] خلافت کے قابل [illegible] نظر [illegible] تھا تو حضرت عباسؓ کو

کیوں ارشادِ خلافت تھا؟ اور حضرت عباسؓ کو کیا ضرورت یاقت حضرت علیؓ کی جتلانے کی تھی؟ کیوں نہ فرمایا کہ آپ ابھی دو اڑھائی ماہ گزرے کہ علیؓ کو خلیفہ بنا چکے ہو اور نہ کوئی اور اہلبیت سے بولا؟ تو معاذ اللہ با توجناب رسالتؐ پر شیعہ عذر ہذیان یا سہو تجویز کریں گے؟ یا کوئی اور عذر نا معقول ہوگا؟ مرحبا عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ مشورہ ملائکہ کا یہاں تعین نبوت میں ذکر کرنا جہالت (محل نزاع سے) ہے۔ پس زیادہ کچھ ضرورت جواب نہیں۔ اب بعد ازیں جو سائل بے ادب کلام بے لگام کچھ اپنے مُنہ سے بخدمت داماد علی مرتضیٰؓ بکتا ہے۔ اور ان کو منافق کہہ کر تعبیر کرتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟ معاذ اللہ! اگر وہ منافق تھے تو علیؓ اور حسنینؓ اُن سے بیعت کر کے اور اپنی بہن بیٹی کا نکاح کر کے کون ہوں گے جزاہ اللہ شر الجزاء۔

حضرت عمرؓ کا حذیفہؓ سے بار بار پوچھنا کمال ایمان تھا اور اس کے دلائل

اور حضرت فاروقؓ حضرت حذیفہؓ سے بیشک اپنے ایمان کا ثبوت پوچھتے تھے مگر یہ کمالِ ایمان تھا جس کو اعدا نے محل منقصت پر کیا۔ کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ عبرت خاتمہ پر ہے۔ بہت لوگ جنت کا عمل کرتے ہیں، اور قریب موت کے کافر ہو جاتے ہیں، تو فی الحقیقت ان کا ایمان ایمان نہ تھا۔ بلکہ ظاہر میں ایمان اور نفس کے اندر کفر مکنون تھا کہ اس کو جاننا سوائے علام الغیوب کے طاقت بشری میں نہیں، یہاں تک کہ حضرت رسالتؐ کو قرآن مجید میں یوں حکم ہوا قُلْ مَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (کہہ دے نہیں جانتا میں کیا کیا جاوے میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ) اور مومنین کی مدح میں فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور ملائکہ کے باب میں فرمایا یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ سو جب کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو باوصفیکہ اُن سے خیریت خاتمہ کا وعدہ اور مغفرت جمیع ذنوب کا اقرار تھا اور نعمت عصمت کی بھی عطا فرمائی تھی مطلق نہیں کر دیا اور ملائکہ معصومین بھی خوفناک ہیں، اور مومنین باوصف ایمان و عدم شریک و صدقہ و خیرات خوف رکھتے ہیں، اور اس خوف کو محل مدح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اب دیکھو بے نیازی اللہ تعالیٰ سے عمرؓ کیوں کر

مطمئن ہوجاویں، اور شیعہ جب کہ عدل کو ذمہ حق تعالےٰ کے واجب جانتے ہیں اور معصومین کو جنتِ دنیا اُن کے مذہب میں حق تعالےٰ پر واجب ہے۔ پھر ان کو کس خوف نے گھیرا تھا؟ اور ان کا خوف کیوں کر محلِ مدح ہوگیا؟ سو اس خوف میں حضرت عمرؓ کی کیا تقصیر ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ سو اب مطمئن ہوجانے والے اہلِ خسارت ہوئے جیسا شیعوں کا شعار ہے، اور ڈرنے والے اہلِ ایمان ہوئے، اگر درباب عمرؓ بشاراتِ نبویؐ ہو، مگر بہرحال یہ بشارات وعدۂ خداوندی سے (جو درباره رسول اللہ تھا) کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ سو جب رسولؐ مطمئن نہ ہوں تو عمرؓ عالم ماکیون نہیں تھے اور نہ ہی معصوم۔

امام سجاد معصومیت کے باوجود اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے

حضرت سجاد فرماتے ہیں جو صحیفہ کاملہ میں موجود ہے قَدْ مَلَكَ الشَّيْطَانُ عِنَانِيْ فِيْ سُوْءِ الظَّنِّ وَضُعْفِ الْيَقِيْنِ وَاِنِّيْ اَشْكُوْ سُوْءَ مُجَاوَرَتِهٖ بِيْ وَطَاعَةَ نَفْسِيْ (ترجمہ) البتہ مالک ہوا شیطان میری باگ کا باب بدظنی، اور ضعفِ یقین میں، اور میں شکایت کرتا ہوں بُرائی پڑوس شیطان کی اپنے ساتھ، اور فرمانبرداری نفس اپنے کی شیطان کے واسطے)۔

اور دوسری مناجات میں فرماتے ہیں اَنَا الَّذِيْ اَفْنَتِ الذُّنُوْبُ عُمُرَهٗ الخ سبحان اللہ حضرت سجادؓ معصوم عالم ماکان وما یکون باوصف عصمت جب اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں کہیں اور عمر کو گناہوں میں [illegible] شیطان کا شکوہ کریں اور اپنے ایمان [illegible] مطمئن [illegible] حضرت عمرؓ [illegible] نفاق سمجھے [illegible] تو گویا [illegible] رکھتے تھے اور امام سجادؓ خود [illegible] باگ ضعف یقین کے باب میں شیطان کے [illegible] فرماتے ہیں [illegible] حضرت عمرؓ [illegible]

[illegible]

کلمہ بکنا سخت خسارت دارین ہے۔

معاذ اللہ عمرؓ منافق ہوں تو حذیفہؓ جھوٹے ہوں گے

خیر حضرت عمرؓ تو مقام خشیت میں پوچھتے تھے مگر حضرت حذیفہؓ جو ہمیشہ تسلی کرتے رہے، سو یا تو حضرت عمرؓ منافق نہیں اور ہمارا یقین یوں ہی ہے (بنظر مدح ثقلین ومصاہرت حضرت امیرؓ وصدق حذیفہؓ) اور جو معاذ اللہ وہ منافق تھے تو بہت سی خرابی مذہب شیعہ پر وارد ہوتی ہے، اور حذیفہؓ بھی معاذ اللہ منافق، خائن، کذاب ہوں گے کہ ہر روز جھوٹ بولتے رہے، اور باوصف استفسار کبھی سچ نہ بولے اور ہمیشہ دوست بنے رہے، اگر ہاں جب تم نے حضرت امیرؓ کو سب کچھ بنا یا تو حضرت حذیفہؓ سے کیا باک رہ گیا؟ اب ذرا سوچیں کہ یہ غلطی کا لفظ کس کے منہ پر چھپ گیا؟ سچ ہے کہ آسمان کا تھوکا تھوکنے والے کے منہ پر آتا ہے اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانا ایسا کام ہوا کہ تمام مہاجرین وانصار نے اور خود حضرت امیرؓ نے قبول کرکے ان کو اولوالامر بنایا۔ اب نہیں معلوم کہ آپ کے نزدیک حضرت امیرؓ نے بیعت کا اقرار دیا تھا یا دوسرا خواہش کا نہ پایا تھا؟ اور اُن پر کفر کا طلاق تم جیسے محب کیونکر کرو گے یا کچھ پاس ادب کھو گئے؟

اہل سنت تو اتباعِ ثقلین کا دم بھرتے ہیں اور حسب حکم خدا و رسول وعترت باجماع خلیفہ بناتے ہیں۔ اب سب روایات واضح سمجھ کر یہ کہو کہ اپنی خواہش کا پورا چننے والا کون ہے؟ تاکہ آپ کے منہ سے حق ظاہر ہوجاوے۔ وَاللّٰهُ الْهَادِيْ

سُوال پنجم[۵]

پوچھو اپنے علماء سے کہ عترتِ پیغمبرؐ کو جھوٹا کہنے والا اور جاننے والا مسلمان ہے یا کافر اور مکذبِ خدا و رسول ہے یا نہیں؟ پس جب وہ علماء اقرار کرلیں کہ ہاں ایسا شخص مکذبِ خدا و رسول ہے تو پوچھو کہ جنھوں نے بعد امور معلومہ کے آپ کو صدیق اور فاروق کہلوایا اور تم سب لوگوں نے کہا پس ایسی صورت میں مکذب ہو کر مسلمان رہے یا نہیں۔ اس کا جواب ان سے لو، فقط!

---

[۵] از حضرت شیعہ (ناشر)

جوابِ سوال پنجم[۵]

جواب اس سوال کا اوپر کی تحریرات سے مشرح معلوم ہوچکا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ عترت کو کاذب کہنے اور جاننے والا کافر ہے، اور مکذبِ خدا و رسول احسب زعم تمھارے کے) بنائً علیہ جو مہاجرین و انصار کو منافق اور مرتد جانے، اور حضرت صدیقؓ کو صدیق نہ کہے حالانکہ قرآن شریف میں حق تعالیٰ ان کو جنتی فرماتا ہے، اور حضرت امیرؓ ان کو مقبول و مقرب بتلاتے ہیں، اور حضرت محمد باقرؓ ابوبکرؓ کو صدیق، اور صدیق نہ جاننے والے (ان کے) کو مکذب فی الدارین، اور حضرت امیرؓ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو حق ارشاد کرتے ہیں۔ تو وہ مکذب الثقلین ہوا اور دائرۂ اسلام سے خارج، اور سزاوار دارالبوار جہنم، اب دیکھو کہ مصداق اس کا کون ہے سُنّی یا شیعہ؟ واللہ الہادی۔

---

[۵] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

سوال[1] ششم

پوچھو اپنے علماء سے کہ یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے کہ جو نہ پہچانے امام زماں کو وہ کافر مرتا ہے۔ پس جناب امیر المومنین رضؓ مکذّبِ خلافتِ ابوبکر اور خود مدعی خلافت تھے جیسا کہ کلماتِ ابوبکر سے سوال سوم میں ظاہر ہوا کہ اگر کوئی چاہے تو اس باب میں ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ غرض بتاؤ کہ ان میں سے کس نے امام برحق کو نہ پہچانا اور سب تو سب جناب فاطمہ رضؓ جو بالاتفاق ناراض گئیں وہ کس کو امام جانتی تھیں بھلا ان کو تو تم کاہے کو مانو گے کہ ان کی تو تم تکذیب ہی کرتے ہو کہ مقابل کو صدیق اور فاروق کہتے ہو مگر یہ بتاؤ کہ اُمّ المومنین عائشہ رضؓ کس کو امام پہچان کر، بنا سے گئیں کہ وہ تو تیسرے خلیفہ کو نعثل کہا کیں اور لعنت کیا کیں، اور چوتھے سے لڑیں۔ اس کے سوا آپ بھی سارے ائمہ اثنا عشر کے منکر کس کو امام جان کر کس دین پر مرتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام ہوگا اور اگر نہ ہوگا تو قولِ پیغمبرؐ لغو ٹھہرتا ہے، اور یہ محال اور خلافِ دین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امامت بربناءِ مذہب اہلِ سنت رکنِ ایمان نہیں ہے تو کہو کہ پھر ترکِ خلفاء اجماعی پر شیعہ کا کیا نقصان ہے کس لیے کہ انھوں نے بارہ خلیفہ معیّن کردہ خدا، مانے۔ اگر ان کا مذہب حق ہے تو آپ کس دین پر گئے؟ کیونکہ ان کے نزدیک امامت رکنِ ایمان ہے فقط

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب[1] سوال ششم

تحریفاتِ شیعہ

یہ حدیث جس کا آپ ترجمہ نقل کرتے ہیں، اور اس کو حدیث متفق علیہ فریقین قرار دیتے ہیں، بایں معنی ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب میں یہ حدیث منقول نہیں ہے۔ یہ محض آپ کا دروغ بے فروغ ہے شیعہ کی عادت ہے کہ یا تحریف الفاظ میں کر دیتے ہیں، یا معنی میں تبدل و تغیر کر دیتے ہیں۔ اور مقصود مغالطہ دینا (اہلِ اسلام کا اس فعل شنیع سے) ہوتا ہے۔ اب سنو کہ یہ حدیث جو بعض کتبِ عقائد میں مسطور ہے بایں الفاظ ہے:۔

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً

(ترجمہ) "جس نے نہ پہچانا امامِ زمانہ اپنے کو تو وہ مرا مرنا زمانہ جاہلیت جیسا"

یعنی زمانہ جاہلیت قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ خود وضع تھے کسی ایک حاکم پر مجتمع نہ تھے، گھر گھر حکومت تھی، بعد بعثت ذات بابرکات کے سب ایک حاکم پر جمع ہو گئے۔ اب اگر کوئی اپنے وقت کے مقتدا کو نہ پہچانے اور اس سے جدا رہے تو اس کی موت بھی اسی زمانہ جاہلیت جیسی ہوئی۔

امامت کا صحیح مفہوم اور لفظ امام کا خلیفہ و حاکم ظاہر پر بولتے ہیں اور مقتدا اور پیشوائے

---

[1] از حضرت گنگوہی رحؒ (ناشر)

دین کو بھی کہتے ہیں۔ سو باعتبار معنی اوّل کے تو حاصلِ حدیث یہ ہوا کہ اگر خلیفۂ وقت کوئی موجود ہو جسے کہ اہلِ حل وعقد نے اس کو اپنا امام مقرر کر لیا ہو اور پھر اس کو کوئی شخص نہ مانے اور جماعتِ مسلمین سے جدا رہے اور اسی حالت میں وہ مر جاوے تو اس کی موت جاہلیت کے زمانہ کی طرح کی موت ہوئی، یہ معنی کہ وہ عاصی ہے نہ کافر۔ اور اگر اس زمانہ میں کوئی ایسا امام المسلمین موجود ہی نہیں، بلکہ زمانہ فتنہ وافتراق کا ہے، تو نہ امامِ زمانہ موجود اور نہ اس کے پہچاننے کی کوئی سبیل، کہ تعریفِ شے بعد وجودِ شے ہوتی ہے نہ قبل وجودِ شے۔

احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایامِ فتن میں امام نہ ہوگا

چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ نے ایامِ فتنہ سے اور قتالِ فتنہ سے جب ڈرایا تو اس میں حضرت حذیفہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں؟ فرمایا کہ جماعتِ مسلمین کے ساتھ رہیو، عرض کیا اگر نہ ہو امام و جماعتِ مسلمین؟ فرمایا کہ یک سو ہو جا سب ان فرقوں سے"۔ تو معلوم ہوا کہ بعض زمانہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں امامِ مسلمین موجود نہ ہو ایسے حال میں تعرف امامِ زمانہ کا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

اور اگر یہ معنی ثانی ہے تو مقتدائے دین ہر زمانہ میں ہوتا ہے، جو ضروریاتِ دین اور راہ و رسمِ اسلام کی تلقین کرے، اور بعد ہر مدت سو سال کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ بدعات حادثہ کو قمع کرتا ہے اور (حسبِ استعداد اہلِ اس زمانہ کے) تجدید طرقِ تحصیلِ ظاہرِ دین و باطنِ دین کرتا ہے۔ تو اس کا نہ جاننے والا بھی البتہ بموتِ جاہلی عصیاں میں مرتا ہے سو یہ معنی حدیث کے تھے۔

ترجمۂ حدیث میں تحریف

اب سائل کی تحریفِ معنوی سب ظاہر ہو گئی کہ ترجمہ حدیث کو یوں لکھتا ہے کہ جو نہ پہچانے امام زمانہ کو وہ کافر مرتا ہے۔ سبحان اللہ کیا جرأت ہے یا عدمِ سلیقہ اور ناواقفیتِ علم باعث اس خطا کا ہوئی ہے اور اگر شیعہ کے یہاں یہ حدیث بہمیں الفاظ ہے تو اہلِ سنت کو دھوکا دینا کہ متفق علیہ فریقین ہے سخت بے جا بات ہے اور یہ بات

ہرگز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی کہ ہر زمانہ میں امام ظاہر کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ واضح ہو گیا، اور نہ کسی حدیث اہلِ سنت سے یہ ثابت ہوا، بلکہ اہلِ سنت کے یہاں یہ ثابت ہے کہ بعض زمانہ میں امام ظاہر نہیں ہوتا، اور یہ خود بیّن بات ہے۔ ہاں ایسے وقت میں مسلمانوں کو واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنا امام مقرر کریں ورنہ گنہگار رہیں گے مگر شیعہ کے یہاں ہر زمانہ میں امام ظاہر حق تعالیٰ پر ضروری ہے کہ مقرر کرے۔ اور امام رکنِ اسلام ہے اور امام معصوم بھی ہونا چاہیے۔ سو بپاس اُن قواعد کے جب ظاہر میں خلاف اس کے مشاہدہ ہے تو طرح طرح کی واہیات امامت کے بارے میں خلافِ عقل ونقل ان کو اپنے سر پر دھرنی پڑیں۔

بعد اس کے اب سنو کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نصب امام بمشورہ ہوتا ہے اور حضرت امیرؓ کی خلافت بمشورہ ہوئی، اور خلفائے ثلثہ کی خلافت کو حضرت امیرؓ نے قبول کیا پہلے یہ سب نہج البلاغہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اور حضرت زہراؓ بھی جو کچھ ملال باقتضائے بشری رکھتی تھیں اس کو دفع کر کے بخوشی اجازت تصرف اموالِ بیت المال حضرت ابوبکرؓ کو دے کر اس رضامندی اپنی پر حق تعالیٰ کو گواہ کر گئیں، اور یہ سب ہم معتبرات کتب شیعہ سے ثابت کر چکے ہیں، تو یہ اقوال سائل کے کہ علیؓ مکذبِ امامتِ ابوبکرؓ تھے اور حضرت فاطمہؓ ناراض حضرت ابوبکرؓ سے مریں، سب بالکل ہذیانِ محض رہ گئے۔ چنانچہ ہر تل پر مخفی نہیں۔ اور ہم مثل سائل کے بار بار ایک بات کو قلمبند کریں کیا ضرورت ہے؟ اور جب حضرت محمد باقرؓ نے ابوبکرؓ کو صدیق کہا اور جانا۔ تو اہلِ سنت پر کیا طعن ہے؟ البتہ تم مکذبِ امام اور غیر مصدق القول فی الدارین، بہ ارشادِ امام ہو۔

حضرت صدیقہؓ پر افترا

اور حضرت عائشہؓ نے بھی ذی النورین کو امام جانا، اور یہ جو سائل لکھتا ہے کہ عائشہؓ امام ثالث کو نعثل کہتی تھیں، اور لعنت کرتی تھیں، معاذ اللہ یہ محض طوفان بہتان ہے روافض کا۔ اہلِ سنت کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں۔ امام کے ساتھ گستاخی ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ البتہ شیعہ کے یہاں یہ عین دین ہے کہ اپنے ائمہ کو سب

کچھ بنا رکھا ہے صریح زبان پر لانے سے رُواں کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اہلِ عقل باور کرسکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ امام ثالث کو لعنت کیا کریں، اور پھر اپنے بھائی سے ہی ان کا قصاص طلب کریں، یہ خبر پاکر کہ قاتلِ خلیفہ میرا بھائی ہے، اور بابت طلبِ قصاص اس قدر تکالیف اٹھائیں۔ یہ بات خوش ہونے کی ہوتی، مگر یہ خیالاتِ فاسدہ مجانین وحمقا کے ہیں کہ جن کے اصولِ دین ہی تخیلات پر مبنی ہیں۔

صدیقہ رضؓ قاتلین عثمان رضؓ پر لعنت کرتی تھیں

ابن السمان محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتا ہے:۔

اِنَّ عَلِيًّا بَلَغَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ رضؓ تَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ بِهِمَا وَجْهَهٗ فَقَالَ اَنَا اَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا۔

(ترجمہ) "البتہ علی رضؓ کو خبر پہنچی کہ عائشہ رضؓ لعنت کرتی ہیں قاتلینِ عثمان رضؓ کو پس اٹھائے ہاتھ حضرت علی رضؓ نے یہاں تک پہنچے یا دونوں ہاتھ کو منہ کے مقابلہ تک، پھر فرمایا کہ میں لعنت کرتا ہوں قاتلین عثمان رضؓ کو اللہ لعنت کرے اُن پر زمین پست وپہاڑ میں۔ دو یا تین بار فرمایا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عائشہ رضؓ قاتلین کو لعنت کرتی تھیں، اور حضرت علی رضؓ بھی قاتلین عثمان رضؓ پر لعنت بھیجتے تھے۔ اس سے حق جاننا خلافتِ عثمان رضؓ کا حضرت عائشہ رضؓ کی طرف سے محقق ہو چکا اور دوسرا اس سائل کا مرتفع ہوگیا۔

صدیقہ رضؓ علی رضؓ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں

اب سنو کہ حضرت امیر رضؓ کی خلافت کو بھی حضرت عائشہ رضؓ حق جانتی تھیں اور ان کی محبت کو عبادت پہچانتی تھیں۔

رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ الْعَلِيِّ عِبَادَةٌ

(ترجمہ) "دیلمی نے روایت کیا حضرت عائشہ رضؓ سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حب علی رضؓ عبادت ہے۔"

صدیقہ اور امام کے مقاتلہ کا پورا منظر

اور یہ واقعہ شہادتِ حضرت عثمان رضؓ کا حضرت عائشہ رضؓ کے پیچھے ہوا۔ حضرت عائشہ رضؓ حج کے واسطے مکہ گئی تھیں۔ اور بیعت حضرت امیر رضؓ بھی پیچھے ہی ہوئی تھی، طلحہ رضؓ اور زبیر رضؓ اور بعض دیگر مدینہ میں قتلِ عثمان رضؓ پر تاسف کرتے تھے، اور قصاص عثمان رضؓ پر حریص تھے، اور قتلہ عثمان رضؓ حضرت امیر رضؓ پر حادی ہو رہے تھے۔ لہٰذا استیفائے قصاص میں جلدی کرنی مصلحت نہیں تھی۔ مفسدین کو جو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ قصاص کی فکر میں ہیں انھوں نے طلحہ وغیرہ کے مارنے کا قصد کیا، یہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ پہنچے، اور حضرت عائشہ رضؓ سے بیان کیا (جو کچھ واقع ہوا) اور یہ بھی کہا کہ امیر المؤمنین بنا بر مصلحتِ قصاص لینے میں ساکت ہیں اور مفسدین کی طغیانی بڑھتی جاتی ہے۔ جب تک قصاص نہ لیا جاوے گا بندوبست نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہ رضؓ نے تجویز کیا کہ جب تک وہ اشقیاء مدینہ میں ہیں، تم وہاں نہ جاؤ اور کہیں رہو، اور امیر المؤمنین کو بہ تدبیر اُن سے جدا کرو۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہوجاویں تب قصاص لینا چاہیے۔ سب نے اس صلاح کو پسند کر کے بصرہ وغیرہ کو کہ مجمع جنود مسلمین تھا ارادہ کیا اور مُصر ہوئے کہ حضرت عائشہ رضؓ بھی ہمارے ساتھ چلیں کہ آپ کی پناہ میں ہم کو امن رہے گا۔ ناچار حضرت عائشہ رضؓ بھی بصرہ کو گئیں۔

مفسدین نے یہ خبر حضرت علی رضؓ کو یوں دی کہ عائشہ رضؓ جنگ کے واسطے لوگوں کو جمع کرنے بصرہ گئی ہیں، آپ ان کا تعاقب کریں۔ جب حسنین رضؓ اور عبد اللہ بن جعفر رضؓ اور ابن عباس رضؓ ہر چند حضرت علی رضؓ کو مانع ہوئے کہ آپ نہ جائیں مگر رائے اشقیاء کی غالب آئی۔ حضرت امیر رضؓ لشکر اپنا مع ان اشقیاء کے لے کر قریب بصرہ کے پہنچے۔ اوّل قعقاع کو حضرت عائشہ رضؓ کے پاس بھیجا کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ اصلاح کو اور یہی جواب زبیر رضؓ وطلحہ رضؓ نے دیا۔ قعقاع نے کہا۔ پھر کیا صورت اصلاح ہے؟ انھوں نے کہا کہ استیفاء قصاصِ عثمان رضؓ۔ قعقاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق ہوسکتا ہے۔ اوّل صلح کرو۔ انھوں نے کہا بہت خوب قعقاع نے یہ خبر حضرت امیر رضؓ کو دی۔ آپ خوش ہوئے اور صلح پکی ہوئی تیسرے روز صبح کو

ملاقات ٹھہری کہ اس وقت کوئی مفسدین میں سے موجود نہ ہو۔

یہ خبر جو مفسدین کو پہنچی تو وہ گھبرائے۔ حیران ہو کر اپنے رئیس المفسدین عبداللہ بن سبا کے پاس گئے، کہ اب کیا تدبیر ہے؛ سخت بلا آئی۔ اس نے کہا کہ تم رات سے اُٹھ کر قتال شروع کر دو، اور مشہور کر دو کہ زبیر کی طرف سے غدر ہوا۔

مفسدین نے ایسا ہی کیا کہ رات سے اُٹھ کر لشکرِ زبیر رض سے آ کر قتال شروع کر دیا اور حضرت امیر سے آ کر کہا کہ اس جانب سے غدر ہوا۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ غدر حضرت امیر رض کی طرف سے ہوا۔ غرض حضرت امیر جو تشریف لائے تو قتال گرم تھا۔ بناچاری بس ہوا جو کچھ ہوا۔ اس معرکہ میں جب طلحہ رض و زبیر رض مواجہ حضرت امیر رض کے ہوئے اور حضرت امیر رض نے کچھ فرمایا تو زبیر رض نادم ہو کر ہٹے اور طلحہ رض بھی ہٹ گئے۔ اس حالتِ واپسی میں بعد ندامت و توبہ یہ شہید ہوئے

ندامت محلِ طعن نہیں

اور حضرت عائشہ رض بعد اس واقعہ کے اس خطا پر زار زار روتی تھیں اور شیعہ خود مطاعنِ عائشہ رض میں نقل کرتے ہیں کہ آخر حال میں عائشہ رض کہا کرتی تھیں۔

قَاتَلْتُ عَلِيًّا، لَوَدِدْتُ اِنِّي كُنْتُ نَسِيًا مَنْسِيًّا۔

(ترجمہ) مقاتلہ کیا میں نے علی رض سے اور دوست رکھتی ہوں کہ ہوتی بھول بھلائی گئی۔

سو توبہ و ندامت کو مطاعن میں شمار کرنا یہ بھی ایک بلادت ہے۔ بہرحال عائشہ رض اور جو مقابلہ میں حضرت علی رض کے تھے مقصود ان کا طلبِ قصاص تھا، اور ہرگز قتال بارادہ مخالفت نہیں ہوا۔ یہ محض خطا ہوئی۔ پھر بھی توبہ آپ کی ثابت ہو چکی۔ اور یہ لوگ معصوم، عالم ما یکون نہیں تھے۔

زلّت انبیاء سے بھی ہوئی حضرت علی رض بھی خطا سے مامون نہ تھے

زلّت انبیاء سے بھی ہوئی ہے، چنانچہ قصہ حضرت آدم ع اور حضرت موسیٰ ع کا مشہور ہے اور حضرت امیر رض باوصف عصمت و علم ما کان و ما یکون فرمایا کرتے تھے۔

لَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشُوْرَةٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّيْ لَسْتُ آمَنُ اَنْ اُخْطِئَ

رواہ الکلینی۔

(ترجمہ) "مت باز رہو حق بات کہنے سے اور مشورۂ عدل دینے سے کہ بیشک میں مامون نہیں ہوں خطا کرنے سے"

اور معہذا ثابت ہوا کہ شیعہ کے نزدیک ایک دو گناہِ کبیرہ سے تو عصمت بھی نہیں جاتی، چہ جائے کہ اسلام و عدالت، جیسا قصہ حضرت یونس ع میں منقول ہو چکا ہے۔ پھر یہ لوگ محاربِ علی رض باوصفِ توبہ و ندامت کیوں ملازم ہیں؟

الحاصل ان لوگوں نے امامت حضرت امیر رض کو پہچانا اور سوال سائل محض افسانۂ بے جا ہے اور ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتدائے دین و قطب ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور امام ظاہر بجز حضرت امیر رض کے اور چھ مہینے حضرت حسن رض کے اور کسی کو نہیں جانتے۔ اگرچہ ان میں لیاقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی، مگر وقوع اس کا بسبب ان کے زہد کے، تقدیرِ الٰہی سے نہ ہوا۔ اور یہ خود پیدا ہے۔ اندھا کورِ باطن بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

امامت کے فرائض

کیوں کہ امام کا کام انتظام رعایا کا، اور دادِ مظلوم ظالم سے لینا اور جہاد وغیرہ امور ہوتے ہیں اور پھر ان حضرات وہ کا ہے میں کبھی یہ بات ہوئی ہے جو اُن کو امام ظاہر کہا جاوے۔ ورنہ یوں تو جس کو چاہو امام نام رکھ لو، ہاں استحقاق و لیاقت میں کچھ کلام نہیں مگر محض لیاقت سے تو کام نہیں چلتا، اگر لیاقتِ امام کا نام امام ہے تو اتنا تو ہم بھی مقر ہیں ورنہ بقولِ سائل شیعہ کو وہی خواہش دہوا کا امام بنا کر پرستش کرنا پڑا۔ خیر یہاں ہم زیادہ کچھ نہیں لکھتے، جواب سائل کو شافی حاصل ہو گیا۔ ہاں البتہ حضرت امام مہدی کو زندہ تصور کر کے امام ٹھہرانا یہ بھی ایک مضحکہ صبیان ہے اور پابندی اپنے اصول میں ایسی ہزل پر عقیدہ کرنا محض حماقت اور خلفاء، اجماعی مہاجرین و انصار اور حضرت امیر رض و عترت کو جو نہ مانے یہ تو لاریب ہے کہ مکذبِ وحی و مخالف حضرت امیر رض کا ہوا اور حقیقت اس اجماع کی اور تصدیق و بیعت کرنا حضرت امیر رض کا

اوپر آپ کی کتابوں سے ثابت ہی ہو چکا، تو اب شیعہ کا نقصان نہ ماننے میں کیوں نہیں، شیعہ تو اپنے اصول کے موافق کافر ہو جاویں گے۔ آپ ایسے کیوں مطمئن ہو گئے اور ہر زمانہ میں امام کا ہونا ہمارے نزدیک کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ کا محض دعوئے بلا دلیل ہے۔

اور ایسے ہی نص امامت ائمہ اثنا عشرہ اہلِ سنت کی کتابوں سے کہیں ثابت نہیں، آپ تو مدعی تھے کہ کتب اہلِ سنت سے سب اپنا مذہب ثابت کر دوں گا۔ تو وہ نصوص پیش کرو تاکہ تمہارا حوصلہ معلوم ہو اور تمہاری نہج البلاغہ سے خود حضرت امیر رضؓ کی ہی امامت بالشوریٰ ثابت ہوئی تو یہ دعویٰ شیعہ کے مذہب کے موافق بھی بلا دلیل ہی رہا۔ سو الحمد للہ کہ شیعہ کی کتب سے ثابت ہوا کہ امامت ظاہری بالشوریٰ ہوتی ہے، تو جو لوگ بمشاورت خلفاء ہوئے ان کو شیعہ امام حق نہ جان کر بلا معرفت امامِ زمانہ مرتے ہیں۔ اور بزعم خود کافر ہوتے ہیں۔ اور سُنی امامِ حق کو حق اور ظاہر کو ظاہر، باطن کو باطن پہچان کر عامل وَاَعْطُوا کُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّهٗ ہو کر مؤمنین برضاء عترت مرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شیعوں کو بھی ہدایت کرے، تاکہ وہ حق کو حق جانیں اور اپنے باطل سے باز آویں۔ واللہ الہادی

سوالِ ہفتم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کی ام المؤمنین جو امیر المؤمنین سے لڑیں تو امام جان کر لڑیں یا بغیر امام جانے، کہ دونوں صورتوں میں بنا بر قاعدۂ شرع کے یا کفر ہے یا ارتداد علاوہ اس کے سیرتِ پدر کی اپنے مخالفت کی کہ اس نے حکم اجماع، ناسخ حکم خدا و رسول قرار دیا تھا۔ سبحان اللہ! وہ تو تکذیب عترت کرکے صدیق ہوئے، اور یہ جنگِ نفسِ رسول سے صدیقہ کہلائیں، مگر اصحاب میں حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و حذیفہؓ وغیرہم کو اور ازواج میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو صدیق اور صدیقہ کے خطاب کے قابل نہ پایا۔ اس بن بیٹھنے کے کیا کہنے۔ سوائے دشمنانِ عترت کے اپنے علماء سے اس باب میں تسکین چاہو، اور اگر کوئی بہکائے اور آپس کی بات کہہ کر ٹالے تو فریب میں نہ آؤ اور کہو کہ آپس کی بات اس کو کہتے ہیں جہاں مراتبِ علم اور کمال اور شرافتیں برابر ہوں۔ دیکھو تو کہاں عترتِ پیغمبرؐ نفسِ رسول اور کہاں ازواج، کس لیے کہ ازواجِ انبیاء کے ارتداد اور اہلِ نار ہونے کی خبر قرآن میں موجود ہے دیکھو حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کی خیانت کی خبر پہلے سورۂ تحریم میں فرما کر بعد ازاں خبر دخولِ نارِ زنِ انبیاء کیسے دی سمجھو تو اس سے کیا ثابت ہوا اور ان کی شان میں قد صغت قلوبکما، بعد حال خیانت کے فرمایا ہے۔ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ ہندی تک میں تصریح کی ہے یعنی دل تم دونوں کے حق سے پھر گئے۔ پس کوئی عالم ان کے حق کی طرف بازگشت کرنے کو خدا کی جانب سے سُنا دے تو ہم مانیں۔ ایسی صورت میں مقابلہ نفسِ پیغمبرؐ سے جس کی ایذا رسول کی

---

[1] از حضرات شیعہ اثنا عشریہ

ایذا ہے اور اس کی بغیر اجازت صراط پر سے کوئی نہ گذرے گا کہ فصل خطاب میں حضرت شیخ اوّل سے منقول ہے اور قبر میں سب سے اُن کی امامت کا سوال کیا جائے گا۔ اور سدی آپ کا عالم سورۂ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کی تفسیر میں لکھتا ہے، دیکھو تو ایسے شخص کے منکر کس کو امام بنائیں گے پس ایسے کی مخالفت اور مقابلہ کو آپس کی بات کہیں گے۔ اور بالفرض اگر یہی ہے تو اسی پر ثابت رہو، کفار قریش مثل ابولہب وغیرہ سے جو پیغمبر کو آزار پہنچے قابلِ معاف جانو، یا قاتل حضرت ہابیل کو ملامت نہ کرو۔

پس اس صورت میں شیعہ کو بھی معاف فرمائیے کہ آپ کے سامنے اقرار کلمۂ شہادتین کرتے ہیں، یہ مومن ہیں، تعریف شیعہ کی آپ کی کتب میں بکثرت ہے، ان کی نجات کی خبر آپ کے پاس ہے کہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا وہ داخلِ بہشت ہوگا تو ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں، کعبہ کو قبلہ، اسلام کو دین جانتے ہیں۔ قرآن کو کتاب، اور عترت سے تمسک رکھتے ہیں۔ حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام جانتے ہیں۔ تو ہم بے شک مومن ہیں، اور آپ کی عائشہ ام المومنین ہیں، یہ بھی ماں بیٹوں کی آپس کی بات ہے۔ البتہ آپ ہماری تکفیر اور تفسیق کرنے والے کون ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہیں انھوں نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا تھا وہی ہم اپنی ماں سے پیش آتے ہیں۔ پس اگر ہماری ماں کا زنا اور تکذیب امیرالمومنین کی معاف ہوگئی تو کیا اماں صاحب ہمیں وہ معاف نہ کریں گی؟ اور اگر وہ معاف نہ کریں گی تو ہم جنابِ امیرؓ اور جنابِ فاطمہؓ سے ان کی اور بزرگواروں کی تقصیر معاف نہ ہونے دیں گے خصوصًا جو ساداتِ شیعہ ہیں ان کی تو یقینی آپس کی بات ہے۔ اُن کی تکفیر کرنے والے کو حضرات اہلِ سنت کافر جانیں تو آپس کی بات کہنا ٹھیک ہو، اس کو خوب سمجھو۔

اور بعض صاحب فرماتے ہیں چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب نے رسالہ برکات الحق میں لکھا ہے کہ محاربین تین قسم پر تھے۔ ایک تابع امیرالمومنین، دوسرے تابع ام المومنین تیسرے متوقفین ان تینوں گروہوں نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں

اور سب ماجور ہیں۔ پس غور کرو کہ حارب جناب امیرؓ اور قاتل جناب امام حسنؓ جس نے زہر دلوا کے شہید کیا وہ بھی ماجور ہوئے۔

اوّل تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان گروہوں میں ملتِ خدا و رسول پر کون ہے، کہ ایک فرقہ کو ناجی یہ خود لکھ چکے ہیں، دوسرے سب کے اجتہاد کہ مقابل نصوص کے تھے لائق اجر نہ ہوں گے۔ پس ہمارا اجتہاد اور استدلال و اسانید و نصوص کثیرہ کیوں قابلِ اجر نہ ہوگا۔ کچھ ایمان ہو تو اسے خوب سمجھو اور ہم سے کہو فقط۔

جوابِ سُوال ہفتم

امام اپنے محاربین کو مُسلمان مانتے تھے

حضرت عائشہ رض کی حضرت علی رض سے خطاءً لڑائی ہوئی اور پھر تائب بھی ہوگئیں، مگر محاربہ علی رض ہرگز کفر و ارتداد نہیں، یہ سائل اور اس کے اسلاف کی کتنی جہالت (اپنی کتب اور اقوالِ ائمہ سے) ہے کہ حضرت امیر کا ارشاد کہ اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ پہلے نقل ہو چکا۔ اب شیعہ خلاف حضرت امیر کے جو مومنین کو کافر بتاتے ہیں مکذب حضرت امیر رض ہو کر بزعم خود کافر بنتے ہیں، بڑی حسرت کی جا ہے کہ اپنی کتابوں کو بھی نہیں مانتے۔

حضرت علی رض نے بیعت کر کے خود حکم خداوندی کو منسوخ کیا

اور ابوبکر رض نے حکم خداوندی اور حکم رسول کو ہرگز منسوخ نہیں کیا۔ امامت بلا فصل حق حضرت امیر رض کا بحکم خدا تعالیٰ [illegible] محض تمہارے تخیل فاسد سے کہیں ثابت تو کیا ہوتا اور بالفرض اگر ہے تو خود حضرت امیر [illegible] سے جیسے کہ آپ نے بیعت کی اور پھر [illegible] اس خلافت کو حق کہتے رہے۔

[illegible]

[illegible] آپ سے [illegible] خلافت بلا فصل ابوبکر [illegible] [illegible] حسینیان [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عَائِشَۃَ الْخَبَرَ وَاسْتَکْتَمَتْهَا اِیَّاهُ فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِیَّهٗ عَلٰی ذٰلِكَ وَهُوَ قَوْلُهٗ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا - یَعْنِیْ حَفْصَۃَ وَ عَائِشَۃَ وَلَمَّا حَرَّمَ مَارِیَۃَ اَخْبَرَ حَفْصَۃَ اَنَّهٗ یَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ الخ

(ترجمہ) کہا گیا کہ رسول اللہ نے خلوت کی عائشہ کے دن میں اپنی جاریہ قبطیہ سے پس حفصہ اس پر مطلع ہوگئی کہا رسول اللہ نے [illegible] خبر مت کیجیو اس بات کی [illegible] ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر پس جتلا دیا حفصہ نے عائشہ کو یہ خبر [illegible] چھپایا حضرت سے [illegible] اللہ نے نبی اپنے کو اس بات کا اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ [illegible] النبی الخ یعنی حفصہ [illegible] عائشہ اور جب حرام کیا آپ نے [illegible] حفصہ کو کہ مالک ہوں گے بعد میرے ابوبکر و عمر [illegible]

سبحان اللہ کیسا صاف خلافت شیخین کا [illegible] مذکور ہے۔ مگر شیعہ کے تعصب نے نظر انصاف بند کر دی۔ اب مکذب حکم خدا اور رسول شیعہ ہیں یا نہیں؟ انصاف [illegible] کفر میں کون مبتلا ہے؟ اور صدیق [illegible] حضرت ابوبکر رض کا بہ شہادت معصوم محمد باقر اور ثابت ہوگیا۔ اب ان کو صدیق نہ ماننے والا دیکھیے کون ہوا؟ باقی یہ کہ کسی کو کوئی خطاب بوجہ خصوصیت اور کسی کو [illegible] سے حضرت علی رض کو خطاب اسد اللہ ہوا حسنین و عمار اور حذیفہ کو کیوں نہ [illegible] کی سفاہت کی باتیں ہیں، ان کا کیا جواب

ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث

[illegible] تعالیٰ خطاب ہے جب انبیا [illegible] عصمت [illegible] سے مامون [illegible] تو حضرت عائشہ کیونکر معصوم بھی نہیں تھیں اور تائب بھی ہوگئیں۔ [illegible] آپ کی بات کا ذکر [illegible] ایک جہالت مگر آپ کی [illegible] خوش ہیں [illegible] عورتیں کے برابر زوجہ [illegible] ہونے کی دلیل یہ تب ہوتے [illegible] ازواج انبیاء بھی ہوگئی ہیں [illegible]

ٹھکانے نہیں رہے، عترت نبیؐ کی بھی مرتد ہو گئی ہے، پسر نوحؑ کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے شاید یہ قصہ بھی آپ کے نزدیک الحاقی ہوگا۔ سو اس بات میں تو زوجہ و عترت برابر ہوگئی۔ کوئی اور دلیل تلاش کرو۔

ارتداد ازواج کی صورت میں رسالتمآبؐ پر الزامات آئیں گے

مگر آپ کو کتنا مالیخولیا ہے کہ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو مرتد و کافر قرار دیتے ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان سے خیانت ہوئی اور وہ خیانت کوئی کفر نہیں تھی، بلکہ افشائے سرّ تحریم ماریہ تھا۔ اور وجہ افشاء کی بھی یہ تھی کہ وہ اس امر کو امر مندوب سمجھتی تھیں امر محجوب نہیں سمجھتی تھیں، تو وہ اس خیانت سے تمہارے نزدیک جب ہی مرتد ہوگئی تھیں یا بعد وفات حضرت سرورِ دو عالمؐ کے؟ اگر جب ہی معاذ اللہ مرتد ہوگئی تھیں تو پھر جو حضرتؐ نے ان کے گھر میں رکھا اور معاملہ زوجیت کا برتا تو حضرت پر معاذ اللہ الزام لگتا ہے، کیونکہ مرتدہ سے نہ نکاح ہو سکتا ہے نہ مرتد عورت سے کسی اور طرح تصرف روا ہے۔ اور اگر بعد وفات حضرتؐ کے مرتد ہوئیں تو اس گناہ سے تو یہ بات ممکن نہیں کہ گناہ آج ہو اور اس کا حکم ایک مدت کے بعد ثابت ہو۔ شاید یہ بھی کوئی قاعدہ شیعہ کے مذہب میں ہوگا۔

اور اگر بعد وفات کے اور گناہ سے ارتداد ہوا تو اس طعن کو بیچ میں گانا کیا بیہودہ درائی ہے۔ [illegible] اس گناہ کو بیان کرو اور وہ گناہ جو تمہارے دماغ میں پکا ہے یعنی محاربہ علیؓ تو اس کا دفع کئی بار ہو چکا۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لو ورنہ تو جہل ہو۔

نزولِ آیاتِ تخییر پر حضرت صدیقہؓ و حفصہؓ نے آخرت و رسولؐ کو اختیار کر لیا

[illegible] سنو کہ جب آیاتِ تخییر نازل ہوئیں اور سب سے پہلے حضرتؐ نے عائشہؓ سے پوچھیں تو عائشہؓ نے آخرت کو پسند کیا اور حضرت کی خدمت میں رہیں [illegible] اور ایسا ہی حفصہ اور سب ازواج نے کیا چنانچہ تفاسیر شیعہ موجود ہیں، دیکھ لو تو ذرا ہوش کرو کہ رجوع اور بازگشت ان کی ثابت ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ آیتیں جب نازل ہوئی تھیں کہ جب حضرتؐ نے اس قصہ [illegible] کے بعد عزلت کی

اور بعد ایک ماہ کے تشریف گھر میں لائے۔ اور سب ازواج سے وعدہ جو آیاتِ تخییر میں حق تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (ترجمہ) اور اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ اور رسول اور آخرت کا تو اللہ تعالیٰ نے مہیا کیا ہے تمہاری نیکیوں کے لیے بڑا اجر۔"

اس وعدہ میں بسبب اختیار کرنے رسول اللہؐ کے داخل ہوگئیں کہ نہیں؟ ذرا آنکھ کھول قرآن پر کیا شیعہ کو عبور ہے جو کچھ معلوم کریں سُنے سنائے ڈھکوسلے پیش کر دینے آتے ہیں۔

واقعہ ایلاء و تخییر کے بعد خدا کا حکم کہ انہی ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو

اور جب حضرتؐ کو حکم ہوا اس واقعہ کے بعد کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ الخ (ترجمہ) "نہیں حلال تجھ کو اور عورتیں آئندہ کو اور نہ یہ بات کہ بدلے تو ان کو عوض اور عورتوں کے۔"

اور حضرتؐ نے بسبب اس حکم کے ان کو تا مدتِ عمر گھر میں اور نکاح میں رکھا، تو کہو کہ وجہ اس کی قبول رجوع ان کی تھی؟ یا معاذ اللہ خائنات اور مرتدات کو ہی رکھنے کا حکم ہوا تھا؟ آنکھ کھول کر قرآن دیکھا تو ہوتا۔

حاصل یہ کہ بعد اس واقعہ کے آیاتِ خیار نازل ہوئیں۔ اس میں یہ حکم تھا کہ جو رسولؐ اور آخرت کو اختیار کرے اس کو تو اجر بے شمار ملے گا اور جو دنیا کو اختیار کرے اس کو رخصت کر دو۔ اور پھر ازواج نے آخرت کو قبول کیا اور حضرت کو حکم عدم تبدیل کا ہوا تو رجوع ان کی عند اللہ معتبر و با اخلاص ثابت ہوگئی اور اجرِ آخرت میں داخل ہوئیں۔

آپ نے ازواج کو ساری عمر ساتھ رکھا، لہٰذا وہ طیبات تھیں

اور منکر اس رجوع کا کافر۔ اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے جو زوجہ کسی نبی کی مرتد ہوئی نکالی گئی۔ اور ازواج مطہرات حضرتؐ مسلمات طیبات تھیں، وہ ساری عمر نبیؐ کے ساتھ رہیں۔ اس میں اور اس میں جو فرق نہ جانے احمق ہے۔ اور خود سورۂ تحریم میں اوّل گناہ بتا کر ارشاد توبہ کیا اور پھر طرح طرح سے ڈرایا اور ارشاد کیا کہ کچھ زوجیتِ رسولؐ کے زعم میں مت آنا کہ زوجہ نوحؑ و لوطؑ خیانت سے باز نہ آئیں تو دنیا میں خدمتِ رسولؐ سے دور ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ اگر تم بھی

باز نہ آؤ گی تو دنیا میں بھی نکالی جاؤ گی رسولؐ کی خدمت سے اور آخرت میں مآل بد ہوگا، اور پھر ساتھ اس کے فرمایا:

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ

(ترجمہ) "جس دن رُسوا نہ کرے گا اللہ، رسول کو، اور اس کے ساتھ کے مومنوں کو"

تو بولو کہ جو زوجات حضرت کے ساتھ رہیں، اور خدمت سے نہ نکالی گئیں، بلکہ حکم ہوا کہ ان کو مت بدلو، تو بوجہ رجوع الی اللہ ہی ان کو یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ یا معاذ اللہ حق تعالیٰ نے بھی جھوٹ فرما دیا تھا، کہ اگر باز نہ آؤ گی نکالی جاؤ گی، کہ باوجود عدم رجوع نہ نکالا، بلکہ اسی آیت سے جس سے آپ اعتراض کرتے ہیں رجوع ثابت ہے، کیونکہ فرمایا کہ "اگر توبہ کرو تو قبول ہوگی توبہ تمہاری، پس البتہ مائل ہو گئے ہیں دل تمہارے، اور اگر چڑھائی کرو کی رسولؐ پر تو اللہ اس کا ناصر ہے" الخ اور توبہ کے مقابلے میں چڑھائی کا ذکر فرمایا، تو چڑھائی عدم توبہ ہے، پھر جب اللہ نے کوئی صدمہ ان کو نہ دیا بلکہ عدم تبدیل کی بشارت فرمادی، اور نہ جبرئیل اور مؤمنین کی طرف سے کچھ ان کو صدمہ آیا، تو رجوع صاف ظاہر ہے۔ قیاس استثنائی تو آپ نے ایسا غوجی میں بھی پڑھا ہوگا، کہ رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ نکلتا ہے کچھ توفکر کرو، بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کو بھی نہ بوجھا بھا، یوں ہی منہ سے جو چاہا بک دیا۔ کچھ تو شرماؤ قرآن شریف میں تو سب کچھ موجود ہے مگر فہم خداداد ہے؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

عتابِ خداوندی ہر جگہ محلِ طعن نہیں کیونکہ عتاب خود حضورؐ کو بھی ہوا

اور اگر محض عتابِ خداوندی پر اکڑ اکڑ کر طعن کرتے ہو ارتداد کا لفظ بکتے ہو تو دیکھو خود شروع سورہ تحریم میں یَاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ الخ جنابِ رسالتؐ پر عتاب ہے تو آپ کی شان میں بھی کچھ بکو، اور غور کرو کہ عفو ر و رحیم کا لفظ خود قرینہ ہے کہ حضرتؐ سے یہ تحریم حلال موجب نارضامندی الٰہی کا ہوا جس کو معاف فرماتے ہیں۔ اور حضرتؐ پر چند بار عتاب ہوا

ہے، مگر یہ عتاب بطور شفقت ہے، کہ اپنے مقبولوں کو تربیت فرماتے ہیں۔ ایسا ہی ازواجِ نبیؐ پر عتاب و تہدید اصلاح کے لیے ہے؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد   عیب نماید ہنرش در نظر

الحاصل رجوع ان کا قرآن سے ثابت ہوا، سائل ذرا آنکھ کھول کر دیکھے، اور حسب وعدہ اپنے تسلیم کرے اور مسلمان ہو وے، اور چونکہ عائشہ رضؓ محبوبہ رسول اللہ ہیں، ان کی ایذا بھی ایذائے رسول اللہ ہے۔

صراط پر اور قبر میں سوال عن الامام موضوعاتِ شیعہ ہیں

اور یہ روایات سائل کی عبور صراط پر سے موقوف اجازت حضرت امیر رضؓ پر ہے، اور قبر میں سوال امامت حضرت امیر رضؓ کا ہوگا روافض کی روایات ہیں، سدی صغیر رافضی کذاب تھا، اہل سنت پر ان روایات سے حجت لانا جہل ہے وان سلمنا، تو جب کہ اہل سنّت حُبِّ علی رضؓ کو عبادت جانتے ہیں اور ان کو امام پہچانتے ہیں (چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ نے خود روایت کیا ہے) تو ہم کو کیا اندیشہ ہے۔ ہم کو تو اس سے عین راحت ہے اور منکرِ علی رضؓ کو اور بُرا کہنے والے (ان کے) کو ہم بُرا جانتے ہیں۔ مگر روافض کو فکر چاہیے کہ محبت کے پردے میں کیسا کچھ حضرت امیر رضؓ کو بنا رکھا ہے۔

قتالِ صدیقہ رضؓ کو ایذا ابولہب پر قیاس کرنا حماقت ہے

اور اذیت ابولہب وغیرہ کفار کی (حضرت رسالتؐ کو) بوجہ کفر اور عداوتِ اسلام تھی، اور قتال حضرت عائشہ رضؓ کا بوجہ خطا ہوا کہ مقصود اصلی ان کا اصلاح بین المسلمین اور استیفاء قصاص تھا۔ کہ وہ بھی حکمِ اسلام ہے، تو اس کو اُس پر قیاس کرنا سخت کم فہمی ہے، خدا جانے کہ یہ سائل کچھ علم بھی رکھتا ہے یا نہیں:

اور ایسا ہی قتلِ ہابیل عمداً غیر مشروع بات پر ہوا، قابیل نے یہاں باوجودیکہ حکمِ خدا کو جان چکا تھا کہ اس عورت سے میرا نکاح نہیں ہوسکتا، مقتول مظلوم کو (بلا وجہ و بغیر شبہ) حسد کے سبب قتل کیا تھا، اور یہاں تم کو معلوم ہو گیا کہ محض اصلاحِ شرع مقصود تھی اور قتال شورانگیزی

مفسدین سے ہوا، اور وہ لوگ عالم خفایا نہیں تھے، جب شروع قتال اس طرف سے دیکھا جاتا کہ امیر کے حکم سے ہی ہوا ہے اور پھر بھی خطا ہم ان کی طرف سے رکھتے ہیں۔

حضرت صدیقہ رض کی خطا کے ذمہ دار بھی حضرت علی رض ہیں

ورنہ باوجود قرارداد صلح کے حضرت علی رض نے کہ عالم مایکون تھے کیوں تفتیش نہ کی؟ اور شریک قتال بے خبر مفسدین ہو گئے حالانکہ جانتے تھے کہ میرے لشکر میں اہل فساد بھی بھرے ہوئے ہیں چنانچہ نہج البلاغہ کے خطبوں سے خوبی بعض لشکریانِ جناب امیر رض معلوم ہو سکتی ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں، مشتے نمونہ باشد از خروارے :۔

قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ الْمَغْرُوْرُ وَاللّٰهِ مَنْ غَرَرْتُمُوْهُ وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَازَ بِالسَّهْمِ الْاَخْيَبِ وَمَنْ رُمِيَ بِكُمْ رُمِيَ بِاَفْوَقَ نَاصِلٍ اَصْبَحْتُ لَا اُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ وَلَا اَطْمَعُ فِيْ نَصْرِكُمْ وَمَا اُوْعِدُ كُمُ الْعَدُوَّ بِكُمْ۔

(ترجمہ) "دھوکا میں ڈالا گیا وہ ہے کہ واللہ جس کو تم نے فریب دیا، اور جس کو حاصل ہوئے تم حاصل ہوا اس کو ناقص حصہ، اور جو تیر مارا گیا تمہارے ساتھ مارا گیا بُرے تیر سے، صبح کی میں نے واللہ اس حال میں کہ تصدیق نہیں کرتا تمہارے قول کی اور نہیں طمع کرتا تمہاری نصرت میں اور نہیں ڈراتا میں ساتھ تمہارے دشمن کو"

سبحان اللہ حضرت امیر رض کو اب بعد تجربہ خود ان کا کذب ظاہر ہو گیا کہ آپ بھی ان کا عدم اعتبار قول بحلف فرماتے ہیں، تو اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو عالم مایکون تھے، کیوں ان کے قول پر خطا میں پڑے، تو حضرت علی رض بھی خاطی ہوتے ہیں، سو یہ سائل مجتہد کتنا بڑا عالم ہے کہ سبحان اللہ اس واقعہ کو اس پر قیاس کرتا ہے۔ جائے انصاف و تامل ہے۔

صرف ایک آیت کا منکر و مکذب بھی کافر ہے

اور سائل جیسا شیعہ بے ادب ہر چند کلمہ توحید زبان سے کہے لیکن مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایک آیۃ قرآن شریف کا کوئی کلمہ گو منکر یا مکذب ہو تو وہ کافر ہوتا ہے۔ کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مومن نہیں ہوتا

تم صدہا آیات کے مکذب اور عترت کے اقوال کے مخالف ہو، اور خود عترت کی طرف کیسے کیسے نقصان لگاتے ہو، خصوصاً حضرت کلثوم رض کہ معاذ اللہ اَوَّلُ فَرْجٍ غُصِبَ مِنَّا تمہارا مجتہد کہتا ہے۔ اور حضرت امیر رض کی شان میں کیا کیا واہیات اعتقاد کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اوپر کے جوابوں میں کچھ مذکور ہوا۔ پھر دعوائے محبت و تمسکِ ثقلین کس مُنہ سے کرتے ہو؟ کچھ شرم کرو۔ پس تم خارج از اسلام ہو۔ اور حضرت عائشہ رض ام المؤمنین ہیں نہ اُمّ الکافرین۔ تم کو ان سے کیا علاقہ۔ اذیت محبوبہ رسولِ خدا اذیت رسول اللہ ہے اور موذی رسول کا کافر، اور پھر بعد تسلیم عاق پر لعنت ہے اور عاق اپنی مادر کا جنت میں نہیں جاتا۔ ام المؤمنین اکمل المقربین، محبوبۂ رسولِ امی کا عاق قطعاً جہنمی ہے۔ ایسے شریروں کی تکفیر و تفسیق ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت ابراہیم اپنے والد سے گستاخ نہ ہوئے باوجودیکہ وہ کافر تھا

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی اپنے باپ کافر سے کوئی کلام گستاخی کا نہیں کیا۔ جب اُن کے باپ نے کہا کہ اگر تو باز نہ آوے گا تو تجھ کو سنگسار کر دوں گا، اور تو مُجھ سے الگ ہو جا۔ تو آپ نے فرمایا سلام علیک، میں تمہارے واسطے استغفار کروں گا اللہ سے، یہ سورہ مریم میں موجود ہے، دیکھو اور پھر بعد ہجرت کے آپ نے دعا کی۔ جب حکم ہوا کہ وہ کافر ہے اس کے واسطے دعا مت کرو۔ آپ اس سے بیزار ہو گئے۔ سو یہ سورۂ توبہ میں موجود ہے۔ اب آپ سیرت حضرت ابراہیم کو دیکھو کہ باوجود کفر پدر کے ملائم کلامی اور استغفار کرتے رہے اور ان کے تشدد پر بھی سلام ہی کہا۔

حضرت عائشہ باوجودیکہ محبوبہ رسول ام المؤمنین ہیں شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں

اور اپنی شرارت کو دیکھو کہ باوجودیکہ عائشہ رض محبوبہ رسول اللہ ہیں، اور ام المؤمنین اور ایمان کامل رکھتی ہیں، تم ان کو لعن کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، اور پھر اپنے آپ کو متبع ابراہیم بتاتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا کیا علاج۔ باقی سائل کی ہر لیات پھکڑ ہے۔ عاقل خود جان لے گا کہ کیسا واہیات اس کا کلام بے معنی ہے۔ ان الفاظ بیہودہ کا جواب

ضرور نہیں اور ویسا ہی زہر دلانے والا حضرت حسنؓ کا ناحق عمداً قاتل وہالک ہوا ہے، فاسق ہے خلافِ محارب کے کہ وہ خطا سے واقع ہوا اور بلکہ حسب اصولِ شیعہ حضرت امیرؓ سے سخت خطا ہوئی کہ قتالِ عائشہ میں کذاب کے قول پر باوجود یکہ ان کو کذاب جانتے تھے عمل کیا بخلاف مقابلین کے کہ وہ عالم ما یکون نہیں تھے، اس کو اور اُس کو برابر جاننے والا محض احمق جاہل ہے حیف کہ دعوائے علم اور سرو بُن کی تمیز نہیں۔

اور ہم کہتے ہیں کہ وہ تینوں فرقے ناجی تھے، کیونکہ عقائد و اصول و ایمان میں سب متفق تھے۔ نزاع فقط ایک بات میں ہے کہ وہ رکنِ دین نہیں، مگر جس سے خطا ہوئی وہ معافی ہے، اور جس نے دیدہ ودانستہ کیا وہ گنہگار ہے بعد توبہ کے معاف ہوا اور شیعہ محض براہِ عناد مخالفت ثقلین کے ہیں مخالف قرآن شریف کا جو ہوا وہ مردود ہے۔

اور نصوص تمھاری موضوع خلاف الثقلین واجب الترک ہیں، سب کا بیان سابق مشرح ہو چکا تکرار کی ضرورت نہیں۔ اب اگر کچھ بھی بوئے ایمان ہے تو اس کو بوجھو اور اپنے خبثِ عقائد سے باز آؤ۔ اور ہم کو بشارت اپنی توبہ اور ایمان کی دو۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ

سُوال ہشتم

پوچھو اپنے علما[1] سے کہ حسنین علیہما السّلام نے دعوائے خلافت کیا کچھ چھپا نہیں، مگر جناب امام حسنؓ نے ناصر ومددگار نہ پائے اور غلبہ اہلِ باطل کا دیکھا، بعد چھ مہینے کے مثل اپنے پدر بزرگوار کے صلح کی، اور جناب امام حسینؓ نے ناصر پائے شہید ہوئے جو انھیں سچا جانتا ہے وہ بتائے کہ یہ کون سے خلیفہ تھے کہ اکثر اہل سنت کی بنا رِدین چار خلافتوں پر ہے اب انھیں کون سا خلیفہ جانتے ہو؟ دیکھو سرِ شہادتین امام حسین علیہ السّلام ایک یہ بھی ہے کہ اگر اعتقاد خلفاء اجماعی کا آپ رکھتے ہوتے بعد چار کے حضرت کیوں دعوائے خلافت کرتے، پس شہادت جناب حسین علیہ السّلام نے حق کو مثل آفتاب کے روشن کر دیا کس لیے کہ جس طرح ان خلافتوں کی دلیل اجماعی وغیرہ ہوئی اسی طرح اگلوں کی تھی۔ اور عترتِ پیغمبرؐ جیسے ان کے منکر ویسے ان کے۔ جیسے ان کے ظلم عترتِ رسولؐ پر ہوئے، اس سے زیادہ ان کے جور وستم، کہ یزید تو دُور تھا اور وُہ نزدیک۔ یزید نے وہ مراتب عترت کے کاہے کو دیکھے اور سُنے تھے جو انھوں نے پیغمبر سے دیکھے سُنے، پس حقِ عترت آفتابِ تاباں ہے، تم خفاش یسرت اگر نہ دیکھو چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابؔ سؤال ہشتم

امام حسن رضؓ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی ورنہ آپ کے لاکھوں جاں نثار تھے

اللہ اکبر، یہ سائل کتنا بدحواس ہے کہ ایسی مشہور بات کو کہ زبان زبان زدخاص وعام ہے کس طرح اُلٹا بیان کرتا ہے؟ اے شیعو! ذرا اپنے اس مجتہد قمقام کی تحقیق سنو! کہ حضرت حسن رضؓ کے ساتھ قریب ایک لاکھ آدمیوں نے جان دینے پر بیعت کی تھی، اور سب جان فدا کرنے پر مستعد تھے۔ حضرت حسن رضؓ نے محض محافظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی، نہ عجز وضعف سے، چنانچہ حضرت حسن رضؓ کا خطبہ موجود ہے کہ فرمایا:۔

اِنَّ مُعَاوِیَةَ قَدْ نَازَعَنِیْ حَقًّالِیْ دُوْنَهٗ فَنَظَرْتُ الصَّلَاحَ لِلْاُمَّةِ وَقَطْعَ الْفِتْنَةِ وَقَدْ کُنْتُمْ بَایَعْتُمُوْنِیْ عَلٰی اَنْ تُسَالِمُوْا مَنْ سَالَمَنِیْ وَتُحَارِبُوْا مَنْ حَارَبَنِیْ وَرَأَیْتُ اَنَّ حَقْنَ دِمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ سَفْکِهَا وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِکَ اِلَّا صَلَاحُکُمْ

"(ترجمہ) تحقیق معاویہ رضؓ نے بیشک جھگڑا کیا مجھ سے میرے حق میں، نہ اس کے حق میں سو دیکھی میں نے مستحسن اصلاح اس کام میں اور قطع کرنا فتنہ کو اور البتہ بیعت کی تھی تم نے مجھ سے اس بات پر کہ صلح کرو تم میرے مصالح سے اور حرب کرو محارب میرے سے، اور جانا میں نے کہ حفاظت خون مسلمین کی بہتر ہے خون ریزی سے اور نہیں ارادہ میرا اس صلح سے مگر بھلائی تمھاری۔"

ل از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

اور حضرت حسین رضؓ کا قول کتبِ شیعہ میں موجود ہے کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو میرے نزدیک اس صلح سے (کہ بھائی میرے حسن نے کی) بہتر تھا اور ظاہر ہے کہ یہ غیرت باوجود قدرت وتوقعِ غلبہ کے آتی ہے، ورنہ بیچارگی میں کیا غیرت کی بات ہے۔

سو آپ کے یہ مجتہد، اے شیعو! حضرت حسن رضؓ کو تو بے ناصر ومددگار قرار دیتے ہیں، اور مجبورانہ صلح کرنے والے (خلاف اپنی کتب کی روایات کے) ٹھہراتے ہیں۔

امام حسین رضؓ نے ناصر ومددگار نہ پائے (برعکس قولِ شیعہ کے)

اور حضرت حسین رضؓ جو محض غدارانِ کوفہ کے بھروسے گھر سے نکلے اور راہ میں محصور ہوئے، کہ سوائے چند نفر اہلِ بیت رضؓ کے کوئی ناصر ورفیق نہ تھا، ہر چہار طرف فوجِ اعدا تھی، فقط اتنا ہی چاہتے تھے کہ بیعت کرلو اور چاہے جہاں رہو، اور جو چاہو کرو، اتنی بات کو قبول نہ کیا اور کس بیکسی میں شجاعانہ شہید ہوئے۔ ہر شخص مرثیہ خواں عامی جانتا ہے ان کو آپ کے مجتہد العصر فرماتے ہیں کہ ناصر ومددگار رکھتے اور شہید ہوئے کیسا آفتاب کو خاک سے چھپاتے ہیں، کیا قیامت دروغ ہے۔ ہر چند سب آپ کے اقوال ایسے ہی ہیں مگر یہ قول ہر عامی بازاری بھی جان سکتا ہے کہ غلط ہے اور دیگر ان امور کے کذب کو واقف کار پہچانتے ہیں۔

امیر معاویہ رضؓ کی خلافت امام حسن رضؓ کے نزدیک جائز تھی!

اور یہاں سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خلافتِ معاویہ رضؓ کو حضرت حسن رضؓ نے بنظرِ اصلاح جائز رکھا۔ اگرچہ خلافتِ معاویہ رضؓ خلافتِ نبوت نہ تھی مگر خلافتِ ملوکانہ تھی۔

حضرت علی رضؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے امیر ضروری ہے خواہ بُرا ہو یا اچھا

اور نہج البلاغہ میں حضرت امیر رضؓ سے منقول ہے کہ فرمایا حضرت امیر رضؓ نے کہ:۔ لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِیْرٍ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ (ترجمہ) "ضروری ہے آدمیوں کے لیے کوئی امیر نیک ہو یا گنہگار۔"

الحمد للہ کہ اس قولِ حضرت امیر رضؓ سے اور فعلِ حضرت حسن رضؓ سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہیں، اور گنہگار بھی خلیفہ اور امیر ہوتا ہے، اگرچہ خلافتِ نبوت نہ ہو مگر خلافت ہے

اور یہی مذہب اہلِ سنت کا ہے۔

امام حسن کی خلافت خلافتِ نبوّت تھی اور اہلِ سنّت کے نزدیک چار ہی خلیفۂ حق ہوئے اور بنائے دین ان پر محض آپ کا طوفان ہے۔ اہلِ سنّت تو چار یہ اور پانچویں حضرت حسن رضؓ (چھ مہینہ کو) پانچوں کو خلیفہ بسیرتِ نبوت جانتے ہیں اور حضرت حسنؓ سے امام مہدی تک سب کو خلافتِ ظاہرہ کا خواہ مخواہ اعتقاد نہیں کرتے، امام باطن سمجھتے ہیں، اور ان کے دَور میں جو خلفاء رہے وہ ملوک تھے، ان کو ہم کب امام نبوت کہتے ہیں البتہ اکثر ان میں جابر تھے اور بعض عادل بھی تھے۔

انعقادِ خلافت کے لیے بیعتِ خواص لازم ہے مگر تم شیعو! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، کہ امام کس واسطے ہوتا ہے آیا گھر میں چھپ کر گمنام ہو جانے کے واسطے، یا انتظامِ ملک، مال و رعایا و دادِ مظلوم و قمعِ کفر و جہاد کے واسطے؛ یوں محض اپنے خیال میں یہ پکا کر کہ میں شاہِ عالم ہوں۔ اور سب ملک و مال و رعایا میری ہی ہے حالانکہ گھر تک کا مالک نہ ہو اور جان تک پر امن نہ رکھتا ہو ہر کوئی امام بن بیٹھا کرے۔ اور شیعہ اس کو امام و بادشاہ قرار دے کر تسلیم کر لیا کریں، پھر بارہ میں کیا حصر کر نا ضرور رہے؛ ذرا عقل کی بات کہو۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک سید مجنون اپنے کو ہندوستان کا بادشاہ سمجھ رہے ہیں سبحان اللہ! اپنے منہ میاں مٹھو۔ تو یہ تو تھوں آپ کے تو اد بت کا امام بنا تا ہوا۔ ایسا تو ہر ایک امام ہے کچھ کسی کی خصوصیت نہیں۔

تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی، مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا اور ہم کہہ چکے ہیں کہ لیاقت امامت تو حضرتِ امیر میں بھی ان سب حضرات میں کامل تھی، مگر ظاہر میں وقوع نہیں ہوا۔ اگر استعداد کا نام امامت ہے تو اپنی اصطلاح کے مختار ہو پھر اہلِ سنت سے کیوں الجھتے ہو؛ ورنہ شرم کی بات ہے کہ ایسی بات کہو کہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہو۔ اور حضرت حسینؓ دعویٰ کرنے سے کوئی سے خلیفہ بھی نہیں ہوئے۔ اگر آپ کے دعوے بیعت ہو جاتی تو سب جھگڑا تھا ورنہ ہے یہ قیمت کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ کہ ان کے دعوے سے حصر پانچ خلفاء خلافتِ نبوت کا باطل ہو گیا تھا، یہ جہالت ہے اگر عقل ہو تو ظاہر بات ہے دعویٰ کرنے سے خلیفہ تو نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ خلیفہ ہو جاتے بالفرض تو حسن

کو گن چھٹا لیتے۔ مگر نہ ہوئے تو اب کیا گن لیں۔

اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ ظاہری ہوئے تو اب وہ خلیفہ سادس ہمارے نزدیک ہو جاویں گے۔ سو اس میں کچھ ہم پر الزام نہیں ہو سکتا۔ ذرا عقل درکار ہے اور پہلے پانچ خلفاء باجماعِ اہلِ حق امامِ حق تھے۔ اور اجماعی ہونا ان کا ثابت ہو چکا۔ اوپر کے جوابوں میں دیکھو۔

یزید کی امارت اجماعی نہ تھی خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماعِ اہلِ حق ہوا تھا وہ تو متغلب بزور ہو گیا تھا اور اجماعِ عوام کچھ معتبر نہیں اس کو اس پر قیاس کرنا کمال بلادت ہے۔ اس اجماع کو حضرتِ امیرؓ نے جائز رکھا اس کو حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے رد کیا۔ کجا زمین کجا آسمان، ہوش درکار ہے حیف صد حیف آپ کو کیا کہا جاوے۔ ایسی حجت تو کسی شیعہ سے آج تک نہیں بن آئی تھی۔ یہ آپ کا ہی علم ہے کہ حضرت حسینؓ نے اپنے وقت کے جابر و متغلب کو جو نہ مان کر دعویٰ استحقاقِ خلافت کیا تو پہلی خلافتیں جو باجماع حضرت امیرؓ و حسنؓ وغیرہم ممدوحین ثقلین ہوئی تھیں وہ سب باطل ہو گئیں حتیٰ کہ خلافتِ حضرت امیرؓ و حسنؓ بھی۔ کیونکہ وہ بھی اجماعی ہی تھیں۔ سبحان اللہ ذکرِ سرِّ شہادت حسینؓ نے آپ کے علم و فہم و نکتہ رسی کو خوب ظاہر کر دیا۔ اور باقی ظلم کی نسبت کرنا خلفائے ثلثہ کی طرف یہ سفاہت قدیمہ ہے اس کا جواب وافی اوپر کے جوابوں میں آ چکا۔ مگر حضرت حسنؓ باوجود استطاعت حضرت معاویہؓ کو اپنا حق دے بیٹھے، تو البتہ ان کی جناب میں تو کچھ بہت ہی تم گستاخی کر دگے کہ انہوں نے بڑا سخت ظلم کیا ہے۔ معاذ اللہ اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہو گیا، اگر کوئی باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

واللہ الہادی

سؤالِ نہم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ کلمہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور بعد حکم اِنِّی تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ کے کلمہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ میں کیا فرق ہے؟ اور کلمہ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ اور وَاِنَّهٗ لَيَهْجُرُ میں کیا تفاوت ہے؟ باوجودیکہ جس پیغمبر کی تمثال میں مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ہو۔

یعنی ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان لائے ہم ساتھ بعض احکام اور منکر ہوئے بعض سے اور پیغمبر نے کہا کہ طاعت کرو میری عترت کی اور قرآن کی۔ کسی نے کہا ہمیں کافی ہے کتابِ خدا۔ ایک گروہ نے کہا انھیں ہذیان ہے اور ایک گروہ نے حضرت کو مجنون کہا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا پیغمبر بات نہیں کہتا بغیر وحی کے۔ پس ان گروہوں کے کفر و ایمان کو بتاؤ کہ اول کے قائل اگر کافر ہیں تو دوسرے کے مومن کیوں کر ہیں، اور ثانی مومن رہے تو اول کیوں کافر ہوئے؟

[1] از حضرت شیعہ (ناشر)

جوابِ سؤالِ نہم[1]

چند آیات اور احادیث کے معانی

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کے معنی یہ ہیں کہ بعض کو مانے اور بعض کو نہ مانے۔ مثلاً جیسا آیات مدح مہاجرین و انصار کو، اور آیہ ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کو، اور آیہ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا کو، اور آیات حرمتِ تقیہ وغیرہا آیات کو نہ مانے کسی کو الحاقی کہہ دے، کسی میں تحریفِ معنوی کر دے، کسی کو تحریفِ لفظی بتا دے جیسا کہ آیہ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ میں اُمَّۃ کی جگہ اَئِمَّۃ کا لفظ بتا دے وعلیٰ ہذا۔ اور معنی حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کے مطابق آیہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ کے ہیں کہ جب اکمالِ دین کا قرآن شریف سے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کچھ کسی دوسری شے کی حاجت باقی نہیں رہی، تو کتاب اللہ بس ہوگئی۔

حسبنا کتاب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں

اور حدیث اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَيْتِیْ اور دوسری روایت میں فرمایا وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یہ قول اس حدیث کے بھی من کل الوجوہ موافق و مطابق ہے کیونکہ دونوں ثقلین باہم مطابق ہیں نہ مخالف اور قرآن اعظم ہے عترت سے اور دونوں کا افتراق بھی غیر ممکن بسبب ارشاد حضرت رسالتؐ کے، سو متمسک باعظم الثقلین بھی (متمسک بالثقلین (ناشر)) بالضرور ہوا۔ لہٰذا

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

حسبنا کتاب اللہ کے معنی بعینہٖ تمسکنا بالثقلین ہوئے تو لبس حسبنا کتاب اللہ قول اہل ایمان واذعان کا ٹھہرا۔ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ طریقہ اہل بطلان وخذلان کا نکلا اور دونوں میں فرق کالشمس فی نصف النہار معلوم ہوگیا۔

اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ کفار کا قول تھا یا عملاً شیعہ کا ہے

اور علی ہذا القیاس اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ کفار کہتے تھے، کہ قول حضرتؐ کا قابلِ اعتبار نہیں، اپنے جی چاہتا کرو۔ سو جبکہ تو م نسخ جمیعِ احکام کا ائمہ سے بعد وفات رسولؐ اللہ کے جائز رکھتی ہے تو باوجود استقرار امر و نہی کے کہ بامر خداوندی ہوا پھر بدلنا ان کے نزدیک معاذ اللہ کم فہمی رسولؐ اللہ اور بے عقلی حضرت رسالتؐ کا باعث ہوگا اور سب آیاتِ مدح اصحابؓ ازواجؓ وغیرہا کا نہ ماننا بعینہٖ مثل کفار مکہ مجنون جاننا رسولؐ کا ہے کہ ان کا مقصود بھی مجنون کہنے سے حکم کا نہ ماننا تھا اور خود شیخین کو وزیر مشیر بنانا، اور غار میں ساتھ لینا باوصف اس کفر و دشمنی کے کہ بزعمِ شیعہ ہے، اور ان کی بیٹیوں کو گھر میں رکھنا، حالانکہ وہ بھی دشمنِ جان کا فرد تھیں بزعم شیعہ ناہنجار یہ عین بے عقلی ہے۔ معاذ اللہ سو یہ لفظ شیعہ پر البتہ خوب مطابق ہوتا ہے۔

ہذیان کا بہتان

اور لفظ لَيَهْجُرُ جو آپ نقل کرتے ہیں اس میں خوب دادِ تحریف دیتے ہو اہلسنت کی کسی کتاب میں اور کسی روایت میں کہیں یہ لفظ نہیں۔ اس کو ثابت کرو۔ البتہ اَهَجَرَ بہمزۂ استفہام انکار ہے یا هَجَرَ بحذف ہمزۂ استفہام، اور معنی یہ کہ آپ کچھ بہکتے نہیں، خود آپ ہی سے استفسار کر لو، کیوں تکرار کرتے ہو؛ بہرحال لفظ یہجر لفظ عین ایمان ہے کہ حضرت رسالتؐ پر ہذیان نہیں ہو سکتا۔ اب ان دونوں لفظوں میں فرق بیّن معلوم ہو گیا ع

[illegible] شناس نہ دیہ اخلاط نجاست

مگر حیف کہ رسول اللہ کو بستر [illegible] تاکید ہوئی بزعم شیعہ کہ [illegible] بنادو اور خلیفہ کردو، اور آپ کو ہمیشہ اس کا دھیان رہا، نقد ایک عمرؓ کے کہنے سے حضرت اس حکم کو کہ راسِ ایمان و دین تھا، اور بزعم آپ کے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ بھی اسی بات

میں نازل ہو چکا تھا، سرانجام نہ کر سکے۔ اور مرتے دم بھی اس قدر خوف واندیشۂ عمرؓ رہا کہ اظہارِ حق نہ کر سکے۔ حالانکہ مرتے دم کیا کسی کی پروا تو معاذ اللہ حضرتؐ بھی اس امر کے عدمِ انفاذ سے عاصی ہی گئے۔ بولو یہ عقیدہ تکذیب خدا تعالےٰ اور رسول اللہ اور کفر بالقرآن اور مخالفِ عترت ہے یا نہیں؟ ارے ظالمو! ذرا تو سوچ سمجھ کر پشیمان ہو

ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

وَاللّٰہُ الْهَادِیْ

سوال[1] دہم

پوچھو اپنے علماء سے کہ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَۃَ نُوْحٍ وَّامْرَاَۃَ لُوْطٍ الخ حاصل یہ ہے کہ بیان کرتا ہے اللہ مثال واسطے کافروں کے تا غور کریں کہ زنِ نوحؑ و لوطؑ بسبب خیانت کے جہنم میں داخل ہوئیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں کافر مخاطب اور مرادِ خداوند تعالیٰ ہیں، اور یہ کن پر عتاب ہے؟ اگر اور امت کے کافر مراد ہیں تو کلام لغو اور عبث ہو جاتا ہے، اور یہ محال ہے۔ پس شیعہ کے نزدیک تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے کشتی نجات کو چھوڑا کہ حضرت فرما چکے تھے کہ مثال میری اہل بیت کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے جو ان سے پھر گیا، وہ ناری ہے۔ سوچو تو اس سے کس چیز کی آگاہی منظور تھی کہ اس سے پھر کے بیٹا اور بی بی کوئی نہ بچے۔ اسی طرح اس کشتی سے پھر کر کوئی نہ بچے گا۔ کس لیے کہ عترت کی اطاعت قرآن کے ساتھ برابر مقرر کی ہے۔ پس جنھوں نے عترت کو چھوڑا اور جنھوں نے ان کی اور ان کے ظالموں اور لڑنے والوں کی محبت میں تا ویلیں کیں اور بارہ خلیفہ مقرر کیے ہوئے آنحضرت کے چھوڑ کے ہوائے نفس سے چار خلیفہ قبول کیے اور خیانت عائشہؓ و حفصہؓ نے بھی ظاہر کر دیا اور حق سے ان کے دل پھر جانا بتا دیا اور پھر وہ لڑیں بھی اور مرید ان کے پھر انھیں صدیق اور صدیقہ کہہ جاتے ہیں ... عترت کے بعد پیغمبرؐ کی تکذیب ہوتی ہے پس جس کو اس کے سوا اور کچھ معلوم ہو وہ اگر ہمیں بتا دے نہایت احسان ہوگا۔ واللہ یحب المحسنین۔ فقط۔

*** ***********

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب[1] سوال دہم

اہل بیتؓ و ازواج مطہراتؓ پر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا

اس کا جواب سوال ہفتم کے جواب میں مذکور ہو لیا، یہاں پھر مختصر لکھنا پڑا۔ پنبۂ غفلت گوشِ ہوش سے نکال کر سنو، کہ مخاطب اس حکم کے مؤمنین ہیں، خاصۂ خاص مؤمنین، اخص الخصوص اہلِ عترت، اہل بیت و ازواج و اہلِ قرابت رسولِ امینؐ ہیں۔

خلاصۂ حکم یہ ہے کہ ہرگز کبھی کوئی بزعم اعتماد و ایمان یا تقرب یا قرابت و زوجیت رسولؐ کی نافرمانی نہ کرے، یا گناہ پر مصر نہ ہو، کہ عاصی کو کچھ ان وسائل میں سے عذابِ خداوندی سے نہیں بچا سکتا۔ زوجۂ نوحؑ و لوطؑ کا حال دیکھو کہ ان کو کچھ زوجیت نے نفع نہ دیا، جب گناہ کر کے توبہ نہ کی، اور مُصر رہیں تو دنیا میں نبی کی خدمت سے جدا ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ ایسا ہی اگر کوئی کرے گا تو وہی سزا ہوگی۔

اور بعد اس عتاب کے آیاتِ تخییر میں فہمائش کی، جو رسولؐ کو پسند کرے گی اس کو بڑے اجر ہیں اور پھر حکم ہوا کہ اے رسول ان کو مت بدلو۔ اور حضرتؐ نے ساری عمر ان کو خدمت میں رکھا تو لاریب اجرِ عظیم ان کو آخرت میں حاصل، اور معیت رسول اللہؐ دنیا و آخرت میں ان کو شامل ہوئی۔ اور وعدہ یوم لایخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ کا تاج ان کو ملا۔ اور

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

دشمنانِ اہل بیت کو خسران وعذاب نصیب ہوا۔ اور اس تہدید وعتاب سے کچھ حرج اور نقصان شانِ اہل بیت میں نہیں ہوا۔

بندگانِ خاص کی معمولی زلّت پر فوری تنبیہ ہوتی ہے اور اہلِ اہوا کو ڈھیل دی جاتی ہے

اوّل تو سب بندے اس کے ہیں جو چاہے فرما دے عین سعادت اہلِ سعادت ہے، دوسرے یہ کہ تہدید بطور شفقتِ خداوندی اور تربیت بندگانِ خاص کے ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت جا قرآن شریف میں ایسے عتاب عنایت آمیز سے یاد و ارشاد فرمایا ہے عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ الخ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا وَّ اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور خود شروع سورۂ تحریم يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ سو اب شیعہ حضرت رسالتؐ کی جناب میں بھی کچھ واہیات بول کر اپنے دین و ایمان کو برباد کریں۔ معاذ اللہ

الغرض اہلِ سنت کے نزدیک ایسے خطاب عتاب کے لائق وہ ہیں کہ تقربِ الٰہی رکھتے ہیں، کہ اگر کچھ بھی خلافِ رضا ان سے سرزد ہوتا ہے معًا تنبیہ و تادیب فرماتے ہیں اور جو لوگ مثل شیعہ اپنے ہوا و مشغوف نفسانیہ ہیں اور مختوم بختم خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ہیں ان کے لیے وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ" کا ارشاد ہے۔

اہلِ شیعہ متخلفین عن الثقلین ہیں اور اس کے شواہد

اب جو سائل اپنے آپ کو متمسک سفینۂ نجات اور اہلِ سنت کو متخلف عن سفینۃ العترۃ والآل قرار دیتا ہے تو اس کے جواب میں عبارت قبقاب لآل الکذاب کی بحذف و تغیر بعض الفاظ و عبارت تبرکًا نقل کرتا ہوں، اور اس پر جواب کا اختتام کرتا ہوں سو اگرچہ الفاظ تند لکھنے کا قصد نہ تھا، مگر آپ کی کج ادائی اور ہرزہ درائی و بدلگامی باعث اس کی ہوئی۔

قال سلمہ ربہ" بارک اللہ کیا جرأت اور بیباکی اور وقاحت اور چالاکی ہے کہ متمسکین

سفینۂ عترت و آل کو متخلفین اور متخلفین سفینۂ عترت و آل کو متمسکین بتلاتے ہیں عترت و آل کا آیا یہی تمسک ہے کہ علم بنایئے، تعزیئے بنایئے۔ حالانکہ مَنْ لَا يَحْضُرُهُ میں ہے کہ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ اَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ مَنْ مَثَّلَ مِثَالًا اَنَّهٗ مَنْ اَبْدَعَ بِدْعَةً وَدَعَا اِلَيْهَا وَوَضَعَ دِيْنًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَقَوْلِيْ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلُ الْاَئِمَّةِ۔ یعنی جس نے کہ قبر کی نقل کی، یا کوئی تمثال بنائی، یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک نیا دین ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ائمہ کا۔

آیا یہی تمسک ہے کہ دُلدُل سدھایئے، تابوت پھرایئے، حالانکہ مختار کا یہ فعل نامختار ہے کہ طفیل بن جعدہ گندھی کی دکان سے کرسی اٹھا لایا، اس کو تابوت السکینہ نام کر کر پھروایا، آیا یہی تمسک ہے کہ بھس اڑایئے اور چھتیوں میں نوحے گایئے؛ حالانکہ کلینی میں امام سجاد سے مروی ہے کہ:

اِنَّمَا تَحْتَاجُ الْمَرْاَةُ اِلَى النَّوْحِ حَتّٰى يَسِيْلَ دَمْعُهَا وَلَا يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَقُوْلَ هُجْرًا (ترجمہ) "عورتوں کو نوحہ میں اتنا ہی چاہیے کہ آنسو بہہ نکلے، اور بیہودہ بکنا نہ چاہیے۔"

آیا یہی تمسک ہے کہ ڈھول بجایئے، مرثیہ کے پردے میں حضرت شہر بانوؓ کا زنڈاپا گایئے؛ حالانکہ یہ فعل باتفاق حرام ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ لوگوں کو ناحق رلایئے؛ کتاب حسینہ کی اوٹ میں جناب نرگس کا سہاگ پوڑہ دکھایئے؛ حالانکہ یہ ہذیان بستہ شیطان ہیں۔ آیا یہی تمسک ہے کہ شریعت کی مخالفت کیجئے؛ بتجویز مجلسی وغیرہ، سلاطین کے آگے سر سجدہ میں دیجئے؛ حالانکہ بنصِ قرآن ممنوع ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ۔ والا جناب سید ابرار اور ائمہ اطہار اس سجدہ کے زیادہ تر سزاوار تھے، نہ شاہ عباس اور طہماسپ خناس۔

آیا یہی تمسک ہے کہ جناب مرتضوی کو خائف وجبان اور آپ کی اولاد کو کذاب ومغضوب اخوان ٹھہرایئے؛ حالانکہ یہ شجاعت کے منافی ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ تقلید مجوس بے ننگ وناموس اعیاد ثلثہ سوی العیدین احداث کیجیے؛ حالانکہ خم غدیر میں کب جناب امیرؓ کو حضرتؐ نے خلیفہ کیا؟ کہ جس پر عید غدیر مقرر ہوئی اور عید شجاع گھروں (گبروں) کا فعل ہے کہ شہادتِ فاروقی سن کر خوشی میں آئے؟ احمد بن اسحاق شیعی نے اسلام میں اس کو رواج دیا۔ مصائب النواصب میں لکھا ہے کہ علماء نے اس عید کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اخلاف نے پیش خود بسبیل خلاف تجویز کیا، اور عید نوروز (سلاطین ایرانیہ) گبری، سیرت مجوسی فطرت نے بطور عید اس دن جشن کیا، ان کی یادگار شیعہ اشرار نے اسلام میں داخل کی اور حیلہ کیا کہ آج کے دن جناب مرتضویؓ سریرآرائے خلافتِ مصطفویؐ ہوئے اِنَّھُمْ اَلْفَوْا اٰبَآئَھُمْ ضَآلِّیْنَ فَھُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ یُھْرَعُوْنَ۔

تمسک اور تخلف ایک علمی بحث غرض یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے، بالجملہ ہر گاہ ملا زمان نے اس مقام میں تمسک اور تخلف کا ذکر کیا، ضرور ہے کہ متمسکین و متخلفین کا کچھ نشان دیا جاوے، پس اصحابِ دین اور اربابِ اعتماد پر مخفی نہیں کہ تخلف خلافِ تمسک ہے، اور احادیث ماموره تمسک کہ نجات وفلاح کی نسبت وارد ہیں، از انجملہ ایک حدیث ثقلین ہے کہ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ۔ یعنی بخطاب امت حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ "میں تم میں دو چیزیں گراں بار چھوڑ جاتا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ان دونوں میں بزرگ تر ہے دوسرے سے، قرآن خدا اور میرے اقرباء"

دوسری حدیث نجوم اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ "میرے اصحاب کا حال ستاروں کی طرح ہے ان میں جن کی اقتدا کروگے راہ پاؤ گے"

تیسری حدیث سفینہ کی مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ (ترجمہ) "میرے گھر والوں کا حال کشتی نوحؑ کا سا ہے کہ جو اس کشتی میں سوار ہوا نجات پائی، اور جس نے اس سے پیٹھ پھیری غرق ہوا۔

ایک نکتہ ملا یعقوب ملتانی افادہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں جو صحابہ کو نجوم اور اہل بیت کو سفینہ ارشاد فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت کو صحابہ سے سیکھنا چاہیے، اور طریقت اہل بیت سے۔ اس واسطے کہ خوض دریائے حقیقت اور معرفت میں بدون محافظتِ شریعت اور طریقت کے محال ہے۔ جیسا سفر دریا بدون رکوب سفن اور اہتداء بہ نجوم متعذر ہے۔ پس وصول الی المطلوب جیسا تنہا بدون مراعاتِ نجوم غیر متصور ہے ویسا ہی بغیر مراعات رکوب سفن بے اثر۔

شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے بیان اول کا یہ ہے کہ خلاف محققین قوم تبا سی بعض متعصبین مستوجب اللوم اکثر شیعہ زمان جیسا آپ اور آپ کے بھائی باپ قرآن موجود کو صحت اور کمال سے معرّا اور تحریف یسیر اور فی الجملہ تغیّر و تبدّل سے محشیٰ سمجھتے ہیں، چنانچہ بارقہ ضیغمیہ میں فرماتے ہیں:۔

"گرچوں نظم قرآنی نظم عثمانی ست، بر شیعیان احتجاج باں نشاید، دنی موضع آخر منہا۔ علاوہ آنکہ چوں نظم قرآنی خلیفہ ثالث اند احتجاج براں بر شیعیان درست نمی تواند شد۔" انتہیٰ بعبارۃ المفضیۃ الیٰ جسارتہ۔

شیعہ اور حضرت عباسؓ اور بیان ثانی کا یہ ہے کہ اثنا عشریہ بالخصوص حضرت عباسؓ اور ابن عباسؓ کو، کہ جنابِ رسالتؐ کے چچا اور چچا زاد بھائی ہیں بد کہتے، بد کہتے ہیں اس سبب سے کہ حضرت فاروق اور حضرت کلثوم کی تزویج میں واسطہ ہوئے تھے۔ حالانکہ شوستری کی مجالس وغیرہ میں موجود ہے کہ حضرت خیر الناسؐ جنابِ عباسؓ کی عظمت بجا لاتے تھے اور ان کے حق میں صِنْوُ اَبِیْ فرماتے تھے۔

اسی طرح زبیر بن العوام رض کو کہ مادرِ اقدس ان کی صفیہ رض عمہ مکرمہ جناب مصطفوی اور تفویض ہے ہیں جنگِ جمل میں شرکت کے سبب دشمن بتاتے ہیں حالانکہ کشف الغمہ میں مکشوف ہے کہ جب اس جنگ میں ابن جرموز لعین نے آپ کو شربتِ شہادت پلایا، حضرت امیر رض کو مژدہ سنایا کہ میں نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے لگایا، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہے کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہے، غصہ میں آیا اپنے تئیں آپ خنجر سے دار البوار جہنم میں پہنچایا، حضرت امیر رض نے فرمایا لَقَدْ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنِ صَفِيَّةَ رض بِالنَّارِ۔

بناتِ طیبات اور قرآن

اسی طرح رقیہ رض اور کلثوم رض کہ حضرت کی بناتِ طیبات ہیں اِبجہت تحقیق علاقہ، زوجیت بینہما وبین سیدنا عثمان رض کہ عترت سے نکالتے ہیں چنانچہ احقاق الحق میں ہے کہ "رقیہ و کلثوم نہ حضرت صلعم کی دختر تھیں نہ بطنِ خدیجہ رض سے۔"

اور منہج الفاصلین میں ہے کہ "حضرت فاطمہ رض کے سوائے کوئی دختر آپ کی نہیں" حالانکہ قرآن میں بصیغہ جمع ارشاد ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ اور ظاہر ہے کہ قرآن میں جمع ہے تو جمع کا اطلاق تین سے کمتر پر درست نہیں۔ ومعہذا زاد المعاد میں ہے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُقَيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَعَلٰى أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ

اکثر اولاد حسنین کو شیعہ نہیں مانتے

اسی طرح اکثر اولاد حسنین رض کو نہیں مانتے اور امام نہیں جانتے حسن بن حسن مثنیٰ اور عبد اللہ محض اور نفس زکیہ وغیرہ کو کہ حسنی ہیں کافر مرتد بتاتے ہیں۔ حالانکہ جامع اخبار میں ہے اَكْرِمُوْا اَوْلَادِيْ وَمَنْ مَاتَ عَلٰى حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ "میری اولاد کو گرامی رکھو، اور جو مرا میری آل کی محبت پر، تو وہ مرا سنت اور جماعت پر۔"

اور امام حسین رض کی اولاد میں جعفر بن موسیٰ کاظم رض اور جعفر بن علی رض برادر حضرت امام عسکری رض کو کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا تا بامام حسن عسکری پہنچاتے ہیں من بعد جعفریہ جعفر بن علی رض کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عسکری لاولد تھے اور بعضے

کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند امام آخر الزمان ہیں کہ صغرسنی میں باپ کے روبرو وفات پائی۔ اور بعضوں نے حدِ بلوغ کو پہنچایا۔ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فُجَاءَةً وَقِيْلَ قُتِلَ وَقِيْلَ حَيٌّ غَائِبٌ مُنْتَظَرٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

آیۂ تطہیر ازواج مطہرات کے حق میں اُتری۔ بہ دلائل

اور بیان ثالث کا یہ ہے کہ اہل بیت حقیقی یعنی ازواج مطہرات رض جن کے حق میں آیۂ تطہیر اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا نازل ہوئی۔ جیسا ابن عباس رض وغیرہ نے فرمایا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ فِيْ نِسَآءِ النَّبِيِّ خصوصًا صدیقہ رض و حفصہ رض کو (اس سبب سے کہ ان کی زوجیت میں شیخین رض کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہے) اہلِ بیت مجازاً بھی نہیں جانتے، اور جو مجازاً داخل ہیں ان میں حقیقت کو صرف کرتے ہیں۔ حالانکہ شانِ نزول مذکور اور سباق وسیاق اسی پر دال ہے کہ یہ آیۃ ازواج کے حق میں نازل ہوئی اس واسطے کہ ابتداءً يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے لفظ وَالْحِكْمَةِ تک ازواج کی جانب خطاب ہے پس بدوں انقطاعِ کلام سابق اور افتتاحِ کلام لاحق درمیان میں اور کا حال مذکور ہونا مخالف نص قرآنی ہے۔

اسی واسطے ترمذی وغیرہ میں آیا ہے کہ ہر گاہ اس آیت نے نزول پایا حضرت نے آلِ عباس کے حق میں دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا۔ اُم سلمہ رض نے عرض کیا اَلَسْتُ بِاَهْلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فرمایا اَنْتِ عَلٰى خَيْرٍ وَاَنْتِ عَلٰى مَكَانِكِ "یعنی تو تو بطریق اولیٰ بجائے خود اہل بیت ہے" پس معلوم ہوا کہ یہ آیت ازواج کے حق میں ہے خصوصًا اور اولاد کے حق میں عمومًا۔ ورنہ دعا کی کیا حاجت تھی۔

شیعہ تمام صحابہ کو مرتد جانتے ہیں

اور بیان رابع کا یہ ہے کہ یہ فرقہ باجمعہا تمامی صحابہ کو کافر اور مرتد اعتقاد کرتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِلَّا شاذ معدود منہم کس نے بہ روایت امام

صادقؓ لکھا کہ لَمَّا مَاتَ النَّبِیُّ اِرْتَدَّاتِ الصَّحَابَۃُ کُلُّھُمْ اِلَّا اَرْبَعَۃٌ مِّنْھُمْ مِقْدَادؓ وَحُذَیْفَۃؓ وَسُلَیْمَانؓ وَاَبُوْذَرؓ۔ حالانکہ جامع الاخبار میں ہے مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَقَدْ کَفَرَ۔ اور کتاب خصال میں زبانی امام صادقؓ موجود ہے کہ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفًا ثَمَانِیَۃَ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَدِیْنَۃِ وَاَلْفَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْمَدِیْنَۃِ وَاَلْفَیْنِ مِنَ الطُّلَقَاءِ لَمْ یُرَ فِیْھِمْ قَدَرِیٌّ وَّلَا مُرْجِیٌّ وَلَا حُرُوْرِیٌّ وَلَا مُعْتَزِلِیٌّ وَلَا صَاحِبُ رَاْیٍ وَکَانُوْا یَبْکُوْنَ اللَّیْلَ وَیَقُوْلُوْنَ اَقْبِضْ رُوْحَنَا قَبْلَ اَنْ نَّاْکُلَ خُبْزَ الْخَمِیْرِ۔ جناب شیخینؓ کہ افضل صحابہ اور یار غار سید الثقلینؐ ہیں ان کی عداوت اور بیزاری کو عین عبادت جانتے ہیں، تا آنکہ انھیں صنم قریش قرار دے کر دعائے صنمی قریش بنایا ہے اور اس کو دعائے قنوت جناب مرتضویؓ بنایا ہے حالانکہ احقاق الحق میں زبانی امام صادقؓ ان کے حق میں موجود ہے ھُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَا عَلَی الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَیْہِ فَعَلَیْھِمَا رَحْمَۃُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

پس اب ان بیانات اربعہ سے کالنور علیٰ قلل الجبال اتضاح حال ہوا کہ متخلف سفینۂ عترت وآلِ رافض ہیں عموماً اور ملازمان مدعی تمسک خصوصاً کہ بفحوائے اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ اکثر قرآن وعترت کے بیشتر اصحاب واہل بیت حضرتؐ کے ساتھ بغض اور کفران رکھتے ہیں، نہ اہل سنت کہ بموجب لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ سائر ان بزرگوار اربعہ کی نسبت ان کو محبت اور ایمان ہے عموماً اور ختنین کی نسبت خصوصاً۔ اور یہ خود ظاہر ہے حاجتِ بیان نہیں رہی۔

بعض شبہات اور ان کا جواب اس مقام میں دو شبہات کہ اثنا عشریہ کی سدِّ راہ ہیں۔ ایک یہ کہ تمسک کل اہل بیت کی کیا حاجت، تمسکِ بعض بھی نجات کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر کشتی کے کسی کونے پر بیٹھے تو بھی غرق سے ایمن ہے۔ دفع اس کا یہ ہے کہ اس ہنگام کیسانیہ مختاریہ، زیدیہ، موسویہ وغیرہا فرق کو گمراہ جاننا غلط ہوگا، کیونکہ ہر ایک نے کشتی کا ایک

کنج لیا ہے۔ بلکہ تعیینِ اثناء عشریہ بھی باطل ہوگی۔ پس بنائً علیہ تمام مذہب اثناء عشریہ برہم ہوا۔

اور حلِ شبہ یہ ہے کہ ایک کونے میں بیٹھنا اس وقت نافع ہے کہ اور کسی کونے میں رخنہ نہ ہوا، اور ہرگاہ کسی کنج میں رخنہ کیا بے شک غرق ہوگا۔ اور شیعہ کا کوئی فرد ایسا نہیں کہ ایک کنج میں بیٹھے اور دوسرے میں رخنہ نہ ڈالے۔ ہاں اہلِ سنت ہر چند زوایائے مختلفہ میں آمد و شد رکھتے ہیں مگر ان کی کشتی کے کسی کنج میں رخنہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ جناب مجتہد قمقام عماد الاسلام میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ اقتدا مجمل ہے کیونکہ اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اقتدا شیخین چاہیئے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ سبب ارشاد یہ ہوگا کہ کہیں تشریف لئے جاتے ہوں گے اور شیخین شریف پرے ہوں گے کسی نے پوچھا ہوگا کہ میں کس راہ سے آؤں، آپ نے فرمایا کہ شیخین کے پیچھے پیچھے آؤ۔ مجھ کو پاؤ۔ اہل انصاف پر یہ بات ظاہر ہے کہ جناب مجتہد باوصف فہم وکیاست کیا اجتہاد کر رہے ہیں اور بحکم بنی قصراً و ہدم مصراً تمام تمسکاتِ قوم کی تار پود کو برباد کر دیا۔ ہائے اتنا بھی نہ سمجھے کہ یہ اجمال اگر منافی اقتدائِ شیخین ہے تو وہ اجمال واحتمال کہ احادیث متواترہ مقبولۂ قوم مستوجب العذاب واللوم ہیں لاسیما کہ تمسک اہل بیت کی نسبت وارد ہیں کیونکہ مجوّزہ اقتدا ائمہ ہوں گے۔

باعترافِ شیعہ پیدا ہے کہ حصولِ نجات کے لیے کوئی حدیث حدیث ثقلین سے بڑھ کر نہیں اس میں بھی وہ احتمال پیدا ہے کیونکہ اصلاً اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں ان کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے، آیا محبت و خلاص میں، یا اتباع و پیروی میں؟ پھر اس تقدیر پر بھی مجمل ہے کہ آیا اصول میں تمسک چاہیئے جیسا توحید باری اور امامت ائمہ وغیرہ میں؟ یا فروع میں جیسا یعنی نماز میں خصیوں یا تضیب سے کھیلنے، یا فرج کا بوسہ لینے میں یا دخول فی الدبر وغیرہ میں؟

بعدہ اس میں کلام ہے کہ جمیع اہل بیت مراد ہیں؟ یا بعض؟ وبرتقدیر اول حصر اثنا عشر باطل ہے اور برتقدیر ثانی ترجیح بلا مرجح مرجوح لازم، معہذا احادیث کہ بلفظ طریق سلوک لحوق کشتی

دریا و بیابان صحرا مردی ہیں، ان میں بھی یہی احتمال ہوگا۔ کسی نے پوچھا ہوگا کہ فلاں شہر میں کیوں کر پہنچوں، اور اثناءِ راہ میں دریائے ناپید اکنار اور صحرائے دشوار گزار واقع ہیں حضرتؓ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالبؓ کے ہمراہ جانا چاہیے کہ نشیب و فراز میدانوں کا جاننے اور عمق دریا کا پہچاننے ہوئے ہیں۔ الی غیر ذلک من الاحتمالات، ایں گلِ دیگر شگفت، فافہم ولاتکن من الغافلین

اب اہلِ انصاف از روئے انصاف و ایمان بلا اعتساف دیکھیں کہ متخلف یا متمسک سفینۂ عترت و آل اہل سنت ہیں، یا شیعہ ضال؟ (برطے بول کا سرنیچا) من بعد ملازمان اپنی ہٹ دھرمی سے اگر باز نہ آئیں اور اپنے کو متمسک بنائیں، اسی بات کے مصداق ہوں گے کہ جولاہے کو مومن اور صدقہ خور کو مصلّی اور حبشی کو سیدی، نجاست کش کو حلال خور کہتے ہیں مشرکین مکہ اپنے آپ کو تابع ملّتِ ابراہیمی جانتے تھے اور مسلمانوں کو صابی، اور یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو موسوی عیسوی بتاتے تھے۔ اور عبداللہ بن سلام اور نجاشی کو بے دین مغوی، لیکن سوائے ذلت و رسوائی کیا حاصل، نام کسی کا لینا اور خلاف اس کے کرنا ذلّ دنیا، کمال وقاحت و بیحیائی ہے۔ وَاللّٰہُ الْہَادِیْ۔

خاتمۂ کتاب

الحمدللہ! یہ رسالہ "ھدایۃ الشیعہ" باختصار تمام اتمام کو پہنچا، اب سائل مدعی خصوصًا اور سب شیعہ عمومًا اس کو بنظرِ انصاف دیکھ کر اپنا کحل الجواہر بناویں، اور اپنی غوات کو چھوڑ کر ہدایت پر آویں، تا قیامت کو خسران و عذاب سے نجات پاویں ورنہ اس دن ہرگز کچھ تقلیدِ آباء و اجداد کارگر نہ ہوگی ؎

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو!
اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تمّت بالخیر

مکتبہ عبدالکریم متصل مسجد براہ چوک کالیاں گجرات (پنجاب)

آیات بینات

کامل جلد حصے کر دو جلد کے
عکسی ایڈیشن

از - نواب محسن الملک سید محمد مہدی علی خان

تردید شیعہ میں وہ عظیم اور مشہور کتاب جس نے ایک انقلاب پیدا کر دیا اور ہزاروں انسانوں کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا، اس کتاب کے فاضل مصنف ابتداء سے خود شیعہ مذہب کے بڑے عالم تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی اور آپ نے شیعہ مذہب سے تائب ہو کر یہ عظیم کتاب تصنیف فرمائی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خود شیعہ مذہب کی کتابوں اور ان کے علماء کے اقوال سے ہی ان کا بطلان کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود طرز تحریر نہایت ناصحانہ اور سنجیدہ اختیار کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے ہر شخص تعصب سے ہٹ کر اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ یہ کتاب عرصہ ساٹھ سال سے نایاب تھی اب مکمل تیار ہے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ کل صفحات: ۷۰۰

سفید کاغذ۔ قیمت جلد اول: -/۱۸ جلد دوم: -/۱۸ کامل سیٹ: -/۳۶ روپے

****

تاریخ مذہب شیعہ

حسب ایماء و پسند فرمودہ: مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی رح

اس کتاب میں شیعہ مذہب کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے اور مشہور منافق ابن سبا جو دراصل یہودی تھا اور جو مذہب شیعہ کا بانی ہے اس کے مفصل حالات لکھے گئے ہیں کہ یہ منافق کس طرح از راہ نفاق مسلمانوں میں گھس کر مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کی وجہ سے آج تک مسلمان شیعہ سنی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ متلاشیانِ حق کے لیے بہترین کتاب سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۴۰ عکسی طباعت سفید کاغذ۔ بکس بورڈ جلد قیمت ۶/۷۵ روپے

دار الاشاعت ۔ مقابل مولوی مسافر خانہ ۔ کراچی